شادی بیاہ کے موقع پر دیا جانے والا مستند، مفید
دلچسپ اور نادر و نایاب تحفہ
انمول تحفہ
دولہا
مصنف
حافظ محمد ظفر اقبال چشتی
شاکر پبلی کیشنز لاہور

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ وسلم

شادی بیاہ کے موقع پر دیا جانے والا مستند، مفید دلچسپ اور نادر و نایاب تحفہ

انمول تحفہ دولہا

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے

★ معاملات شادی کی تفصیل ★ بہترین بیوی کا انتخاب ★ طہارت اور پاکیزگی
★ نکاح کے فوائد و ثمرات ★ رسومات کی اقسام اور ان کا جائزہ
★ کامیاب زندگی گزارنے کے سنہری اصول
★ مہمان نوازی کے احکام و فضائل ★ طلاق کے احکام و مسائل
★ بچوں کی تعلیم و اصلاح دینی تقاضوں کے مطابق
★ بیوی کے حقوق قرآن و حدیث کی روشنی میں ★ بیماریوں کے آسان علاج
★ حق مہر ادا کرنے کے اصلاح طلب پہلو
اور بھی بہت کچھ جو آپ کے پڑھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے

مصنف حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی عفی عنہ

شاکر پبلی کیشنز
38 اردو بازار لاہور
فون: 042-37224266

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

انمول تحفہ دولہا

باہتمام	ملک محمد شاکر
سن اشاعت	محرم/نومبر 2014
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	ورڈز میکر
قیمت	-/320 روپے

ملنے کا پتہ:

نظامیہ کتاب گھر
زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور 0301-4377860

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور فون: 042-7246006

احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5558320

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
051-4536111

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

الاھداء

بنام

عارف ربانی، عالم ربانی، استاذ العلماء اشرف العلماء
عمدۃ الاذکیاء پیر طریقت، رہبر شریعت، حضور ضیاء الامت
پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ
کے مرید صادق خلیفہ مجاز
استاد العلماء زبدۃ الاصفیاء پیر طریقت، رہبر شریعت
عاشق مصطفیٰ، شیخ الحدیث، حضرت علامہ مولانا سیدی وسندی
پیر سید نذیر حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ

غبارِ راہِ طیبہ
01/09/2014

الانتساب

بنام

اُستاذ العلماء، عمدۃ العلماء، مبلغ اسلام خطیب پاکستان

نمونہ اسلاف، پیر طریقت، رہبر شریعت

بانی ادارۃ المصطفیٰ حضرت علامہ مولانا

پیرزادہ محمد ثاقب رضا صاحب مصطفائی

(دامت برکاتہم العالیہ)

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

حصہ سوئم

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

مؤلف کا پیغام......دولہا کے نام

ہو یہ شادی مبارک تجھے، یہ خانہ آبادی مبارک تجھے
تیرے خسر و ساس نے تجھ پہ احسان کیا، دی تجھے گھر کی روشنی

شرافت سے جینا شریعت پہ مرنا، کبھی اپنی زوجہ پہ ستم نہ کرنا
تیری شیریں لسانی اور خندہ پیشانی یہ رشک کرے قمر کی روشنی

اَطِیْعُوا اللہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ہے فرمان خدا
اطاعت خدا سے جنت ملے اور ملے خیرالبشر کی روشنی

پاکیزگی قلب و نظر اور کردار و عمل کی خوبی سے
چمن حیات میں تجھے ملے راحت وسکون، دیرپا ان کے اثر کی روشنی

طاعت میں سرگرمی رہے اخلاق میں سدا نرمی رہے
یہ چار دن کی ثروت نہیں، یہ ہے عمر بھر کی روشنی

اُٹھ ساتھ مرغانِ سحر اور پورے گھر کو جگا دے
فروزاں رہے گی سارا دن تیری نمازِ فجر کی روشنی

تیرے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے کبھی وقت نماز
عطا ہو گی تجھے پل صراط پر جبرائیل امین کے پر کی روشنی

من زار قبری و جبت لہ شفاعتی ہے فرمان نبی
روضہ رسولِ کی حاضری ہے شفاعت نگر کی روشنی

تلاوت قرآن کو معمول اپنا بنا سارے مرضوں کی ہے اس میں دوا
ہے یہ حاجت روا اور مشکل کشا، ہے اس میں ہر خشک وتر کی روشنی

لاتی ہے ثمر دعائے نیم شب، آنسوؤں کے موتی گرائے گا کب
خوف خدا میں رویا وہ جنت گیا، بڑی دولت ہے چشم تر کی روشنی

نماز عشاء نہ کرنا قضا، نارِ جہنم نہ بستر کے نیچے جلا
فرضوں کی ادائیگی ہے رب کی رضا ٹھکانہ جنت ہے وتر کی روشنی

لے نہ جائے بحر فساد میں تیرے غصے کی ہوائے تندوتیز
ورنہ فروزاں نہ ہو گی کبھی تیری اور تیری ہمسفر کی روشنی

خندہ زن رہو ہر کلفت میں یہ ضیاء ہے چراغ زندگی کی
یہی پیغام ظفر ہے یہی ہے اس حیاتِ مختصر کی روشنی
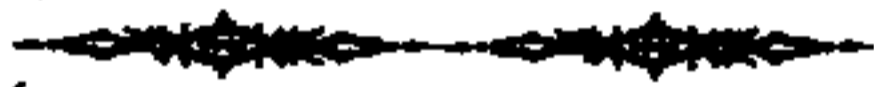
پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْمِ ۝

اس عظیم رب کا شکر جس نے اس کائنات کو تخلیق فرمایا اور انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمایا۔ اس دنیا میں انسان کو قدم قدم پر رہنمائی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ازدواجی زندگی کے آغاز سے لے کر منزل مراد تک پہنچنے تک بھی انسان رہنمائی کا محتاج ہوتا ہے۔ اس مقصد کے پیش نظر میں نے **تحفہ دولہا** کی تصنیف کے لئے قلم اٹھایا تاکہ ایک مسلمان بھائی اپنی زندگی کو خوشیوں کا گہوارہ بنا سکے اور عظیم کامیابی حاصل کر کے منزلِ مقصود تک پہنچ سکے۔

میں نے اس کتاب کو نو حصوں میں تقسیم کیا تاکہ موضوعات کے تنوع سے مکمل رہنمائی مہیا کی جاسکے۔

پہلے حصے میں مرد کو ازدواجی زندگی کے آغاز سے لے کر منزل مراد تک پہنچانے کے لئے سات باب تیار کیے ہیں۔ پہلے باب میں شادی کے متعلق مختلف امور مثلاً شادی کی ضرورت، اہمیت، مقاصد اور شادی نہ کرنے کے نقصانات بیان کیے ہیں۔

دوسرے باب میں شریک حیات کے انتخاب کے اصول بتائے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں عموماً دنیاوی چمک، دمک اور ظاہری مال و دولت کو دیکھ کر رشتہ کر لیا جاتا ہے۔ میں نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بہترین بیوی کے انتخاب کے لئے اصول بتائے ہیں تاکہ زندگی کے سفر کو خوشگوار بنایا جاسکے اور منگنی کے پروگرام میں ہونے والی

فضول اور ناجائز رسومات کی نشاندہی کرتے ہوئے سادگی کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔

تیسرے باب میں شادی کے دن کے تقرر اور شادی کی رسومات کے جائز و ناجائز ہونے کے بارے میں اسلامی تعلیمات بیان کی ہیں تاکہ شادی کے عظیم بندھن میں اللہ کی نافرمانی سے بچا جاسکے۔

چوتھے باب میں سنت نکاح کی اہمیت، فضیلت اور ضرورت کے ساتھ حق مہر کی شرعی حیثیت اور اقسام بتائی ہیں تاکہ دولہا صاحب اپنی نئی زندگی کے آغاز میں اللہ کی نافرمانی نہ کریں اور جہیز کی حرص ولالچ سے بھی اجتناب کریں۔

پانچویں باب میں مرد کے لئے شب زفاف کے آداب اور اس کے بعد کے رہنما اصول بتائے ہیں۔ اس انتہائی اہم اور نازک موقع پر معلومات کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ولیمہ کی اہمیت اور اس کے احکامات بتائے ہیں تاکہ اس سنت کو ادا کرتے ہوئے غیر شرعی باتوں سے بچا جاسکے۔ سسرال میں دولہے کی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے اس کے لئے کچھ گزارشات کی ہیں جن پر عمل کرنے سے سسرال میں مقام و مرتبہ زیادہ ہو سکے گا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے انشاء اللہ دولہا صاحب سسرال میں کی جانے والی غلطیوں سے بچ جائے گا۔

چھٹے باب میں مرد کے لئے وہ تمام امور بتائے گئے ہیں جن کے کرنے یا نہ کرنے سے زندگی کو کامیاب بنایا جاسکتا ہے۔ موجودہ معاشرے میں نوجوان نسل کی مشکلات اور ان کا حل بتایا گیا ہے۔ غلط اور بے ہودہ راستوں سے بچنے کے لئے رہنمائی کی گئی ہے۔
ساتویں باب میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق قرآن و حدیث سے مزین رہنمائی مہیا کی گئی ہے۔ انسان کو جب اللہ کی طرف سے اولاد جیسی نعمت ملتی ہے تو وہ اسے دنیاوی تعلیم سے تو آراستہ کر دیتا ہے مگر دینی تعلیم سے دور رکھتا ہے میں نے اس کتاب میں دینی تعلیم کی اہمیت و ضرورت پر بھی روشنی ڈالی ہے تاکہ یہی اولاد انسان کے لئے جنت میں ٹھکانہ کا سبب بن سکے اور پھر بچے کی تربیت کے لئے قرآن و حدیث کی روشنی میں اہم

اصول بتائے ہیں تاکہ بچہ اپنے والدین کا فرمانبردار بھی بنے اور ان کے مقام و مرتبے کو بھی بلند کرے۔ باقی آٹھ حصوں میں بیوی کے حقوق، صالحین امت کا تذکرہ، طہارت و پاکیزگی کے احکام، طلاق کے مسائل، قدرتی اشیاء کی افادیت، ضرورت، مختلف بیماریاں اور ان کا علاج بتایا ہے۔

اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور میرے اور معاونین کے لئے ذریعہ مغفرت بنائے۔

غبار راہِ طیبہ

حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی عفی عنہ
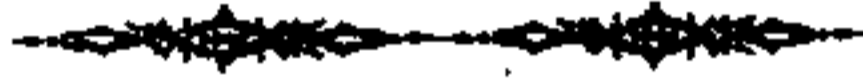
مقدمہ

ازقلم: اُستاذ العلماء، زبدۃ الاذکیاء، فقیہ عصر محسن ملت حضرت علامہ مولانا نورالحسن تنویر صاحب دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الحدیث جامعہ صدیقیہ ہنڈل (سیالکوٹ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ!

دو افراد کے ملنے سے ایک خاندان تشکیل پاتا ہے اور خاندان ہی کسی معاشرے کی بنیادی اکائی ہوتا ہے۔ خاندان کی بنیاد ازدواجی زندگی پر ہوتی ہے۔ ازدواجی زندگی کو پر سکون اور خوشگوار بنانے کے لئے اعلیٰ وعمدہ عملی نمونے کی ضرورت ہوتی ہے اور اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کے لئے کامل نمونہ کریم آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی میں موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

بے شک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں کامل نمونہ موجود ہے۔ (پ:۲۱، الاحزاب:۲۱)

مرد وعورت کی زندگی میں ہم آہنگی اور معاشرتی عادات واطوار میں مماثلت کے جو اصول قرآن وحدیث میں بیان کئے گئے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی صاحب نے یہ عظیم کاوش کی ہے کہ مرد جب اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے کن مراحل سے گزرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کتاب "تحفہ دولہا" کو نو حصوں میں تقسیم کر کے اس کے مضامین میں تنوع پیدا کیا ہے۔

پہلے حصے میں شادی کی اہمیت وضرورت، تلاش رشتہ اور شادی کی رسومات کو شریعت کی روشنی میں واضح کیا ہے۔

دوسرے حصے میں بیوی کے حقوق پر بحث کی گئی ہے کہ شوہر کے ذمے بیوی کے کون کون سے حقوق اسلام نے متعین کئے ہیں۔

تیسرے حصے میں مثالی کردار مثلاً مثالی باپ، مثالی بیٹا، مثالی داماد، مثالی شوہر، مثالی سسر کے کرداروں کو احسن انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا اپنی زندگی کے ہر قدم پر اس سے رہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔

چوتھے حصے میں صالحین امت کا تذکرہ کرتے ہوئے امت مسلمہ کے لئے واضح ہدایات اور عملی نمونے پیش کئے ہیں۔

پانچویں حصے میں طہارت و پاکیزگی، وضو، غسل، مسح، تیمم سے متعلق احکام بیان کئے گئے ہیں۔

چھٹے حصے میں طلاق کی اقسام اور اس کے احکام ومسائل بیان کئے گئے ہیں۔

ساتویں حصے میں مسنون دعاؤں کو بیان کیا گیا ہے تاکہ زندگی میں آنے والے مصائب ومشکلات سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے دعائیں کی جاسکیں۔

آٹھویں حصے میں قدرتی اشیاء کی افادیت اور ان کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

نویں حصے میں مختلف بیماریاں اور ان کے مختلف طریقوں سے علاج بیان کئے گئے ہیں۔

اس کتاب میں مرد حضرات کیلئے ہر طرح کی رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ مردوں کیلئے ایک مضبوط انسائیکلوپیڈیا کی صورت میں تیار کی گئی اس کتاب سے ہر کوئی استفادہ حاصل کرسکتا ہے۔ اللہ کریم اس کاوش کو اپنی بارگاہ مقدسہ میں قبول فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

نورالحسن تنویر

ناظم اعلیٰ جامعہ صدیقیہ ہندل (سیالکوٹ)

26 شوال ۱۴۳۵ھ 23 اگست 2014ء

Best Words by

Dr. Sadaf Saba M.B.B.S

City Hospital Islamabad

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بے شمار احسانات فرمائے ہیں۔ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اِن ان گنت نعمتوں (Blessings) میں سے ایک نعمت نکاح ہے۔ نکاح سے نہ صرف مرد اور عورت کے درمیان رشتہ منسلک ہوتا ہے بلکہ دو خاندانوں کے درمیان باہمی محبت و اخوت کا رشتہ (Relation) قائم ہوتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے انسان کی فطری خواہشات...... جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے خواہشات اور جذبات کو پورا کرنے کا باعزت طریقہ نکاح مقرر کیا ہے۔ نکاح کرنا سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اللہ تعالیٰ کی بندوں پر عظیم نعمت ہے لیکن بعض انسان پھر بھی ناشکری کرتے ہیں اور اس مقدس رشتے (Consecrated relation) کو سکون اور راحت کا ذریعہ بنانے کی بجائے اسے قدموں تلے روند دیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے......؟ اسلام سے اور دینی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے۔

اسی سلسلے میں حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی صاحب نے ازدواجی زندگی میں مکمل رہنمائی کے لئے "**تحفہ دولہا**" تصنیف کی ہے۔ جس میں دولہے کے لئے کامیاب زندگی گزارنے کے اصول اور مختلف رسومات کی شرعی حیثیت بیان کی گئی ہے۔ مثالی کردار میں مثالی شوہر، مثالی سسر، مثالی بیٹا، مثالی داماد اور مثالی باپ کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ بیوی کے حقوق پر بحث کی گئی ہے۔ مختلف دعاؤں کی ضرورت واہمیت اور قدرتی اشیاء کی افادیت بیان کی گئی ہے۔ مختلف بیماریاں اور ان کے علاج کے مختلف طریقے (Different Methods) بیان کئے گئے ہیں۔

آج کل بے شمار بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ جن کے علاج کے لئے معاشرے میں لوگوں کو طبی سہولیات (Madical Facilities) بھی مل رہی ہیں۔ تمام لوگوں سے گزارش (Request) ہے کہ اس کتاب سے مکمل رہنمائی حاصل کریں اور بیماری شدید ہونے کی صورت میں اپنے قریبی کوالیفائیڈ ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

اللہ کریم اس کتاب کو خاص و عام کے لئے مفید بنائے اور علامہ صاحب کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین

Dr. Sadaf Saba

M.B.B.S

City Hospital Islamabad.

23 شوال ۱۴۳۵ھ۔ 20 اگست 2014ء
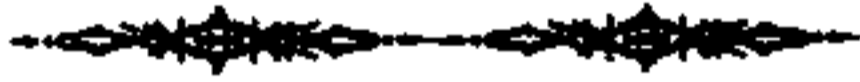
کلماتِ تحسین

از قلم: سرجن میجر ڈاکٹر شفاقت علی صاحب

(ایم۔بی۔بی۔ایس، ایف۔سی۔پی۔ایس)

صحت اس وقت قائم رہتی ہے جب جسم کی تمام اخلاط اعتدال پر رہیں اور جب بعض اخلاط بعض پر غالب ہو جائیں یا کھانے پینے میں بے اعتدالی کی وجہ سے ان میں تنافر اور تعفن پیدا ہو جائے تو انسان میں مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً زیادہ میٹھی اور نشاستہ دار چیزوں کے کھانے، آرام طلبی اور جفاکشی نہ کرنے کی وجہ سے شوگر ہو جاتی ہے۔ بسیار خوری (Over eating) کی وجہ سے بدہضمی اور معدہ (Stomach) کا ضعف ہو جاتا ہے اور معدہ کے منہ پر ورم آ جاتا ہے۔ زیادہ تیزابی، ترش اور مرچیں اور مصالحہ دار چٹ پٹی اشیاء کھانے کی وجہ سے معدہ کا السر ہو جاتا ہے۔

تمباکو کھانے اور سگریٹ نوشی (Smoking) کی وجہ سے عموماً گلا خراب ہو جاتا ہے۔ کھانسی ہو جاتی ہے۔ خون کی شریانیں تنگ ہو جاتی ہیں اور ہائی بلڈ پریشر ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں فالج ہو جاتا ہے اور بعض اوقات دماغ (Brain) کی رگ (Vein) پھٹ جاتی ہے۔ زیادہ سگریٹ نوشی (چین سموکنگ) سے جگر کا سائز کم ہو جاتا ہے اور سروس ہو جاتا ہے اور مرغن اشیاء زیادہ کھانے، تن آسانی اور محنت کے کام نہ کرنے کی وجہ سے انسان عارضہ قلب میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کولیسٹرول بڑھنے کی وجہ سے کمر کا درد ہو جاتا ہے اور زیادہ گوشت کھانے کی وجہ سے آخری عمر میں پروسٹیٹ گلینڈ کا حجم زیادہ ہو جاتا ہے اور پیشاب (Urine) کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور زیادہ گرم اشیاء اور انڈے اور چاول زیادہ مقدار میں کھانے سے گردوں کا درد ہوتا ہے اور [illegible]

ہے۔ جنسی بے اعتدالی اور بے راہ روی کے نتیجہ میں آتشک اور سوزاک ایسے امراض ہو جاتے ہیں۔

ان مختلف قسم کی بیماریوں سے آگاہی اور ان کے خطرات سے واقفیت حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ حافظ ظفر اقبال چشتی نظامی صاحب نے اس سلسلے میں عظیم کاوش (Great Struggle) کی ہے۔

اپنی اس کتاب تحفہ دولہا میں چند اہم بیماریوں کے اسباب ان کی علامات اور مختلف طریقوں مثلاً دعا، دوا اور دم اور پرہیز سے علاج بیان کیے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ مرد کے لئے زندگی کے ہر قدم پر رہنمائی مہیا کرنے والی کتاب ہے۔ اللہ کریم اس کو خاص و عام کے لئے مفید بنائے اور اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے۔

آمین۔

سرجن میجر ڈاکٹر شفاقت علی
ایم بی بی ایس۔ ایف سی پی ایس
22 شوال ۱۴۳۵ھ، 19 اگست 2014ء
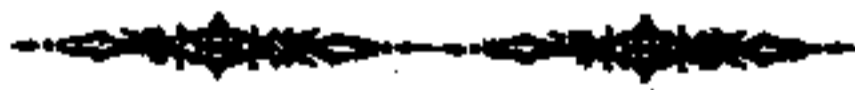
کلماتِ تحسین

ازقلم: قابل عزت وقدر، محافظ مسلک اہل سنت، فخر ملت مبلغ اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر
محمد خلیل عطاری صاحب (ڈبل ایم۔اے۔ایم۔ایڈ) پرنسپل سائنس ایجوکیشن جھبیل پور (سیالکوٹ)

وہ معاشرہ جو اپنی تہذیب وتمدن کو فراموش کر دیتا ہے۔اپنی عادات واطوار کو پس پشت ڈال دیتا ہے......غیر مسلموں کی اندھادھند تقلید کرتا ہے......حلال وحرام میں فرق بھول جاتا ہے......وہ زوال پذیر ہو جاتا ہے اور تباہی کے دہانے تک پہنچ جاتا ہے۔

موجودہ دور میں ہمارے معاشرے میں بھی اسلامی تہذیب وتمدن سے بے خبری اور چشم پوشی اختیار کی جارہی ہے۔اس شکوہ کناں ماحول میں اسلامی تعلیمات کو اجاگر کرنے کے لئے تحریر کے میدان میں قدم رکھ کر قلم کے ذریعے مسلمانوں کو بیدار کرنے کا بیڑا اٹھانے والوں میں سے ایک ساتھی محترم ومکرم حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی صاحب بھی ہیں۔ان کی یہ کتاب **"تحفہ دولہا"** حسن ترتیب، سلاست وروانگی، مضامین کا تنوع، سادگی، بیان عمدہ تحقیقی کوشش، دلکش اسلوب اور جامعیت کا حسین مرقع ہے۔

اس کتاب میں ابتداء سے انتہا تک زندگی کا سفر اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اسلامی اقدار اور دینی روایات سے لبریز اہم معلومات سے اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔

مصنف کے لئے دعا گو ہوں اللہ کریم اس کاوش کو قبول فرما کر مزید دین کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

ڈاکٹر محمد خلیل عطاری (ڈبل ایم اے ایم ایڈ)
پرنسپل سائنس ایجوکیشن جھبیل پور
(سیالکوٹ)

24 شوال ۱۴۳۵ھ۔21 اگست 2014ء

کلماتِ تبریک

از: فخر العلماء استاذ العلماء والحفاظ، آفتاب ولایت شہنشاہِ خطابت، خطیب الاسلام مناظر اسلام، بحر العلوم حضرت علامہ مولانا پیر سید مراتب علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
آستانہ عالیہ سلہو کے شریف (گوجرانوالہ)

نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔اَمَّا بَعْدُ!

ہمارے معاشرے میں بے شمار برائیاں جنم لے رہی ہیں۔ زندگی کے ہر قدم پر خودساختہ خرافات اور غیر مسلموں کی تقلید کا سبب دین سے دوری ہے۔ ازدواجی تعلقات ہوں یا بچوں کی تعلیم وتربیت، روزمرہ کے معاملات ہوں یا معاشرتی ومعاشی صورتحال، غرض ہر جگہ فضول رسومات کی شمولیت اور اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت بڑھتی جارہی ہے۔

حافظ ظفر اقبال چشتی نظامی نے امت مسلمہ کی بہترین رہنمائی اور اصلاح کے لئے تحریری میدان میں قدم رکھ کر اپنی علمی جستجو اور اسلام سے محبت کا بے مثال ثبوت پیش کیا ہے۔ علمی دنیا کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں موصوف کی تصنیف **تحفہ دولہا** ایک اہم پیش رفت ہے۔ جس میں شوہر، باپ، بیٹے، سسر، داماد کے لئے بیش قیمت راہنما اصول پیش کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کی اہم خوبی، بیماریاں اور ان کے علاج بیان کرنا ہے۔ زندگی میں مختلف قسم کے مسائل اور ان سے نمٹنے کا حل بتایا گیا ہے۔

شادی شدہ جوڑے کے لئے قیمتی مشورے دیئے گئے ہیں جن پر عمل کرنے سے ان کی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوسکتی ہے۔ تمام مسلمانوں کو تاکید ہے کہ اس کتاب سے استفادہ حاصل کریں۔ اور اپنی زندگی کو خوشیوں کا گہوارہ بنائیں۔ اللہ کریم اس کتاب کو مصنف کے لئے باعث مغفرت بنائے۔ اور پوری اُمت مسلمہ کے لئے باعث ہدایت و نجات بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

پیر سید مراتب علی شاہ ‏ 27 شوال 1435ھ۔ 24 اگست 2014ء

کتاب ایک نظر میں

حصہ اول:

تلاش منزل سے...... منزل مراد تک

باب نمبر 1

معاملاتِ شادی کی تفصیل ...... ضرورتِ شادی ...... اہمیت شادی ...... برکاتِ شادی...... مقاصد شادی...... جنسی تعلقات قائم کرنے کے لئے حدود و قیود کی ضرورت ...... نکاح سے دوری، شریعت سے دوری ہے ...... شادی نہ کرنے کے نقصانات ...... چھوٹی عمر کی شادیاں...... لمحہ فکریہ پر بحث کی گئی ہے۔

باب نمبر 2

بہترین بیوی کی تلاش ...... بہترین بیوی منتخب کرنے کے رہنما اصول ...... تلاشِ رشتہ میں دعاؤں کی اہمیت وضرورت ...... رشتہ قائم کرنے میں پیش آنے والی مشکلات اوران کا حل ...... بیوی کے انتخاب میں مشاورت کا کردار ...... استخارہ کی ضرورت و اہمیت...... لڑکے کو لڑکی سے منسوب کرنے کا معاہدہ...... شادی سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ بیان کئے گئے ہیں۔

باب نمبر 3

شادی کے دن کا تقرر...... شادی اور رسم ورواج...... خلاف شریعت رسومات کے نقصانات ...... دولہے کی تیاری، بیوٹی سیلون میں ...... داڑھی کے فوائد...... شادی کی تیاریاں...... بارات کی روانگی پر بحث لائی گئی ہے۔

باب نمبر 4

سنت نکاح......نکاح کی اہمیت......نکاح کی فضیلت......نکاح کی ضرورت......
حق مہر......رسومات بعداز نکاح......جہیز ایک مذموم حرص ہے۔

باب نمبر 5

شب زفاف......خبردار! خبردار! لواطت سے بچئے......دولہا کو ہدایات......ولیمہ
......مکلاوہ پر بحث ونظر......سسرال کے گھر میں دولہے کے لئے رہنما اصول بیان کئے
گئے ہیں۔

باب نمبر 6

کامیاب زندگی کے رہنما اصول......مرد کے کرنے کے کام......مرد کے نہ کرنے
کا کام......خوشگوار زندگی کے لئے زریں ہدایات......اپنی زندگی کو محبتوں کا سمندر بنایئے
......بیوی کے دل میں جگہ بنانے کے لئے وظائف کا اہتمام......اے نوجوانو!......جنسی
توانائی کی اہمیت......جنسی توانائی کی افادیت......مشت زنی کے بارے میں بیان کیا گیا
ہے۔

باب نمبر 7

بچوں کی تعلیم وتربیت......بچوں کو کامیاب کیسے بنایا جائے۔

حصہ دوم:

اسلام میں خاوند پر بیوی کے حقوق مثلاً حق مہر......بیوی کی حوصلہ افزائی......بیوی
کی عزت وتکریم......رزق حلال......علیحدہ رہائش وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔

حصہ سوم:

مثالی گھر مثلاً مثالی باپ......مثالی بیٹا......مثالی سسر......مثالی شوہر......مثالی
[illegible] کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

حصہ چہارم:

طہارت و پاکیزگی (وضو، غسل، استنجاء، مسح، تیمم وغیرہ) کے احکام زیر بحث لائے گئے ہیں۔

حصہ پنجم:

طلاق کے مسائل اور احکام بیان کئے گئے ہیں۔

حصہ ششم:

مسنون دعائیں بیان کی گئی ہیں۔

حصہ ہفتم:

قدرتی اشیاء کی افادیت و ضرورت کو بیان کیا گیا ہے۔

حصہ ہشتم:

صحت مند زندگی کے لئے صحت مند خوراک...... معالجین/ ادویہ ساز اداروں کے لئے اسلامی احکامات ...... چند اہم بیماریاں مثلاً اسہال ...... کانوں کی بیماریاں ...... بواسیر ...... نزلہ، زکام وغیرہ اور ان کا علاج مختلف طریقوں مثلاً دوا سے، دم سے، دعا سے، پرہیز سے علاج بیان کیا گیا ہے۔

حصہ اوّل
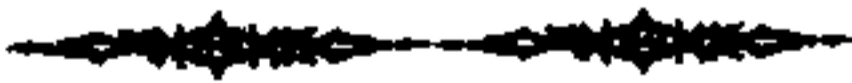
تلاشِ منزل سے.....منزلِ مراد تک

اللہ رب العزت نے انسان کی بے شمار بنیادی ضروریات میں سے ایک اہم اور فطری ضرورت جنسی خواہش بھی رکھی ہے۔ دور بلوغت کے آغاز سے ہی انسان کے دل و دماغ میں اپنی زندگی کے نئے سفر کے خواب پروان چڑھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں اگر انسان کی صحیح رہنمائی نہ کی جائے تو وہ گمراہی اور جہالت کے راستے میں بھٹکتا ہوا ذلت و پستی کے اندھے اور گہرے کنوئیں میں گر جاتا ہے۔

تحفہ دولہا کے حصہ اول میں تلاش منزل سے منزل مراد تک کے سفر کو انتہائی آسان اور دینی و دنیاوی خصوصیات سے مزین کر کے بیان کیا گیا ہے۔ ایک مرد جب اپنی منزل کی تلاش میں نکلتا ہے تو قدم قدم پر اسے رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ شادی کے بارے میں اسلامی اور پاکیزہ نظریات سے واقفیت...... نیک سیرت شریک سفر کا انتخاب ......شادی کی مختلف رسومات کی شرعی حیثیت سے واقفیت...... ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کے طریقے...... اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے مکمل معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تلاش منزل سے منزل مراد تک مکمل رسائی حاصل کرنے کے لئے اس کا مطالعہ کریں اور اپنی زندگی کو منزل مراد تک پہنچانے کے لئے اس سے مکمل رہنمائی حاصل کریں۔

باب نمبر 1

معاملاتِ شادی کی تفصیل

اللہ رب العزت نے انسان کو تمام مخلوقات میں ایک ممتاز اور اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمایا ہے۔ انسان اپنے کردار واخلاق کے ذریعے ہی دیگر مخلوقات میں اپنی ممتاز حیثیت کو برقرار رکھ سکتا ہے۔ اسلام نے انسان کے اس اعلیٰ وارفع مقام کو برقرار رکھنے اور اسے اشرف المخلوقات کے عہدے پر قائم ودائم رکھنے کے لئے خاندانی نظام پیش کیا ہے اور اس کے لئے احکامات بھی صادر کیے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۝

اور یہ (بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان کی طرف سے سکون پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ بے شک اس (نظام تخلیق) میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔ (پ:۲۱، الروم:۲۱)

دین اسلام نے بہتر خاندانی نظام کی تشکیل کے لئے مرد وعورت کو رشتہ زوجیت سے منسلک کر کے انہیں زندگی گزارنے کے لئے جامع ہدایات دی ہیں۔ نیز مرد وعورت کو ایک دوسرے کے لئے سکون وراحت کا باعث قرار دیا ہے۔

مرد وعورت کے ملنے سے جو خاندانی نظام تشکیل پاتا ہے اسی پر معاشرے کی بنیاد قائم ہوتی ہے جس کی تعمیر میں ہر فرد حتی المقدور حصہ لیتا ہے۔

(الف) شریعت کے آئینے میں...... شادی کی صورتیں

علماء کرام اور فقہائے عظام نے شریعت کے آئینے میں شادی کی مندرجہ ذیل صورتیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) فرض:

جو شخص مہر اور نان ونفقہ دینے پر قادر ہو اور اسے یہ بھی یقین ہو کہ اگر اس نے شادی نہ کی تو گناہ کا مرتکب ہوگا تو اس کے لئے شادی کرنا فرض ہے۔

(۲) واجب:

ایسا شخص جو نان ونفقہ پر قادر ہو اور اسے اپنی شہوت پر کنٹرول ہو لیکن شبہ ہو کہ وہ کسی وقت بہک سکتا ہے تو اس کے لئے شادی کرنا واجب ہے۔

(۳) سنت مؤکدہ:

اگر محض شہوت کا غلبہ ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۴) مستحب:

ایسا شخص جسے شہوت کا غلبہ نہ ہو اس کے لئے نکاح کرنا مستحب یعنی افضل عمل ہے۔

(۵) مکروہ:

ایسا فرد جسے اندیشہ ہو کہ وہ نان ونفقہ دینے پر قادر نہ ہوگا اور نہ ہی بیوی کے حقوق زوجگی پر قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے شادی کرنا مکروہ عمل ہے۔

(۶) حرام:

ایسا فرد جسے یقین ہو کہ وہ شادی کے بعد بیوی کے تمام حقوق (نان ونفقہ اور وظیفہ زوجیت کی ادائیگی) کی بجا آوری سے قاصر رہے گا تو اس کے لئے شادی کرنا حرام ہے۔

(ب) ضرورتِ شادی

اللہ جل جلالہ نے مرد اور عورت کو پیدا کر کے ان کی زندگی کو مختلف ادوار میں تقسیم کر

دیا تاکہ وہ ایک دوسرے کی ضروریات پوری کر سکیں۔ مرد و عورت معاشرے میں تنہا زندگی نہیں گزار سکتے۔ اس کے لئے شادی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تاکہ مرد و عورت کی زندگی کے اس خلا کو پر کیا جا سکے جو تنہائی کے باعث پیدا ہوتا ہے۔

(۱) نفسیاتی اعتبار سے شادی کی ضرورت:

دین اسلام ایک سماوی مذہب ہے اس کے قوانین محض عقلی نہیں بلکہ شرعی اور فطری لحاظ سے بھی قابل قبول ہوتے ہیں۔ ہر انسان اپنے نفسیاتی تقاضوں کو پورا کرنا چاہتا ہے اگر ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو تو وہ بے حیائی کی طرف بھی مائل ہو سکتا ہے۔ اس مقام پر شریعت اسلامیہ نے نکاح کی ترغیب دلا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ شریعت انسان کی عقل سے زیادہ خیر خواہ ہے کیونکہ انسان کے اس نفسیاتی تقاضے کو پورا کرنے کے لئے دو اجنبی مرد و عورت کا بے حجاب ہونا عقل کی کسوٹی کے خلاف ہے مطلقاً حیا ہی عقل کی مطلوب ہوتی ہے۔ مگر اسلام نے ان نفسیاتی تقاضوں کی تکمیل کیلئے جو تجویز پیش کی ہے وہ حیا ہی کی ممانعت ہے۔ شادی کرنے سے اسلامی اصولوں پر عمل بھی ہوتا ہے اور نفسیاتی خواہش کی تسکین بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

(۲) معاشرتی اعتبار سے شادی کی ضرورت:

افراد کے ملنے سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے مرد و عورت معاشرے کی دیوار کے خشت اول کہلاتے ہیں۔ معاشرے میں ہی زندگی کے پھول کھلتے اور چاہت کی خوشبو بکھرتی ہے۔ نسل انسانی کی بقا کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب مرد و عورت رشتہ ازدواج سے منسلک ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں فرمانِ الٰہی ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا

اور وہی (اللہ) ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا فرمایا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔ (پ۹، الاعراف: ۱۸۹)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کا جوڑا تیار کیا تو حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بھی حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا اور افزائش کا یہ سلسلہ آگے بڑھتے بڑھتے ماں باپ، بیٹا، بیٹی، بھائی بہن میں تبدیل ہوتا گیا۔ جو بعد میں عزیز و اقارب، دوست واحباب، پڑوسی اور عام انسانی برادری میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ گویا میاں بیوی کے رشتے سے ہی نسل انسانی کی افزائش ہوتی ہے۔

(۳) فطری اعتبار سے شادی کی ضرورت:

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط

وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔ (پ:۲، البقرہ:۱۸۷)

فطری اعتبار سے مرد و عورت ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ انسان کی اس فطری ضرورت کی تکمیل کے لئے اسلام نے رشتہ ازدواج کا تعین کیا ہے۔ مرد و عورت کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ دونوں کی زندگی ایک دوسرے کے بغیر ادھوری ہے کیونکہ دونوں کا سکون ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہے۔ دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے سکون و اطمینان کا باعث ہیں۔

(۴) جنسی اعتبار سے شادی کی ضرورت:

دور بلوغت کے آغاز سے ہی انسان کی طبیعت میں جنسی رجحان کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ قدرتی طور پر ہر وقت جنسی رجحان کا غلبہ انسان پر حاوی رہتا ہے۔ اس کا احساس بڑھتے بڑھتے تقاضے کا روپ دھار لیتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے جنسی میلان کے جائز راستے کے لیے شادی کو ضروری قرار دیا ہے۔

زمانہ شباب میں جب طبیعت خواہش پرستی پر ابھارتی ہے تو عقل طبیعت پر حدود کی گاہیں ڈالتی ہے۔ جب طبیعت اور عقل کی کشمکش بڑھ جاتی ہے تو شادی کی ضرورت محسوس

ہونے لگتی ہے تاکہ جائز راستہ سے اس خواہش کو پورا کیا جاسکے اور خود آفریدہ کشمکش سے نجات حاصل کی جاسکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ ؕ

اور تم اپنے مردوں اور عورتوں میں سے ان کا نکاح کر دیا کرو جو (عمر نکاح کے باوجود) بغیر ازدواجی زندگی کے (رہ رہے) ہوں اور اپنے باصلاحیت غلاموں اور باندیوں کا بھی (نکاح کر دیا کرو)۔ (پ:۱۸، النور:۳۲)

اس آیت کریمہ میں سرپرست لوگوں کی یہ ذمہ داری لگائی جا رہی ہے کہ وہ باصلاحیت اور باشعور مرد وعورت کی شادی کروا دیا کریں اور تمام مردوں اور عورتوں کو جنسی ضرورت کی تکمیل کے لئے شادی کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

(۵) روحانی اعتبار سے شادی کی ضرورت:

اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں فطری خواہشات اور جنسی جذبات کو کچل کر روحانیت اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا تصور پایا جاتا تھا۔ اخلاق و روح کی ترقی اور قرب خداوندی کے لئے ازدواجی زندگی کو رکاوٹ سمجھا جاتا تھا۔ نصرانی روحانیت کے کمال تک پہنچنے کے لئے عورت سے بے تعلقی اختیار کرتے تھے۔ اسلام نے ازدواجی زندگی کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے ترک دنیا کی مذمت کی ہے اور دین و دنیا میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ

اور (اے رسول!) بیشک ہم نے آپ سے پہلے (بہت سے) پیغمبروں کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں (بھی) بنائیں اور (اولاد بھی)۔

(پ:۱۳، الرعد:۳۸)

عورت کے ساتھ ازدواجی تعلقات قربِ الٰہی میں رکاوٹ نہیں بلکہ معرفت الٰہی کے حصول کے لئے ممد ومعاون ثابت ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے تھے مگر ان کی اولاد ان کے لئے رکاوٹ نہیں بنی۔

(۶) دینی اعتبار سے شادی کی ضرورت:

ایک غیر شادی شدہ مرد چاہے کتنی نیکیاں کرلے مگر وہ کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک وہ ازدواجی رشتے سے منسلک نہ ہوجائے اور حق زوجیت ادا نہ کرے اس وقت تک اس کا ایمان نامکمل رہتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ نِصْفَ الدِّیْنِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ فِی النِّصْفِ الْبَاقِیْ ۔

"جب شادی کرلیتا ہے تو وہ اپنا نصف دین مکمل کرلیتا ہے اب اسے چاہئے کہ بقیہ نصف دین کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔"

(الترغیب والترہیب، ۳/۴۴)

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک اور اس کے بعد جنت میں بھی جو عبادت جاری وساری رہے گی وہ رشتہ ازدواج سے منسلک ہونا ہے۔

(ج) اہمیت شادی

(ا) شادی......ذریعہ اطمینان ہے:

ارشاد خداوندی ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً ؕ

اور یہ (بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری

ہی جنس سے جوڑے پیدا کئے تا کہ تم ان کی طرف سے سکون پاؤ اور اس نے
تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ (پ:۲۱، الروم:۲۱)

مرد و عورت کا ازدواجی تعلق جنسی جذبات اور نفسانی خواہشات کو محبت و الفت کے کوزے میں اس طرح سے بند کرتا ہے کہ مرد کے دل میں امنڈتے ہوئے سارے احساسات و رجحانات کو عورت اپنے سینے سے لگا لیتی ہے اور اس کے متحرک جذبات کو اپنے آبگینے میں مرکوز کر لیتی ہے۔ جب مرد کی جنسی پیاس بجھتی ہے تو اسے قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

(۲) شادی...... عفت و عصمت کی ضمانت:

دین اسلام میں عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے جو قواعد و ضوابط مقرر کیے گئے ہیں ان میں ایک ازدواجی رشتہ بھی ہے۔ جو عفت و عصمت کی حفاظت کا بنیادی ذریعہ ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ

اور ان (محرمات) کے سوا (سب عورتیں) تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہیں تا کہ تم اپنے اموال کے ذریعے طلب نکاح کرو پاکدامن رہتے ہوئے نہ کہ شہوت رانی کرتے ہوئے۔ (پ:۵، النساء:۲۴)

نکاح مرد و عورت کے لئے ایک قلعہ ہے جہاں سے شیطان ان پر حملہ نہیں کر سکتا۔ جب نکاح کے ذریعے مرد و عورت ایک دوسرے کے عقد میں آ جاتے ہیں تو پھر وہ ایک دوسرے کی عفت و عصمت کی حفاظت کرتے ہیں۔

(۳) شادی...... دولت مندی کا سبب ہے:

روزمرہ زندگی میں مشاہدہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی فقیر یا محتاج بھی شادی

کے بندھن میں بندھ جائے تو اس کی زندگی میں خوشگوار تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جب مرد وعورت نکاح جیسے عظیم اور پاکیزہ رشتے سے منسلک ہوتے ہیں تو پھر ان کے لئے فراوانی کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ان پر برکاتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے:

وَاَنْكِحُوا الْاَیَامٰی مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○

اور تم اپنے مردوں اور عورتوں میں سے ان کا نکاح کر دیا کرو جو (عمر نکاح کے باوجود) بغیر ازدواجی زندگی کے (رہ رہے) ہوں اور اپنے باصلاحیت غلاموں اور باندیوں کا بھی (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ محتاج ہوں گے (تو) اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے۔ (پ:۱۸، النور:۳۲)

(۴) شادی..... ذریعہ خوشحالی:

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ نکاح تنگدستی و بدحالی، فقر و افلاس کا باعث ہے اور ترکِ نکاح خوشحالی اور فراخ دستی کا موجب ہے۔ ایسے لوگ خواہ مخواہ معاشی خطرات کو محسوس کرتے ہوئے شادی سے گریز کرتے ہیں۔

رزق کی فراخی اور تنگی کا دارومدار نکاح کرنے یا نہ کرنے پر موقوف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ و مشیت سے جسے چاہتا ہے تنگدستی میں مبتلا کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ

اور اگر تمہیں (تجارت میں کمی کے باعث) مفلسی کا ڈر ہے تو (گھبراؤ

نہیں) عنقریب اللہ اگر چاہے گا تو تمہیں اپنے فضل سے مالدار کر دے گا۔

(پ:۱۰، التوبۃ:۲۸)

اس آیت کریمہ میں فراخی رزق اور خوشحالی کا تعلق مشیت ایزدی سے جوڑا گیا ہے انسان کا یہ کامل یقین ہونا چاہئے کہ اس کے رزق کا معاملہ اس کے خالق کے سپرد ہے تو پھر وہ کبھی نکاح جیسے عظیم اور مقدس بندھن سے اعراض نہیں کرے گا۔

(۵) شادی......سائنس کی روشنی میں:

شادی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سائنس کی روشنی میں بھی مرد وعورت کے لئے شادی کرنا انتہائی لازمی ہے کیونکہ جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں اگر تقاضے کے وقت مادہ تولید کا اخراج نہ کیا جائے تو اس کا اثر صحت پر پڑتا ہے اور مزاج میں چڑچڑاپن اور مایوسی واقع ہونے لگتی ہے۔ مختلف قسم کے امراض جنم لیتے ہیں۔

شدید خواہش کے وقت اگر مادہ تولید کو خارج ہونے سے روکا جائے تو دل بے چین ہو جاتا ہے پھر انسان قلبی سکون کی خاطر غلط راستے کا استعمال کرتا ہے۔ شہوت کی کثرت دل ودماغ کو متاثر کرتی ہے۔ اس کا حل شادی ہے۔

(۶) شادی......جدید تحقیقات کی روشنی میں:

جدید سائنسی تحقیقات کے مطابق شادی انسان کی فطری ضرورت ہے۔ شادی شدہ افراد کی صحت غیر شادی شدہ افراد کے مقابلے میں عموماً بہتر ہوتی ہے اور ان کی عمریں بھی نسبتاً طویل ہوتی ہیں۔ ۵۵ فیصد افراد میں خطرناک بیماریاں اس لئے پیدا ہوتی ہیں کہ وہ غیر شادی شدہ ہوتے ہیں یا طلاق کے بعد تنہا زندگی بسر کرتے ہیں۔ مختلف ڈاکٹرز کی آراء کی روشنی میں شادی کے متعلق بحث درج ذیل ہے۔

ڈاکٹر بسری عبدالحسن کے مطابق:

تنہائی کی تلخیوں سے بچنے کے لئے شادی کرنا ضروری ہے تنہائی کی وجہ سے نفسیاتی

اضطراب پیدا ہوتا ہے اور صحت پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شادی اس کا بہترین حل ثابت ہوتی ہے جس سے انسان ذہنی سکون حاصل کرتا ہے اور طبعی خواہشات شرعی طریقے سے پوری کر سکتا ہے۔ مزید برآں اس وجہ سے ایک انسان دوسرے انسان کی وجہ سے زندہ رہنا سیکھ لیتا ہے۔

ڈاکٹر محسن العرفان کے مطابق:

شادی کرنے سے لوگ کئی نفسیاتی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں۔ شادی شدہ افراد بہترین اخلاقی صفات کے مالک ہوتے ہیں۔ شادی کرنا بذاتِ خود نفسیاتی اور ذہنی صحت کی علامت ہے۔ شادی کرنے والا شخص رضا کارانہ طور پر فریق ثانی کو اپنی زندگی کا شریک بناتا ہے۔ اس طرح وہ خود غرضی سے دستبردار ہو کر ایک خاندان تشکیل دیتا ہے اور اسے خوش اور قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

ڈاکٹر عالیہ شکری کے مطابق:

انسان فطرتاً اجتماعیت پسند ہوتا ہے اور شادی ایک ایسا دینی فریضہ ہے جس سے انحراف انتہائی مشکل ہوتا ہے اور اس کے علاوہ اس سے دور رہنا شدید ترین نقصان کا باعث بھی ہوتا ہے۔ شادی کے ذریعے سے ہی ایک انسان دوسرے انسان کی خوشی و سعادت کے لئے دوڑ دھوپ اور لذت محسوس کرتا ہے۔

(قرآن وسنت کے احکام اور انسانی صحت، ص:۵۰۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

(د) برکاتِ شادی

مرد وعورت جب رشتہ ازدواج سے منسلک ہو جاتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے لئے فرحت وسرور، عمدگی ولطافت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات میں پائی جانے والی گہرائی، یکسانیت اور محبت ان میں مل جل کر جینے کا احساس پیدا کرتی ہے اور تنگی وفراوانی، غمی وخوشی اور میٹھے وکڑوے ہر طرح کے حالات میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ میاں بیوی کے رشتے میں پائی جانے والی ہم آہنگی

اور ہم خیالی ان میں شوق، دلکشی کے جذبات پیدا کرتی ہے۔

(۱) شادی خیالات کو لگام دینے کا ذریعہ ہے:

انسان جب دورِ بلوغت میں قدم رکھتا ہے تو اس کے نفس پر خام خیالی کا ایسا حملہ ہوتا ہے کہ وہ فضول قسم کی گہرائیوں میں ڈوبتا چلا جاتا ہے۔ اگر یہ خیالات نفس پر قابو پالیں تو پھر ان سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے اور انسان کا نفس ہلاکت خیز خیالات کے اندھے کنوئیں میں گرتا چلا جاتا ہے۔

مگر جب انسان شادی کر لیتا ہے تو اس کی برکت سے وہ خام خیالی کی دنیا سے باہر نکل آتا ہے۔ جب اس کے سامنے ایک بامقصد زندگی ہوتی ہے تو وہ اوہام پرستی سے جان چھڑا لیتا ہے۔

(۲) شادی ذریعہ قربت ہے:

رشتہ ازدواج کے تحت دو مختلف خاندانوں کے مرد و عورت کا ملاپ اس طرح سے ہوتا ہے کہ وہ محبت والفت کی حدود پار کرتے ہوئے ایک دوسرے پر نثار ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ شادی کی برکت سے ایسے دو خاندان ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں جن کی عادات، روایات مختلف ہوتی ہیں۔ عقد نکاح سے میاں بیوی کے درمیان جو محبت پیدا ہوتی ہے وہ کم ہونے کی بجائے رفتہ رفتہ بڑھتی جاتی ہے۔

(۳) شادی احساس ذمہ داری پیدا کرتی ہے:

شادی کی برکت سے مرد و عورت میں احساس ذمہ داری پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ شادی سے پہلے ان کی توجہ کا مرکز محض ان کی اپنی ذات ہوتی ہے مگر شادی کے بعد وہ اپنی زندگی میں خوشگوار تبدیلی محسوس کرتے ہیں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں۔ گھر کی دیکھ بھال، مختلف امور میں صبر و تحمل سے توجہ دیتے ہیں، اولاد پیدا ہونے پر مزید ذمہ داریاں سامنے آجاتی ہیں۔ نکاح کی گرہ میں بندھے ہوئے مرد و عورت اپنی تمام تر جدوجہد صرف ان تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کرتے ہیں اور اپنے

کندھوں پر ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کا عہد کرتے ہیں۔

(۴) شادی اعتماد کی بحالی کا ذریعہ ہے:

میاں بیوی کے درمیان کوئی رکاوٹ کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ وہ بے خوف ہو کر اپنے خوابیدہ خیالات اور برجستہ خواہشات کا کھل کر اظہار کرتے ہیں۔ شادی کی برکت سے میاں بیوی یک جان دو قالب ہو جاتے ہیں۔ پھر محبت، وارفتگی اور رغبت کے اظہار کے لئے ہر طرح کے محاورات کو قبول کرتے ہیں۔ اس طرح ان میں ایک دوسرے پر اعتماد پیدا ہوتا ہے۔

(ہ) مقاصدِ شادی

شادی نہ صرف دین کی حفاظت اور سلامتی کی ضامن ہوتی ہے بلکہ اطمینان نفس کا بھی ذریعہ ہے۔ اس لئے جب کوئی شخص بھرپور جوانی کے جوش میں ہوتا ہے تو وہ شادی کا خواہش مند ہوتا ہے۔ شادی کے مختلف مقاصد درج ذیل ہیں۔

(الف) تربیتی مقاصد

(۱) پاکیزگی اپنانا:

نفس کی پاکیزگی اور اخلاق و کردار کی نگرانی کے لئے ایک فطری قانون کا ہونا لازمی ہے جو معاشرتی بے راہ روی اور اخلاقی گراوٹ سے محفوظ رکھنے کی ضمانت فراہم کرے۔ ایک ایسے مضبوط قلعے کا ہونا ضروری ہے جو اخلاق و کردار کی حفاظت کے لئے تعمیر کیا گیا ہو۔ قرآن کریم میں اس مضبوط قلعے کو ''شادی'' سے تعبیر کیا گیا ہے گویا مرد وعورت شادی کے بندھن میں بندھ کر اس قلعے میں محفوظ ہوتے ہیں۔

شادی کا مقصد نفس انسانی کی تربیت کرنا ہے۔ انسان کا نفس ہی اسے خواہشات کی پیروی کے لئے ابھارتا ہے اور زنا کی طرف مائل کرتا ہے۔ شادی صرف شہوت پوری کرنے کا نام نہیں بلکہ پاکیزگی اور پاک دامنی کا بھی حصول ہے کیونکہ اگر شہوت حلال طریقے سے پوری کی جائے اس کا مقصد پاکیزگی حاصل کرنا ہوتا ہے۔

(۲) جداگانہ ہدف کا حصول:

نسل انسانی منفرد شخصیت اور مستقل جسمانی اور نفسیاتی نشوونما کی حامل ہوتی ہے۔ افزائش نسل اور اولاد جننے کا عمل تمام مخلوقات میں مشترک امر ہے مگر اولاد کی تربیت، ترقی اور بالیدگی کا اہتمام انسان کو تمام مخلوقات سے ممتاز کرتا ہے۔

مرد اپنی اولاد کی بہتر تربیت اور ترقی کے لئے جدوجہد کرتا اور ان کی حفاظت کے لئے بھاگ دوڑ کرتا ہے۔ اپنی اولاد کو حقوق و فرائض سے آگاہ کر کے ان کے اندر صبر و استقامت کے جذبات پیدا کرتا ہے تا کہ وہ زندگی میں آنے والی ہر مشکل سے نبرد آزما ہونے کے قابل ہو سکیں۔ شادی کا مقصد اسی جدگانہ ہدف کا حصول ہے۔

(۳) تخریبی احساسات سے حفاظت:

مرد و عورت جب بلوغت کی حد پار کرتے ہیں تو ایک دوسرے کی طرف فطری میلان رکھتے ہیں اگر مناسب وقت پر ان کو جائز بندھن میں نہ باندھا جائے تو وہ ناجائز صورت میں تعلقات قائم کر لیتے ہیں ان ناجائز تعلقات کی صورت میں جو احساسات چھا جاتے ہیں ان کو تخریبی احساسات کہا جاتا ہے۔ جس کے باعث مرد و عورت، ذلت و پسپائی، ضمیر کی بے بسی اور اخلاق کی پستی سے دوچار ہوتے ہیں۔ ایسی نفسیاتی الجھنیں جنم لیتی ہیں جو انتشار کا باعث بنتی ہیں۔ اسلام نے انسان کی اس فطری خواہش کو جائز طریقے سے پورا کرنے کے لئے شادی کو ضروری قرار دیا تا کہ مرد و عورت ایک کنبے کی شکل میں رہ کر تعمیری احساسات کے تحت زندگی بسر کریں۔

(۴) نفس کی حفاظت اور وسوسات کا دفعیہ:

انسان کی تمام ذہنی، روحانی اور جسمانی قوتوں میں جسمانی اور فطری لذت بھی شامل ہے۔ جب یہ لطف اور لذت پاکیزہ اور معطر عمل سے حاصل کی جائے تو انسان رضا مندی، خوشی اور راحت انگیز احساسات سے سرشار ہوتا ہے۔ شادی کا مقصد انسان کے نفس کی حفاظت اور وسوسات کا دفعیہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

"اگر کسی کو کوئی عورت اچھی لگے اور وہ اس کے دل میں گھر کر جائے تو وہ اپنی بیوی کے پاس جا کر مجامعت کرے، اس سے اس کے دل میں آنے والا خیال زائل ہو جائے گا۔" (صحیح مسلم، الرقم:۱۴۰۳)

درج بالا حدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب کوئی غیر عورت دل کو اچھی لگنے لگے اور دل اس کی طرف راغب ہو تو اپنی بیوی سے مجامعت کرو شادی سے نفس کی طہارت اور دل کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ شادی میاں بیوی کے درمیان حقیقی محبت اور وفا کو جنم دیتی ہے۔

(ب) معاشرتی مقاصد

(۱) افزائش نسل کا ذریعہ:

شادی کا مقصد محض خواہش پرستی نہیں بلکہ یہ افزائش اور معاشرے کی آباد کاری کا بھی ذریعہ ہے۔ شادی اولادِ آدم کی حفاظت کا بھی ذریعہ ہے۔ شادی کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تاکہ نسل انسانی کی بقا کا انتظام ہو سکے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ (پ:۲، البقرہ:۲۲۳)

(۲) نسل انسانی کی بقاء کا ذریعہ:

نسل انسانی کی بقاء اور عورتوں کے بستر کی حفاظت کے لئے نکاح ایک جائز وسیلہ ہے۔ شادی کا مقصد معاشرتی ضرورت کی تکمیل ہے۔ معاشرے کی بقاء کا انحصار افراد پر ہی ہوتا ہے۔ معاشرتی پریشانی اور نفسیاتی دماغی الجھنوں سے بچاؤ کے لئے شادی ایک لازمی امر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۝

اور جب وہ (آپ سے) پھر جاتا ہے تو زمین میں (ہر ممکن) بھاگ دوڑ کرتا ہے تاکہ اس میں فساد انگیزی کرے اور کھیتیاں اور جانیں تباہ کر دے اور اللہ فساد کو پسند نہیں فرماتا۔ (پ:۲، البقرہ:۲۰۵)

(ج) دینی مقصد...... اللہ کی بندگی کا اقرار

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کی ادائیگی اسی طرح شادی کرنا بھی عبادت اور اللہ کریم کی بندگی کا اقرار کرنا ہے۔ حق زوجیت کی ادائیگی اور پھر افزائش نسل کا ذریعہ شادی ہے۔ یہ سب ذمہ داریاں پوری کرنا عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۝

فرما دیجئے کہ بے شک میری نماز اور میرا حج اور قربانی (سمیت سب بندگی) اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں (جمیع مخلوقات میں) سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (پ:۸، الانعام:۱۶۲۔۱۶۳)

سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہاری شرمگاہ (مباشرت کرنے میں) میں بھی صدقہ ہے۔''

(صحیح مسلم، الرقم:۱۰۰۶)

(د) شادی کا مقصد......ذہنی ونفسیاتی راحت کا حصول

کوئی بھی انسان اس وقت تک عبادت الٰہی کے لئے چاک و چوبند اور مستعد نہیں ہوسکتا جب تک اس کا نفس مطمئن نہ ہو۔ جب انسان کا ضمیر انتشار کا شکار ہو قلب بے چینی اور بے قراری سے دوچار ہو تو بہت سی نفسیاتی الجھنوں میں پھنس کر نفسیاتی ذہنی راحت وسکون کے خوبصورت انتظام سے بہت دور چلا جاتا ہے۔

مرد وعورت جب شادی کے بندھن میں بندھ کر محبت اور رحمت بھرے رشتے کی بنیاد پر اپنی زندگی کا آغاز کرتے ہیں تو خواہشات اور جذبات کے ایسے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں جہاں جسمانی سکون اور نفسیاتی خوشی وراحت کے انبار لگے ہوتے ہیں۔ مرد وعورت کا جنسی ملاپ انہیں نفسیاتی اور جسمانی راحت وسکون مہیا کرتا ہے۔

مرد جب اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرتا ہے تو نرم وگداز میٹھی میٹھی باتوں سے کیف و سرور کی ان وادیوں میں پہنچ جاتا ہے جہاں بیوی کی جاندار مسکراہٹ شوہر کو پرجوش کر دیتی ہے جس سے اس کی طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے۔

(و) جنسی تعلقات قائم کرنے کیلئے حدود وقیود کی ضرورت

دور جدید اور عصر حاضر میں جنسی تعلقات قائم کرنے کے لئے حدود وقیود کا خیال رکھنا ضروری نہیں سمجھا جاتا جبکہ جنسی تسکین کے حصول کے لئے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ بے شمار علمی وسائنسی اسباب کے ذریعے جسمانی وجنسی تعلقات قائم کرنے کے لئے شادی ایک اہم ضرورت ہے۔ مرد وعورت کے درمیان ایک مستقل دینی، تمدنی اور معاشرتی رضامندی کا معاہدہ شادی ہے۔

(i) افراط اور عدم اعتدال کی راہ انتہائی مضر ہے:

اگر شادی سے پہلے ناجائز جنسی تعلقات قائم کر لئے جائیں تو شادی کے بعد افراط اور عدم اعتدال کی راہ ہموار ہو جاتی ہے جو ازدواجی زندگی کے لئے انتہائی مضر ہے۔

اشتعال انگیزی سے بچنے اور خواہشات کو لگام دینے کے تمام طریقوں سے واقفیت حاصل کرنی چاہئے تاکہ خواہش نفسانی اور ہیجانی کیفیات پر قابو رکھا جا سکے۔ ایک متوازن ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ جنسی تعلقات قائم کرتے وقت سمجھداری اوراعتدال سے کام لیا جائے۔

(ii) نکاح کی عزت اور وقعت باقی نہیں رہتی:

وہ نوجوان جو شادی سے پہلے ہی ناجائز جنسی تعلقات قائم کر لیتے ہیں ان کی نظر میں نکاح کی کوئی عزت اور وقعت باقی نہیں رہتی۔ وہ انجام کی پرواہ کئے بغیر غیر دانشمندانہ فیصلے کر کے جنسی اظہار کر کے جسمانی تعلقات استوار کر لیتے ہیں جبکہ باقاعدہ نکاح کے تحت ازدواجی دائرے میں رہتے ہوئے میاں بیوی جنسی تعلقات قائم کرنے کا حق رکھتے ہیں۔اس کے علاوہ اگر کوئی اس تعلق کو قائم کرتا ہے تو وہ حرام کا ارتکاب کرتا ہے۔

(iii) فطری قانون کی خلاف ورزی:

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شادی سے پہلے جنسی تعلقات قائم کر کے عملاً اس تجربے سے گزرنا چاہئے تاکہ جنسی ہم آہنگی کا علم ہو سکے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف پاکیزہ اور مقدس ازدواجی رشتے سے ہی حقیقی جنسی ہم آہنگی حاصل ہوتی ہے۔ اگر شادی سے پہلے اس فطری قانون کی خلاف ورزی کی جائے تو اللہ کریم کے عطا کردہ عطیہ محبت کی بے قدری ہوتی ہے۔اس عطیہ محبت کا مکمل فہم اور ادراک شادی کے بعد حق زوجیت ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

(iv) مخلوط دوستیاں......ہوس پرستی کا شکار ہوتی ہیں:

جب نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دوستیاں کرتے اور تعلقات قائم کرتے ہیں تو ان کی جذباتی کیفیات مضبوط سے مضبوط ہوتی جاتی ہیں۔ ان میں جنسی جذبات اور تاثرات شدت اختیار کرتے جاتے ہیں۔ جب شتر بے مہار خیالات کے تحت ان میں دوستی اور

محبت پروان چڑھتی ہے تو پھر اس کے ساتھ مشترکہ خواہشات جنم لیتی ہیں ہیجان خیز خیالات کا تبادلہ ہوتا ہے۔ پھر ناجائز جنسی تعلقات قائم ہوتے ہیں اور یہی دوستیاں ہوس پرستی کا شکار ہو جاتی ہیں۔

(v) نکاح کے بغیر...... ناجائز جنسی تعلقات کا نقصان:

مخلوط ماحول میں پروان چڑھنے والی دوستیاں جب آگے بڑھتی ہیں تو نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کے عشق میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر ناجائز جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں جس کے بعد ان کے دلوں سے یقین ختم ہو جاتا ہے۔ وہ ایک دوسرے سے عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔ مختلف قسم کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر ذہنی پسماندگی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مرد و عورت جنسی تعلق سے عدم مطابقت محسوس کرتے ہوئے اکتاہٹ کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر شادی کے بعد بھی ان کے ذہن آلودہ خیالات کی کشمکش میں رہتے ہیں اور ایک دوسرے پر عدم اعتماد کی صورت میں مستقل جدائی اختیار کر لیتے ہیں۔

(vi) نکاح سے قبل جنسی تعلقات...... بداعتمادی کا باعث بنتے ہیں:

جب کسی کو بطور شریک حیات منتخب کر لیا جائے تو بعض افراد کا خیال ہوتا ہے کہ اب نسبت طے ہو گئی ہے تو جنسی تعلقات میں کوئی حرج نہیں محض چھیڑ چھاڑ اور خوش طبعی، بوس و کنار جیسی معمولی حرکات میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن جیسے ہی وہ عملی تجربے سے گزرتے ہوئے حد پار کرتے ہیں تو پھر جائز و ناجائز تعلقات میں فرق کو سمجھتے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف خیالات ذہن میں پیدا ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے سے بداعتمادی کا اظہار کرتے ہیں۔ عدم موافقت کے باعث ان کے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔

(vii) جنسی بے راہ روی کا نقصان:

اللہ رب العزت نے میاں بیوی کے درمیان انتہائی خوبصورت اور صحت مند رشتہ

قائم کیا ہے۔ دو اجنبی افراد کی شراکت سے ایک ایسا تعلق قائم ہوتا ہے جس میں مکمل آزادی اور باہمی محبت کے ساتھ ساتھ اللہ کریم کی رضا بھی شامل ہوتی ہے لیکن جب دو افراد اللہ کی منشاء کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شادی سے پہلے ہی جنسی بے راہ راوی کا شکار ہو جاتے ہیں وہ جنسی تسکین کی حقیقی لذت حاصل نہیں کر سکتے۔ ان ناجائز تعلقات کی وجہ سے وہ اللہ کی نافرمانی بھی کرتے ہیں اور اپنی ازدواجی زندگی کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ ان کی زندگی مضبوط بنیادوں پر استوار ہونے کی بجائے کھوکھلی ہو جاتی ہے اور مختلف قسم کی بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہے۔

(viii) قبل از نکاح...... جنسی راہ رسم سے پھیلنے والی بیماریاں:

وہ لوگ جو اللہ کریم کے فطری قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قبل از نکاح جنسی لذت کشی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ مختلف قسم کی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ شادی سے پہلے جنسی مراسم قائم کرنے والے لوگ ایڈز، سوزاک، آتشک اور جریان جیسی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ بیماریاں شادی شدہ افراد میں بھی ہو سکتی ہیں۔ مگر غیر شادی شدہ افراد جو لذت اور جنسی تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان میں یہ بیماریاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔

(ذ) نکاح سے دوری...... شریعت سے دوری ہے

(i) تبتل کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کی خاطر عورتوں سے دور رہنا اور شادی نہ کرنا تبتل کہلاتا ہے۔ اسلام میں تبتل کی ممانعت ہے کیونکہ تبتل سے دور رہنے سے نسل انسانی کی حفاظت ہوتی ہے۔ مردانگی کے تحفظ، خصی ہونے کے نتیجے میں درد سے بچاؤ اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنے سے روکنے کے لئے تبتل سے منع کیا گیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا

تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ○

اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں (اپنے اوپر حرام مت ٹھہراؤ اور نہ (ہی) حد سے بڑھو، بیشک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (پ:۷، المائدۃ:۸۷)

(ii) لڑکا بالغ ہو جائے تو شادی کر دو:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کے لڑکا پیدا ہوا اس کے تین فرض ہیں''

(۱) لڑکے کا نام اچھا رکھے۔

(۲) اس کی عمدہ تعلیم و تربیت کرے۔

(۳) جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کرے۔

اگر لڑکا بالغ ہو گیا اور اس کی شادی نہ کی اور اس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو اس کا گناہ لڑکے کے باپ پر ہو گا۔ (شعب الایمان ۶۰/۴۰۱، الرقم:۸۶۶۶)

(iii) شادی میں دیر نہ کرو:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَۃٌ یَا عَلِیُّ لَا تُؤَخِّرْھُنَّ الصَّلَاۃُ اِذَا اٰتَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدَتْ کُفُوًا ۔

''اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرنا''

(۱) نماز، جب اس کا وقت ہو جائے۔

(۲) جنازہ، جب حاضر ہو جائے۔

(۳) بے خاوند کی عورت، جب اس کا کفو (برابر کا مرد) مل جائے۔''

(مسند احمد، ۱/۱۰۵، ترمذی، الرقم:۱۰۷۵)

(iv) غیر شادی شدہ......امراضِ قلب کا شکار:

ماہرین امراض قلب کے مطابق دل کے پچاس فیصد امراض نفسیاتی پیچیدگیوں کے باعث لاحق ہوتے ہیں۔ شادی انسان کی ایک نفسیاتی ضرورت ہے۔ شادی نہ کرنے والے افراد مختلف عوارض بالخصوص قلب کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اس لئے نفسیاتی پیچیدگیوں کے خاتمے کے لئے شادی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

(ح) شادی نہ کرنے کے نقصانات

شادی نہ کرنے کے بے شمار نقصانات ہیں چند ایک نقصانات درج ذیل ہیں۔

(i) نگاہوں کی بے حیائی کا رجحان بڑھتا ہے:

مرد و عورت کو ایک دوسرے کی طرف مائل کرنے والی چیز نظر ہے۔ یہ ایسا پوشیدہ زہر ہے جو انسانی دل و دماغ میں تیزی سے سرایت کر جاتا ہے جو دل و دماغ کو ماؤف کر دیتا ہے۔

دورِ بلوغت میں ایسے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جن کی شادی نہیں کی جاتی وہ حرام نظری کا ارتکاب کرتے ہیں۔ان کے دل و دماغ میں ہیجانی کیفیات اور اعضائے صنفیہ میں انتشار کا حملہ ہوتا ہے اور وہ غیر لڑکے و لڑکیوں کے محاسن اور ان کے اعضائے صنفی پر نگاہ ڈالنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔

شریعت اسلامیہ میں مرد و عورت کو نگاہیں جھکانے اور پست رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۝

آپ مومن مردوں سے فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی

شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لئے بڑی پاکیزہ بات ہے۔ بے شک اللہ ان کاموں سے خوب آگاہ ہے جو یہ انجام دے رہے ہیں۔

(پ:۱۸، النور:۳۰)

پھر ارشاد فرمایا:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

اور آپ مومن عورتوں سے فرمادیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ (پ:۱۸، النور:۳۱)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے نوجوانو! جو تم میں سے شادی کی اہلیت واستطاعت رکھتا ہو تو وہ ضرور شادی کرلے کیونکہ اس سے نگاہ جھک جاتی ہے اور شرمگاہ محفوظ اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ روزے رکھے، کیونکہ یہ اس کے لئے ڈھال ہے (جس سے شہوت کم ہو جاتی ہے)۔ (صحیح بخاری، الرقم:۵۰۶۶، صحیح مسلم، الرقم:۱۴۰۲)

(ii) دماغی پریشانی ہوتی ہے:

شادی نہ کرنے کا سب سے زیادہ اثر دماغ پر ہوتا ہے جنسی کشمکش اور ہیجانی کیفیات دل و دماغ کو ماؤف کر دیتے ہیں جس کے باعث مردوں کے دل میں غیر عورتوں کی محبت جگہ بنانے لگتی ہے خوبصورت عورتوں کو دیکھنے کا مشغلہ ان کی شرمگاہ پر بھی اثر انداز ہوتا ہے جس کی وجہ سے مقاربت کی قوت ابھرتی ہے اور تقاضے میں شدت پیدا ہوتی ہے پھر بدکاری اور زناکاری کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔

(iii) فحاشی میں اضافہ ہوتا ہے:

عریانی و فحاشی معاشرے کی تباہی و بربادی کا باعث بنتی ہے۔ شادی نہ کرنے سے فحاشی و عریانی میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ جب جنسی تسکین حاصل کرنے کے جائز طریقے کو چھوڑ کر ناجائز اور حیوانی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے تو پھر جنسی لذت کے حصول کے لئے

تمام رکاوٹوں کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے معاشرے کی پاکیزگی اور تقدس کا بھی خیال نہیں کیا جاتا۔

(iv) ترکِ دنیا کا لبادہ اوڑھنا پڑتا ہے:

شادی نہ کرنے والے افراد ترک دنیا کا لبادہ اوڑھ کر فطرت کے منافی نئے دین کی بنیاد رکھ دیتے ہیں۔ وہ اللہ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کی خاطر فطری لذت کشی سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور نفس کشی کر کے عجیب وغریب طریقے سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ ازدواجی زندگی کو عبادت وریاضت میں رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔

شریعت اسلامیہ میں ترکِ دنیا کا لبادہ اوڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نماز پڑھتا ہوں۔ سوتا بھی ہوں۔ روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں کے ساتھ نکاح بھی کرتا ہوں جس نے میری سنت سے بے رغبتی دکھائی تو وہ مجھ سے نہیں۔'' (صحیح مسلم، الرقم:۱۴۰۱، صحیح بخاری، ۵۰۶۳)

(v) مختلف قسم کی بیماریاں جنم لیتی ہیں:

جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ تولید کی طبیعت گرم تر ہوتی ہے۔ اس پر آگ اور ہوا غالب ہوتی ہے۔ جب مادہ تولید کی پیداوار میں زیادتی پیدا ہوتی ہے تو اس کا فاضل حصہ روک لینے سے مختلف قسم کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ وسواس کی بیماری تو کبھی جنون و مرگی کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ یہ زہر آلود مادہ دل و دماغ پر غالب آجائے تو غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی بے شمار بیماریاں ہیں جن سے محفوظ رہنے کے لئے لازمی ہے کہ اس زہریلے مادے کے اخراج میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنائی جائے۔ شادی کرنے سے جنسی لذت کے حصول سے مادہ تولید کا اخراج ہوتا ہے اور دل دماغ مطمئن اور پرسکون رہتے ہیں۔

چھوٹی عمر کی شادیاں......لمحہ فکریہ

شادی ایک مذہبی فریضہ اور زندگی کا ایک اہم حصہ ہے جس کی اہمیت سے انکار کرنا ناممکن ہے۔ والدین اولاد کی شادی کے لئے اس کی پیدائش ہی سے فکرمند ہو جاتے ہیں۔ ایک اچھے جیون ساتھی کی تلاش میں ماں باپ کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اپنوں اور غیروں میں رشتے تلاش کئے جاتے ہیں۔ رشتے کرانے والوں سے رجوع کیا جاتا ہے۔ شاید اسی پریشانی سے بچنے کے لئے والدین بچپن میں ہی اپنے بچوں کے رشتے طے کر دیتے ہیں۔ اکثر یوں ہوتا ہے کہ لڑکا دس بارہ سال یا کبھی کبھی اس سے بھی زیادہ بڑا ہوتا ہے۔ اور لڑکی دو ماہ کی ہوتی ہے اور رشتہ طے کر دیا جاتا ہے۔ اچھا رشتہ نہ ملنے کے ڈر سے بچوں کا رشتہ اس وقت طے کر دیا جاتا ہے جب وہ اس لفظ سے ناواقف ہوتے ہیں۔

بچپن میں کیا گیا رشتہ......جوان ہونے پر ایک مشکل بن کر سامنے آتا ہے

یہ درست ہے کہ والدین اپنی طرف سے تو اولاد کا بھلا ہی چاہتے ہیں وہ تو خلوص نیت سے ہی یہ کام کرتے ہیں مگر عام طور پر ایسا کرنا بچوں کے لئے بہت مہنگا ثابت ہوتا ہے۔ بچپن میں طے کیا گیا رشتہ جوان ہونے پر ایک مشکل بن کر سامنے آتا ہے اور یہاں بچے دوہری مشکل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ رشتہ پسند نہ آنے کی صورت میں اگر انکار کرتے ہیں تو دونوں گھرانوں میں کشیدگی اور دشمنی ہو جاتی ہے۔ ماں باپ الگ ناراض ہو جاتے ہیں اور انہیں زبردستی گزارا کرنا پڑتا ہے۔

بچپن میں طے کی گئی شادی......معاشرتی مسائل کو جنم دیتی ہے

ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ بچپن میں طے کی گئی شادی جوان ہونے پر ہر لحاظ سے

کامیاب ہو اگر غیر جانبداری سے دیکھا جائے تو بچپن میں طے کی گئی شادی معاشرتی مسائل کو جنم دیتی ہے کیونکہ جو رشتہ طے کیا جاتا ہے نبھانا تو لڑکی اور لڑکے کو ہوتا ہے وہ بچپن میں اس سے ناواقف ہوتے ہیں لیکن بڑے ہونے پر ان کے نظریات، خیالات، سوچیں غرض ہر چیز بدل جاتی ہے۔ اس لئے دونوں کا ایک ساتھ رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے صرف بات کی جائے کوئی حتمی فیصلہ نہ لیا جائے۔

بچوں کے سمجھدار ہونے پر......ان کی رائے معلوم کی جائے

بچوں کے سمجھدار ہونے پر ان کی رائے لیں اور تب ہی ان کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کریں کیونکہ آج کے بچے اپنی عمر سے پہلے ہی سمجھدار ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ کے بچے اس رشتے سے خوش ہیں تو اس کو باقاعدہ طے کریں۔ اس سے پہلے کہ بچے بغاوت کریں۔ مانا آج کے دور میں رشتے تلاش کرنا مشکل ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بچوں کی زندگی کا غلط فیصلہ کیا جائے۔

باب نمبر 2
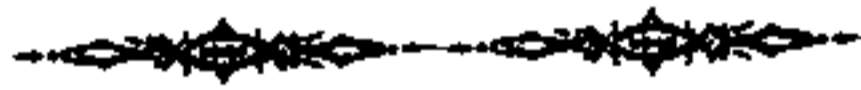
(الف) بہترین بیوی کی تلاش

ارشادِ خداوندی ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا

وہ (خدا ہے) جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک نفس سے اور بنایا اس سے اس کا جوڑا تاکہ اطمینان حاصل کرے اس (جوڑے) سے۔

(پ:۹، الاعراف:۱۸۹)

اس آیت کریمہ میں بتایا جارہا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے لئے سکون و راحت کا باعث ہوتی ہے۔شریک حیات کا انتخاب ایک مشکل مرحلہ ہے لیکن اسلامی تعلیمات میں اس کے لئے مکمل ہدایات بیان کردی گئی ہیں۔

عموماً لوگ بیوی کی تلاش میں غلط رخ اختیار کر لیتے ہیں جس کے باعث یہ سکون کا سبب بننے والی ہستی ان کے لئے دوزخ کے عذاب کی جھلک بن جاتی ہے۔

شادی کے ذریعے ایک پورے خاندان کی بنیاد رکھی جاتی ہے...... شادی کے ذریعے اولاد جیسی نعمت حاصل ہوتی ہے...... جس کی اچھی تربیت انسان کو دنیا وآخرت کی آسودگی مہیا کرتی ہے...... اولاد کی بہترین تربیت کے لئے بہترین عورت سے شادی ضروری ہے جبکہ ہمارے معاشرے میں دنیاوی مال و دولت کو تو دیکھا جاتا ہے مگر دین داری کو نہیں...... حسن وخوبصورتی کو تو دیکھا جاتا ہے مگر خوب سیرت کو نہیں...... عزت و تکریم کو تو دیکھا جاتا ہے مگر والدین کی فرمانبرداری یا نافرمانی کو نہیں...... حسب و نسب کو

دیکھا جاتا ہے مگر صوم وصلوٰۃ کی پابندی کو نہیں...... خاندان کو تو دیکھا جاتا ہے مگر لڑکی کے شرعی پردہ کو نہیں الغرض رشتہ کرنے سے پہلے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ اور ان صفات کا جائزہ لینا بہت ضروری ہے۔

بہترین بیوی منتخب کرنے کے رہنما اصول

بہترین بیوی کو منتخب کرنے کے لئے رہنما اصول درج ذیل ہیں۔

(i) باصلاحیت بیوی تلاش کرو:

بہترین اور نیک بیوی تلاش کرتے وقت یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ اس کی تربیت کس خاندان میں ہوئی ہے۔ اگر بیوی شریفانہ، نیک مومن اور دین دار خاندان سے تعلق رکھتی ہو گی تو یقیناً اس کے اندر بھی وہ ہی اخلاق اور عادات موروثی طور پر پائے جائیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اپنے نطفوں کے لئے قابل اور لائق (شریک سفر) منتخب کرو۔''

قابل اور باصلاحیت کے ساتھ شادی کرو اور ایسے ہی (اپنی بیٹیوں، بہنوں کے لئے منتخب کرو)۔ (سنن ابن ماجہ، الرقم:۱۹۶۸)

فائدہ: اگر بیوی نیک ہو...... ایماندار ہو...... باصلاحیت ہو...... ہنر مند ہو...... فرمانبردار ہو...... قابل رشک اطوار کی مالک ہو تو مرد کے لئے باعث راحت وسکون ہو گی۔

(ii) عجلت سے کام نہ لیں:

شریک سفر کو منتخب کرنے میں عجلت اور جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ محض چہرے کی چمک دمک اور ظاہری صورت حال سے متاثر ہونے کی بجائے ہر طرح کی چھان بین اور جستجو کر لینی چاہیے۔ چٹ منگنی پٹ بیاہ کی صورت سے اجتناب کرنا چاہیے اور مخصوص خصوصیات وصفات کی حامل عورت کو تلاش کرنا چاہیے۔ ورنہ نکاح جیسے مقدس بندھن میں بندھنے کے بعد بھی، مرد کی زندگی بے سکون ہی رہے گی۔ انجام کار یہ ہوتا ہے

کہ وہ زندگی کی دوڑ میں سر کے بل گر جاتا ہے۔

(iii) دین دار بیوی کی تلاش کریں:

بہترین بیوی کا انتخاب کرتے وقت اس کی دین داری، امانت داری، خدا خوفی کو دیکھا جائے۔ وہ اسلامی تعلیمات سے واقف ہو اور شرعی احکامات کی پابند ہو۔

حدیث پاک میں ہے:

تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَ لِحَسْبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفُرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

کسی خاتون سے چار چیزوں کی بناء پر شادی کی جاتی ہے۔

(۱)......اس کے مال کی وجہ سے

(۲)......اس کے خاندان کی وجہ سے

(۳)......اس کی خوبصورتی کی وجہ سے

(۴)......اور اس کی دین داری کی وجہ سے

(پھر فرمایا) تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تم دین داری کو فوقیت دو۔

(سنن نسائی، ۶/ ۶۸، صحیح بخاری، ۹/ ۱۳۲، صحیح مسلم، ۱۰/ ۵۱)

عورت ہی ایک خوشحال اور مستحکم خاندان کا مضبوط ترین ستون ہوتی ہے اگر عورت دین کے معاملات میں اپنے شوہر کی معاون اور مددگار ہوگی تو گھر کو بربادی اور فحاشی سے بچا کر عزت و شرافت کے بلند مرتبے پر فائز کر دے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ وَّ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ

دنیا ساری کی ساری فائدہ ہے اور دنیا کا بہترین فائدہ نیک بیوی ہے۔

(صحیح مسلم، ۱۰/ ۵۶، سنن نسائی، ۶/ ۶۹، مسند احمد، ۲/ ۱۶۶)

(iv) اہل خانہ صاف گوئی سے کام لیں:

والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جب اپنے بیٹے کے لئے شریک حیات کا انتخاب کریں تو شروع ہی سے حسن انتخاب اور صاف گوئی سے کام لیں۔ وہ اس کے دین، اخلاق اور نفسیاتی حالات کے متعلق مکمل اطمینان حاصل کر لیں۔ جھوٹ اور فضول خرافات سے پرہیز کریں ورنہ جھوٹ کی بنیاد پر کئے گئے رشتہ بعد میں بے شمار مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں بالآخر ناکامی کا باعث بنتے ہیں۔

(v) حسن وخوبصورتی کا خیال رکھیں:

عورت کی خوش اسلوبی اور اخلاقی اقدار کے ساتھ ساتھ خوبصورتی اور حسن و جمال کو بھی دیکھ لینا ضروری ہے کیونکہ طبیعت عموماً بدصورتی سے بھاگتی ہے لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے کہ حسن و جمال کے ساتھ دین میں خرابی پیدا نہ ہو۔ اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کرنے والی نہ ہو۔ اس لئے محض حسن وخوبصورتی کی خاطر شادی نہ کر لی جائے بلکہ دین داری اور پاک دامنی کو بھی ساتھ شامل رکھا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا میں نے ایک انصاریہ عورت سے نکاح کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اسے دیکھ لو، کہیں انصار کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔ (یعنی انصاری خواتین قد کی چھوٹی ہوتی ہیں)۔ (مسلم شریف، ۸۳۳/۲، الرقم: ۳۲۸۱، مشکوٰۃ شریف، ۱۵۰/۲، الرقم: ۱۸)

(vi) کنواری لڑکی کا انتخاب:

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواری سے شادی کرنے کو پسند فرمایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

سَاَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هَلْ تَزَوَّجْتَ ؟ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ بِمَنْ ؟ قُلْتُ بِفُلَانَةِ بِنْتِ فُلَانٍ بِاَیِّمٍ کَانَتْ بِالْمَدِیْنَةِ قَالَ (فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَ تُلَاعِبُكَ وَ تُضَاحِكُهَا وَ تُضَاحِكُكَ

مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے شادی کر لی ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا، کس سے؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں کی بیٹی سے۔ وہ مدینہ میں غیر شادی شدہ تھی (بیوہ تھی) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کیوں نہ کیا کہ کسی کنواری لڑکی سے شادی کرتے تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی اور تم اس کو ہنساتے وہ تم کو ہنساتی۔

(صحیح بخاری، ۹/۱۲۱، صحیح مسلم، ۱۰/۵۶، سنن ابوداؤد، ۶/۴۳)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَیْکُمْ بِالْاَبْکَارِ فَاِنَّهُنَّ اَعْذَبُ اَفْوَاهًا وَاَنْتَقُ اَرْحَامًا وَّاَرْضٰی بِالْیَسِیْرِ۔

''تمہیں کنواری لڑکیوں سے شادی کرنی چاہئے کیونکہ وہ میٹھی زبان والی، زیادہ اولاد والی اور آسانی سے راضی ہو جانے والی ہوتی ہیں۔''

(سنن کبریٰ، ۷/۱۲۹)

انسانی فطرت بھی یہی ہے کہ کنواری لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ بہت جلد مانوس ہو جاتی ہے جبکہ رنڈوی اپنے سابقہ شوہر اور موجودہ شوہر کے درمیان موازنہ کرتی ہے۔ جب وہ اپنے موجودہ شوہر میں سابقہ شوہر کی نسبت کچھ کمی محسوس کرتی ہے تو پھر اس سے دور رہتی ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ بیوہ یا مطلقہ سے شادی کرنا ناجائز یا حرام نہیں ہے بلکہ وہ بھی درست ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر سے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کنواری سے شادی کیوں نہیں کی تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

كُنَّ عِنْدِىْ نِسْوَةٌ خَرِقٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اٰتِيَهُنَّ بِاِمْرَاَةٍ خَرِقًا مِثْلِهِنَّ ۔
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں میری جوان بہنیں ہیں، اس لئے مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں ان کے پاس انہی جیسی جوان عورت کو بیاہ لاؤں۔

(صحیح بخاری،۹/۱۲۱،صحیح مسلم،۱۰/۵۶،سنن ترمذی،۶/۶۱)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مبارک دی اور دونوں میاں بیوی کے لئے برکت کی دعا کی، گویا اگر مطلقہ یا بیوہ سے بھی شادی کر لی جائے تو جائز اور بالکل درست ہے۔

(vii) خوددار، عزت والی عورت منتخب کریں:

اسلام نے نیک......صالح...... با اخلاق......خوددار......عزت والی......دین دار ......عفت شعار اور محفوظ گھرانے کی لڑکی سے رشتہ کرنے پر زور دیا ہے۔ ازدواجی زندگی میں بے شمار مشکلات اور سختیاں پیش آتی ہیں اگر عورت عزت والی اور خوددار ہو گی تو مرد کا ساتھ دے گی ہر طرح کے حالات میں شوہر کے ساتھ تعاون کرے گی۔

(viii) فرمانبرداری کرنے والی کو ترجیح:

اگر عورت فرمانبردار اور باہمت ہو تو مرد کی زندگی سکون و اطمینان سے گزرتی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے والدین، بھائی بہن اور اساتذہ کی کتنی فرمانبردار ہے۔ اگر وہ ان کی فرمانبرداری کرنے والی ہو گی تو یقیناً اپنے شوہر کی فرمانبرداری بھی ضرور کرے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کون سی عورت اچھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلَّتِىْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا وَ تُطِيْعُهُ اِذَا اَمَرَهَا وَلَا تُخَالِفُهُ فِىْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهَا ۔

جس کو شوہر دیکھے تو اسے اچھی لگے، اگر حکم دے تو فرمانبرداری کرے اور اپنی

جان و مال میں شوہر کی مخالفت نہ کرے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی، ۷/۱۳۱)

(ix) حسب ونسب کو مدنظر رکھیں:

بیوی کو منتخب کرتے ہوئے اس کے حسب ونسب کو مدنظر رکھنا انتہائی لازمی ہے کہ عورت کس خاندان، کس گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کی تربیت کس گھرانے میں ہوئی ہے۔

بالخصوص اس کی ماں کا کردار دیکھا جائے۔ اگر لڑکی کی والدہ نیک اور اپنے شوہر کی فرمانبردار ہوگی تو یقیناً بیٹی بھی اپنے شوہر سے سچی محبت کرنے والی ہوگی اور فرمانبرداری کرے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے چار چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ایک اس کا مال، دوسرا اس کا حسب ونسب، تیسرا اس کا حسن وجمال اور چوتھا اس کا دین'' پھر فرمایا: ''تمہارا ہاتھ خاک آلود ہو تم دین دار عورت کے حصول کی کوشش کرو۔''

(بخاری شریف، ۳/۶۴، الرقم: ۸۱)

(x) کثرت سے بچے جننے والی کا انتخاب:

شادی کرنے کے لئے کثرت سے بچے جننے والی عورت کو ترجیح دی جائے۔ اس کا اندازہ اس کی والدہ اور اس کی شادی شدہ بہن کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمْ

محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی سے شادی کرو کیونکہ میں (قیامت کے روز) تمہاری (کثرت کی) وجہ سے (دیگر امتوں پر) فخر کروں گا۔

(سنن نسائی، ۶/۶۵،۶۶، سنن ابوداؤد، ۶/۴۷، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، الرقم: ۱۸۴۶)

(xi) ہم مشرب کا انتخاب:

اگر بہترین بیوی تلاش کرتے ہوئے ہم مشرب کو ترجیح دی جائے جو یکساں طبیعت اور یکساں اخلاق کی مالک ہو تو میاں بیوی کا رشتہ مضبوط تر ہو جاتا ہے۔اس کی کامیابی کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔میاں بیوی دونوں ہی سکون واطمینان کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

(ب) تلاشِ رشتہ میں دعاؤں کی اہمیت وضرورت

کامیاب ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے بہترین اور پرخلوص شریک حیات کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ انتہائی سخت اور مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔اس موقع پر عجلت سے کام نہیں لینا چاہئے۔ دو چار جگہ سے رشتہ دیکھ کر خوب چھان بین کرنی چاہئے۔اگر چھان بین کے بعد رشتہ مناسب نہ لگے تو بددل نہ ہوں بلکہ اللہ سے دعا کرتے رہیں۔اپنی آئندہ زندگی کے سکون اور صحت بخش ازدواجی زندگی کے لئے دورانِ تلاش دعائیں کرتے رہیں۔اچھا رشتہ ملنے کے بعد خوب غور وفکر کر کے رشتہ فائنل کریں۔

تلاشِ رشتہ کے دوران بہترین رشتہ ملنے کے لئے چند خصوصی دعائیں درج کی جا رہی ہیں۔

(i) اچھے گمان کی برکت:

سب سے پہلے اللہ کی بارگاہ سے اچھا اور نیک گمان رکھیں کیونکہ ہم جیسا گمان رکھتے ہیں اللہ بھی ہمارے ساتھ ویسا ہی کرتا ہے۔اس لئے اللہ کی بارگاہ میں اچھا رشتہ ملنے کا گمان رکھیں اور پختہ یقین کے ساتھ اللہ سے دعا مانگیں۔اللہ کریم آپ کے حق میں بہتر فیصلہ فرمادے گا۔سرکار دوجہاں، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ

میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں۔

(ii) صلوٰۃ الحاجت کی ادائیگی:

اللہ کی بارگاہ میں اچھا رشتہ مل جانے کی دعا کرنے کے لئے صلوٰۃ الحاجت ادا کریں۔ اپنی حاجت کو دل میں رکھتے ہوئے دو رکعت نفل یا جتنی اللہ توفیق دے نفل ادا کریں اور اللہ سے انتہائی عاجزی سے دعا مانگیں۔ صلوٰۃ الحاجت مکروہ اور ممنوع اوقات نکال کر کسی بھی وقت ادا کی جاسکتی ہے۔

(iii) صلوٰۃ تہجد کی ادائیگی:

رات کا آخری پہر بالخصوص قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ اس بابرکت وقت میں اللہ عزوجل کی طرف سے بندے کو یہ ندا دی جاتی ہے کہ اے بندے جو مانگنا ہے مانگو تمہاری مراد پوری کی جائے گی۔ اس روحانی وجدانی وقت میں صلوٰۃ التہجد ادا کر کے دعا مانگیں۔ خلوص نیت سے اپنی آئندہ زندگی اور روشن مستقبل کے لئے گڑگڑا کر دعا کریں۔ اللہ کریم اپنے فضل سے خصوصی رحمت نازل فرمائے گا۔

(iv) دوسروں کے حق میں دعا کرنا:

اچھے رشتے کے خواہش مند افراد کو چاہئے کہ وہ دوسروں کے حق میں بہترین رشتہ ملنے کی دعا کریں۔ کیونکہ اگر کسی چیز کی خواہش پوری نہ ہو رہی ہو اور جس چیز کی طلب ہو تو اگر اسی چیز کے لئے دوسروں کے لئے دعا کرنی شروع کر دی جائے تو اللہ کریم بھی غیب سے مدد فرماتا ہے اور اس دعا کو اس بندے کے حق میں بھی قبول فرماتا ہے۔

(v) آبِ زم زم پینے کی برکت سے دعا کی قبولیت:

اگر کوئی مراد پوری نہ ہو رہی ہو تو اس نیت سے آبِ زم زم پیا جائے کہ وہ مراد پوری ہو جائے تو اللہ کریم اس آبِ زم زم پینے کی برکت سے دعا کو قبول فرمالیتا ہے۔ رشتہ تلاش کرنے کے دوران یہ ایک مجرب نسخہ ہے۔ جس سے لوگوں کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ بہترین

رشتہ ملنے کی نیت سے آب زم زم پیا جائے تو انشاء اللہ ضرور مراد پوری ہوگی۔

(vi) مقبول اوقات میں دعا کرنا:

ویسے تو اللہ کریم ہر وقت اپنے بندے کی پکار اور سنتا اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے مگر چند مقبول و مقرب اوقات ایسے ہوتے ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ رشتہ تلاش کرنے والے افراد کو چاہئے کہ وہ ان اوقات میں دعا کریں۔ چند مقبول و مقرب اوقات درج ذیل ہیں۔

(۱)......بارش برسنے کے وقت

(۲)......والدین کی دعا

(۳)......فرض نماز کے بعد دعا

(۴)......تلاوت کے بعد خاص طور پر ختم قرآن کے بعد دعا کرنا

(۵)...... جمعہ کے دن خاص گھڑی میں دعا کرنا (یعنی عصر سے مغرب تک خاص قبولیت کا وقت ہوتا ہے)

(۶)......اذان کے بعد دعا مانگنا

(۷)......اذان اور تکبیر کے درمیان دعا کرنا۔

(vii) مناسب رشتہ ملنے کے لئے وظائف:

مناسب و بہترین رشتہ ملنے کے لئے درج ذیل وظائف مجرب ہیں۔

(۱) رشتے کی تلاش کے دوران اکیس دن تک تین سو تیرہ دفعہ یہ پڑھیں۔

وَ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝

(۲) روزانہ ایک مرتبہ سورہ مریم پڑھ لیا کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ چالیس دن تک یہ عمل کریں۔ رشتہ نہ ہونے کی صورت میں دوسرا چلہ یا ابھی کام نہ ہوا ہو تو تیسرا چلہ شروع کردیں۔ انشاء اللہ ضرور مناسب رشتہ مل جائے گا۔

(viii) اسم اعظم کی برکت سے دعا کرنا:

اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم سے مانگی جانے والی دعا کی قبولیت یقینی ہوتی ہے۔اس کے ساتھ جس چیز کا سوال کیا جائے اللہ اسے پورا فرماتا ہے۔اسم اعظم ان آیات میں ہیں۔

(۱) ...... لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝

(۲) ...... وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۝

(۳) ...... الٓمّٓ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ۝

(ج) رشتہ قائم کرنے میں پیش آنے والی مشکلات اوران کا حل

والدین یا سرپرست کا یہ مذہبی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ جب لڑکا سن بلوغت کو پہنچ جائے تو اس کے لئے مناسب رشتہ تلاش کیا جائے اور اسے حرام کاری کا ارتکاب کرنے سے روکا جائے۔ مناسب رشتہ تلاش کرنے اور اسے قائم کرنے کی راہ میں بے شمار مشکلات حائل ہوتی ہیں یہ مشکلات انسانوں کی اپنی پیدا کردہ ہوتی ہیں۔ان مشکلات کی نشاندہی اوران کے حل کے لئے مناسب اقدامات درج ذیل ہیں۔

(ا) برادری کے خول میں جکڑے رہنا:

عصر حاضر میں لوگ برادری کے خول میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ اگر برادری میں مناسب رشتہ نہ ملے تو برادری سے باہر رشتہ کرنا معیوب تصور کرتے ہیں۔

برادری کی حقیقت:

اللہ کریم نے برادری اور قبیلے محض پہچان اور تعارف کے لئے بنائے ہیں۔اسلام میں ذات پات کا کوئی نظام نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ

اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ (پ:۲۶، الحجرات:۱۳)

برادری میں ہونے والے رشتے:

شادی ایک ایسا بندھن ہے جس میں دو افراد کی زندگی کو جوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر یہ دو افراد باہمی ہم آہنگی، طرز فکر اور مزاج میں مماثلت رکھتے ہوں اور ان کے خاندان آپس میں بھائی چارے سے رہتے ہیں تو برادری میں رشتہ کرنے میں ہی فائدہ ہوتا ہے اگر لڑکا لڑکی دونوں ہی اسلامی طرز فکر اپنانے والے ہوں۔ ان میں خاندانی مماثلت بھی ہو تو نباہ مزید آسان ہو جاتا ہے۔ اس لئے برادری میں اگر ایسا ہم جوڑ رشتہ مل جائے تو اسے ٹھکرانا نہیں چاہئے۔

برادری میں رشتہ کرنے کی احتیاطیں:

برادری میں رشتہ کرنے کے لئے چند احتیاطوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔

☆ دونوں خاندانوں کی باہمی چپقلش نہ ہو۔

☆ آپس میں لڑائی جھگڑا نہ ہو۔

☆ ذہنی ہم آہنگی پائی جائے۔

☆ لڑکا اور لڑکی ہم پلہ ہوں۔

☆ لڑکے اور لڑکی کی باہمی رضامندی ہو۔

اگر ان امور میں کوئی نہ ہو تو برادری میں رشتہ کرنے کی بجائے برادری سے باہر رشتہ تلاش کر لینا چاہئے۔

برادری میں رشتہ کرنے کا نقصان:

اگر محض اپنی عزت برقرار رکھنے کی خاطر زبردستی بچوں کی شادی برادری میں کر دی

جائے تو اس کے بے شمار نقصانات سامنے آتے ہیں۔ جب بچوں پر زبردستی اپنا فیصلہ ٹھونس دیا جائے۔ ان کی مرضی کے بغیر ان کی بے جوڑ شادی کر دی جائے تو گھریلو ناچاقیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ذہنی ہم آہنگی کا فقدان دونوں کی زندگی اجیرن کر دیتا ہے۔لڑائی جھگڑے،گھریلو ناچاقیاں اور بالآخر معاملہ طلاق تک پہنچ جاتا ہے۔

بعض اوقات اگر برادری میں رشتہ نہ ملے تو بچے کی شادی ہی نہیں کی جاتی جس سے اس کی فطری حق تلفی ہوتی ہے۔ جس سے وہ غلط قدم اٹھانے اور حرام کا ارتکاب کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

برادری کی مشکلات کا حل:

درج بالا بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ سب سے پہلے اپنی برادری میں رشتہ تلاش کیا جائے۔ اگر ہم پلہ اور ذہنی موافقت پر مشتمل رشتہ مل جائے جو شرعی کفو کے تقاضے پورے کرتا ہو تو برادری میں ہی رشتہ کر لیا جائے لیکن اگر شرعی کفو کے مطابق برادری میں رشتہ نہ ملے تو کسی صورت بھی محض برادری کی عزت کی خاطر اپنے بچوں کی خوشیوں کی قربانی نہ دی جائے۔ بلکہ غیر برادری میں شرعی کفو کے مطابق رشتہ تلاش کیا جائے اور اچھے حسب ونسب کا رشتہ دیکھ کر مکمل چھان بین اور غور وفکر کر لینا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ بچے کے معیار کے مطابق اس کے لئے رشتہ تلاش کیا جائے تاکہ اسے اپنی آئندہ زندگی میں عدم مطابقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اور وہ ذہنی سکون اور اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکے۔

تلاش رشتہ میں کفو کی ضرورت واہمیت

شرعی کفو کا مطلب یہ ہے کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیاء کے لئے باعث ننگ وعار ہو۔

کفاءت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہوتی ہے۔ عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا

اعتبار نہیں۔ کفاءت میں چھ چیزوں کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

(۱) نسب (۲) اسلام (۳) پیشہ

(۴) حریت (۵) دیانت (۶) مال

غیر کفو میں نکاح:

کوشش کرنی چاہئے کہ نکاح کفو میں ہی کیا جائے تاکہ دونوں خاندانوں میں ذہنی ہم آہنگی ہو اور ان کے مزاج آپس میں میل کھاتے ہیں لیکن اگر کفو میں رشتہ نہ ملے تو غیر کفو میں بھی نکاح کیا جا سکتا ہے۔ غیر کفو میں نکاح کرنا شرعاً ناجائز نہیں ہے۔ اگر لڑکی کا ولی کفو سے باہر نکاح کرنے پر راضی ہو تو شرعاً یہ نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اس میں گناہ والی کوئی بات نہیں ہے اور نہ کوئی قباحت ہے کیونکہ اگر کفو میں رشتہ نہ ملے تو پھر بھی لڑکی کا شرعی حق تلف نہیں کیا جا سکتا۔ اور بغیر شادی کے عمر بھر لڑکی کو گھر بٹھا دینا درست نہیں ہے۔

(iii) رشتے کے بدلے رشتہ:

بعض علاقوں میں رشتے کے بدلے رشتہ کرنے کا رواج عام ہے۔ یعنی ایک رشتہ دے کر دوسرا رشتہ لیا جاتا ہے۔ اس رسم کو وٹہ سٹہ کہتے ہیں۔

اس طرح سے طے کئے گئے رشتے اگر بچوں کی مرضی کے مطابق طے ہوں یا پھر دونوں طرف سے رشتے ہم پلہ ہوں تو یہ رشتے دیرپا اور مضبوط ہوتے ہیں۔ شادی محض دو افراد کا ملاپ نہیں بلکہ دو خاندان مل کر بیٹھتے ہیں اس رشتے کا دوہرا پن اسے مضبوط کر دیتا ہے۔

لیکن اگر یہ نکاح مشروط ہو یعنی چند شرطوں کے ساتھ طے کیا جائے کہ اگر ایک رشتہ ختم ہوا تو دوسرا بھی ختم ہو جائے گا تو ایسے مشروط رشتوں کی اسلام میں ممانعت آئی ہے۔ بعض علاقوں میں "ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا" کے تحت بچوں کو قربانی کے لئے تیار

کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات بچوں کے علم وعمل اور سیرت وکردار میں تفاوت سے مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس کا مناسب حل یہی ہے کہ رشتہ کرنے سے پہلے بچوں کی باہمی رضامندی اور ان کی ذہنی ہم آہنگی کو دیکھ لیا جائے۔ ان کے جذبات واحساسات کو سمجھتے ہوئے ان کی زندگی کا فیصلہ کیا جائے۔ اگر یہ رشتے بے جوڑ اور نامناسب ہوں تو کسی صورت بھی اپنے بچوں کو اس رسم کی بھینٹ نہیں چڑھانا چاہئے۔

(iv) مطالبات وخواہشات

والدین اور لڑکے، لڑکیوں کی طرف سے خودساختہ مطالبات وخواہشات رشتہ قائم کرنے میں بہت زیادہ مشکلات پیدا کرتی ہیں۔ اگر مناسب رشتہ مل بھی جائے تو مال و دولت، سازوسامان، تعلیمی و مالی مطالبات اس رشتہ کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اگر ان خواہشات ومطالبات کو پس پشت نہ ڈالا جائے تو کبھی بھی مناسب رشتے نہیں ملتے اور نوجوان لڑکے، لڑکیاں گھر بیٹھے رہتے ہیں اور معاشرتی فتنہ وفساد کا ان پر اثر ہوتا ہے۔ لڑکے والوں کی طرف سے جو خودساختہ، معیارات قائم کرلئے جاتے ہیں جو شادی کی راہ میں مشکلات کا باعث بنتے ہیں ان کا جائزہ درج ذیل ہے۔

(ا) سامان کی خواہش:

لڑکے والے لڑکی والوں سے جہیز کے سامان کا مطالبہ کرتے ہیں جس کے باعث رشتہ کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ معاشی بدحالی اور مہنگائی کے اس دور میں لڑکی کے والدین سے جہیز کا مطالبہ کرنا انہیں اذیت ناک صورت حال سے دوچار کرو دیتا ہے اگر مناسب رشتہ مل بھی جائے تو جہیز کی عدم تکمیل اس رشتے کو ناکام بنا دیتی ہے۔ لڑکے کو اور لڑکے کے والدین کو چاہئے کہ وہ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرتے رہیں اور اسلامی احکامات پر عمل کرتے ہوئے جہیز کے سامان کے مطالبے سے گریز کریں۔

(۲) گاڑی اور مکان کی خواہش:

عموماً یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض والدین یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنے بیٹے کی شادی ایسی جگہ کرنا چاہتے ہیں جہاں سے لڑکی اپنے ساتھ گاڑی، مکان وغیرہ لے کر آئے۔ ایسی خواہشات کی تکمیل کے خواب دیکھتے دیکھتے شادی میں ہی تاخیر ہو جاتی ہے۔ والدین کو چاہئے کہ وہ اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے رشتہ کریں دنیاوی آسائشات کے پیچھے نہ بھاگیں۔

(۳) عمر میں اضافہ وکمی:

بعض اوقات مناسب رشتہ تلاش کرتے کرتے لڑکے کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے یا پھر معاشی آسودگی کے چکروں میں شادی کرنے کی صحیح عمر گزر جاتی ہے۔ ہمارے ہاں تقریباً پچیس تیس سال کی عمر لڑکے کی شادی کے لئے صحیح سمجھی جاتی ہے اور لڑکی کی عمر بیس بائیس سال ضروری خیال کی جاتی ہے جبکہ اس کی کوئی حیثیت نہیں عمر میں اضافہ کمی کو شادی کی راہ میں رکاوٹ نہیں سمجھنا چاہئے۔

(۴) اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی کی خواہش:

عصر حاضر میں لوگ اپنی ساکھ برقرار رکھنے کے لئے لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم دلواتے ہیں۔ ڈاکٹر، انجینئر اور آفیسر بنانے کے بعد جب وہ معاشی خوشحالی کی دوڑ میں بہت آگے نکل جاتے ہیں تو پھر شادی کرنے کے لئے بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانوں کو تلاش کرتے ہیں۔ اگر ان کو ہم پلہ رشتہ نہ ملے تو نکاح میں بہت سی مشکلات حائل ہو جاتی ہیں۔ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی دینی تربیت بھی کریں اور ان کے لئے دین دار، با صلاحیت اور فرمانبردار لڑکی تلاش کریں۔ محض دنیاوی چمک دمک اور ظاہری کشش کے پیچھے شادی میں تاخیر نہ کریں۔

(۵) ملازمت کرنے والی لڑکی کی خواہش:

بعض لوگ یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنے بیٹے کی شادی ملازمت کرنے والی لڑکی

سے ہی کریں گے تاکہ معاشی حالت اور بڑھتی ہوئی بیروزگاری کی شرح میں لڑکی معاشی و مالی مدد کرسکے۔لڑکے کے والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ لڑکی ڈاکٹر،لیکچرار ہو اگر اس سے کم ہو تو پھر بھی تان ٹیچر پر آکر ٹوٹتی ہے۔لڑکے کے والدین کو چاہئے کہ وہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے والی لڑکی تلاش کریں جو ان کی آنے والی نسلوں کو سنوار سکے اور دنیا و آخرت میں ان کی زندگی کو کامیاب بنا سکے۔

(۶) ستارے ملانے کی ترکیب:

بعض جاہل لوگوں میں یہ رسم ہوتی ہے کہ جب رشتہ مل جائے تو لڑکے اور لڑکی کے ستارے ملائے جاتے ہیں۔اس مقصد کے لئے مخصوص عاملوں کے پاس جایا جاتا ہے۔ جو الٹا سیدھا حساب لگا کر بتاتے ہیں کہ یہ رشتہ کامیاب ہے یا نہیں۔ یہ انتہائی جاہلانہ غیر شرعی اور ہندوانہ رسم ہے۔نکاح اور تقدیر کے ساتھ ستاروں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

''حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا (اللہ عزوجل کا ارشاد ہے) اور بلاشبہ ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے مزین فرمایا۔ یہ ستارے تین فائدوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔آسمان کی زینت کے لئے اور شیطانوں کو سنگسار کرنے کے لئے اور علامتیں ہیں جن سے راستہ جانا جاتا ہے جس نے ان کے علاوہ اور کوئی تاویل کی اس نے غلطی کی اور علم سے اپنا حصہ ضائع کردیا اور اس کا تلف کیا جس کا اسے علم نہیں۔

(صحیح بخاری،۴/۱۰۷)

(د) بیوی کے انتخاب میں مشاورت کا کردار

مشاورت کے بارے میں فرمانِ خداوندی:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ○

اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں۔ پھر جب آپ پختہ ارادہ

کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کیا کریں۔ بے شک اللہ توکل والوں سے محبت کرتا ہے۔ (پ:۴،آل عمران:۱۵۹)

سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم فہم وفراست میں سب سے بڑھ کر ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ کرنے کا حکم فرمایا اس لئے کہ صحابہ کرام سے مشورہ کرنے سے یہ حکم امت تک بھی پہنچ جائے گا۔ کہ امت بھی اپنے کاموں میں ایک دوسرے سے مشورہ کرے۔

مشاورت کے بارے میں فرمانِ مصطفیٰ:

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا سَعَدَ اَحَدٌ بِرَاْیِہٖ وَمَا شَقِیَ عَنْ مَّشْوَرَۃٍ

اپنی انفرادی رائے سے کوئی کامیاب نہیں ہوا اور مشورے کے بعد کوئی ناکام نہیں ہوا۔ (الجامع الصغیر،۲/۳۱)

مشورہ......کتنا اہم ہے

(i) اللہ کریم نے فرشتوں سے مشاورت کی:

اللہ کریم نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمانا تھا تو فرشتوں سے مشاورت کی اور فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ (پ:۱،البقرہ:۳۰)

اللہ کریم نے فرشتوں سے مشاورت محض اپنا ارادہ ظاہر کرنے کے لئے کی تھی۔ اطلاع دینا مقصد نہیں تھا۔ اس لئے فرشتوں نے یہ سن کر اپنی رائے دینے کی جرأت کی اور عرض کیا کہ کیا ایسے کو اپنا نائب بنائیں گے جو زمین میں فساد برپا کرے گا؟

پھر فرشتوں نے اپنی رائے پیش کی کہ ہم تیری تسبیح وتقدیس کرتے ہیں ہم اس بات

کے زیادہ حق دار ہیں کہ خلافت الٰہیہ ہمیں ملے اگر چہ ان کی رائے قبول نہ ہو سکی اور اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝

میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (پ:۱، البقرہ:۳۰)

یہ اللہ کریم کی فرشتوں سے مشاورت تھی جس کا مقصد بندوں کو یہ تعلیم دینا تھا کہ جب علیم و خبیر رب اپنے کام میں مشاورت کر رہا ہے تو تم بھی اپنے کاموں میں مشاورت کو اہمیت دو۔

(ii) رسول کریم نے صحابہ سے مشاورت کی:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دینی اور دنیاوی امور میں صحابہ کرام سے مشاورت کیا کرتے تھے۔

دینی امور کی مثال یہ ہے کہ آپ نے اپنے اصحاب سے مشاورت کے بعد اذان کا طریقہ مقرر فرمایا۔

دنیاوی امور کی مثال یہ ہے کہ آپ نے جنگ بدر میں قیدیوں کے متعلق اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ آیا ان کو قتل کر دیا جائے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اور جنگ اُحد میں مشورہ کیا کہ شہر کے اندر رہ کر کفار سے مقابلہ کیا جائے یا شہر سے باہر نکل کر ان کا مقابلہ کیا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقین نے تہمت لگائی تو آپ نے ان کے متعلق اپنے اصحاب سے مشاورت کی۔ البتہ احکام شرعیہ میں آپ کسی سے مشاورت نہیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق آپ جس چیز کو چاہتے فرض یا واجب یا حرام یا مکروہ قرار دیتے۔ (تبیان القرآن،۱۰/۶۱۸)

(iii) صحابہ کرام نے باہمی مشاورت کی:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان

باہمی مشاورت سے کتاب اور سنت سے احکام مستنبط کرتے تھے۔ اور سب سے پہلا کام جوانہوں نے باہمی مشاورت سے کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنا تھا۔ (ایضاً)

مشاورت کی برکتیں

مناسب رشتہ ملنے کے بعد گھر کے بزرگ حضرات......دوست واحباب......گھر کے افراد......عزیز واقارب سے مشاورت کے بعد کوئی حتمی فیصلہ کرنا چاہئے کیونکہ باہمی مشاورت سے فیصلہ کرنے کی بے شمار برکتیں ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱)......جب گھر میں موجود بزرگوں سے مشاورت کی جائے تو ان کے سابقہ تجربات سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا ہے اور اس طرح ان کو اپنی اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو گھر کے افراد سمجھتے ہیں جس سے ان کے دل مطمئن رہتے ہیں۔

(۲)......گھر کے افراد بہن بھائیوں سے رشتہ طے کرتے وقت مشاورت سے ان میں باہمی محبت بڑھتی ہے۔ ہر کوئی اپنے آپ کو گھر کا فرد سمجھتے ہوئے ذمہ داری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ خصوصاً شادی شدہ بڑے بیٹے سے جب مشاورت کی جائے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے کہ اس کے والدین نے چھوٹے بہن بھائیوں کے معاملے میں اس سے مشورہ لیا ہے۔

(۳)......مشورہ کرنا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو جب کسی کام میں سنت کو پورا کرنے کا ارادہ کیا جائے اس کام میں سنت رسول کی برکت بھی شامل ہو جاتی ہے اور وہ کام خیر و برکت سے پایہ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے۔

(۴)......مشاورت کے تحت کیا جانے والا فیصلہ اجتماعی فیصلہ ہوتا ہے اور جو فیصلے اجتماعیت پر مبنی ہوتے ہیں ان میں پچھتاوے کی گنجائش نہیں ہوتی۔

مشاورت کے فضائل

(i) مشورہ رحمت الٰہی کی نوید ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ سے مستغنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشورہ میری اُمت کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔'' (روح المعانی،۴/۱۰۷)

(ii) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو یہ نصیحت فرمائی:

اِسْتَشِرْ فَإِنَّ الْمُسْتَشِيرَ مُعَانٌ وَالْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ

مشورہ لیا کرو کیونکہ مشورہ لینے والے کی (امن جانب اللہ) مدد کی جاتی ہے اور جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔

(جامع الاحادیث،۹/۲۰۵،الرقم:۸۸۴)

(iii) مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس سے کسی بات کا مشورہ طلب کیا گیا ہو وہ اس بات کا امین ہے۔''

(سنن ابوداؤد،الرقم:۵۱۲۸،سنن ترمذی،الرقم:۲۸۳۲،سنن ابن ماجہ،الرقم:۳۷۴۵،مسند احمد،۵/۲۷۴)

(iv) مشاورت کے لئے قابل افراد کا چناؤ:

مشاورت کے لئے ان افراد کا چناؤ کیا جائے جو مشاورت کے قابل ہوں، تجربہ کار ہوں اور اچھی واقفیت رکھتے ہیں۔ مشاورت کے لئے قابل افراد کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

☆.....عاقل و بالغ ہوں۔

☆.....تجربہ کار ہوں۔

☆......دین دار ہوں۔

☆......صالح ہوں۔

☆......راز دار ہوں۔

☆......سمجھ دار ہوں۔

جب رشتہ تلاش کر لیا جائے تو خاندان کے بڑے بزرگوں سے مشاورت کرنی چاہیے......بہن بھائیوں سے مشورہ کرنا چاہیے......اچھے تعلقات والوں سے مشاورت کرنی چاہیے......عزیز و اقارب کو مشاورت میں شامل کرنا چاہیے۔

(۷) شرعی امور میں مشاورت جائز نہیں:

شرعی امور مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کے بارے میں مشاورت جائز نہیں ہے۔ جب ان امور کے متعلق اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل احکام بتا دیئے ہیں تو پھر مشاورت کی کیا ضرورت ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ

اور نہ کسی مومن مرد کو (یہ) حق حاصل ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرما دیں تو ان کے لئے اپنے (اس) کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا) کوئی اختیار ہو۔

(پ:۲۲، الاحزاب:۳۶)

راز و نیاز کی باتوں میں بھی مشورہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ راز کی باتیں کسی کو بتانی ہی نہیں چاہئیں۔

مشورہ لینے والا......کبھی بدبخت نہیں ہوتا:

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

روایت کیا ہے کہ جو بندہ مشورہ لے وہ کبھی بد بخت نہیں ہوتا اور جو بندہ خود رائے ہو اور دوسروں کے مشوروں سے مستغنی ہو وہ کبھی نیک بخت نہیں ہوتا۔ (تبیان القرآن، ۲/۴۳۰)

مشاورت کی دعا:

مشاورت کی دعا درج ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ

اے اللہ! میرے دل میں وہ بات ڈال دے جس میں میرے لئے بہتری ہو اور میرے نفس کے شر سے میری حفاظت فرما۔ (جامع ترمذی، ۲/۱۸٦)

(ہ) استخارہ کی ضرورت واہمیت

استخارہ کا معنی ومفہوم:

استخارہ کا معنی خیر و بھلائی طلب کرنا ہے۔

استخارہ دعا ہے:

استخارہ ایک ایسی دعا ہے جس کا مقصد اعانت علی الخیر طلب کرنا ہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ میں جو کام بھی کروں اس میں بھلائی ہو اور جس کام میں بھلائی نہ ہو وہ کام مجھ سے نہ ہو۔

استخارے کا حکم:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استخارہ کی تعلیم اس طرح دیتے تھے۔ جس طرح ہمیں قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔

اللہ کریم سے مشاورت..... بھلائی طلب کرنا ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی طلب کرنا انسان کی سعادت مندی ہے اور اللہ تعالیٰ

سے خیر و بھلائی طلب نہ کرنا انسان کی بدبختی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی نہ ہونا (ناراض ہونا) انسان کی بدبختی ہے۔ (مسند امام احمد، ۱/۱۶۸)

استخارے کی قابل غور باتیں

(i) شادی کے مقصد کے لئے استخارہ کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (ابوایوب) سے فرمایا: تم خطبہ نکاح کو چھپاؤ۔ پھر اچھی طرح وضو کرو اور جتنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نماز لکھی ہے اتنی نماز پڑھو، پھر تم اپنے پروردگار کی حمد وثناء کرو اور اس کی بزرگی بیان کرو۔ پھر یوں دعا مانگو:

"اے اللہ! تو قادر ہے میں قادر نہیں تو جانتا ہے۔ میں نہیں جانتا، تو پوشیدہ امور کو خوب جانتا ہے۔ اگر تیرے علم میں فلاں عورت (اس عورت کا نام لے کر کہو) میرے لئے میرے دین، میری دنیا اور میری آخرت میں بہتر ہے۔ (تو اس کو میرے لئے مقدر کر دے) اور اگر اس عورت کے علاوہ کوئی اور عورت اس سے زیادہ میرے لئے میرے دین، میری دنیا اور آخرت میں بہتر ہو تو اس کو میرے لئے مقدر کر دے۔"

(مسند احمد بن حنبل (اردو) ۲/۶۷)

(ii) مفید استخارہ مناسب وقت پر ہوتا ہے:

مفید استخارہ وہ ہوتا ہے جو مناسب وقت پر کیا جائے۔ استخارے کا مناسب وقت یہ ہے کہ کسی کام کا پختہ ارادہ کرنے سے پہلے استخارہ کیا جائے تاکہ دل کسی ایک کام کی طرف مطمئن ہو جائے۔ جب انسان خالی الذہن ہو اور دل کسی ایک کام کی طرف مائل نہ ہو رہا ہو تو اس وقت استخارہ کیا جائے تاکہ مختلف قسم کے خیالات سے چھٹکارا مل جائے اور اللہ کی رحمت اس کام میں شامل ہو جائے۔

(iii) استخارہ سات بار کیا جائے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اپنے رب سے سات مرتبہ استخارہ کرو پھر تم یہ غور کرو کہ تمہارا دل کس (کام) کی طرف مائل ہوتا ہے۔ پس اسی میں خیر و بھلائی ہے۔"

(مسند احمد بن حنبل (اردو) ۲/۶۸، بحوالہ جمع الجوامع، ج:۹، الرقم: ۲۷۵۷۴)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک مرتبہ استخارہ کرنے سے صحیح رہنمائی نہ ہو تو دوسری رات پھر استخارہ کرے۔ دوسری رات بھی نہ ہو تو جب تک صحیح رہنمائی نہ مل جائے اس وقت تک مسلسل سات مرتبہ استخارہ کریں۔

(iv) استخارہ تردد کو ختم کرتا ہے:

جب کسی کام میں تردد پیدا ہو جائے اور ذہن میں مختلف قسم کے خیالات پیدا ہو رہے ہو مثلاً کسی نے کاروبار شروع کرنا ہو...... بچے، بچی کا رشتہ کرنا ہو...... کسی جگہ سفر پر جانا ہو...... شراکت پر کسی کے ساتھ کاروبار کرنا ہو یا کوئی اور الجھن درپیش ہو تو یہ جاننے کے لئے کہ آیا اس کام میں بھلائی ہے یا نہیں استخارہ کیا جاتا ہے تا کہ اللہ کریم کی طرف سے صحیح رہنمائی مل سکے۔

(v) استخارہ کب مشروع نہیں ہوتا:

جب شریعت میں کسی فعل کی اچھائی یا برائی کو دلائل کے ساتھ ثابت کر دیا جائے تو پھر اس کے لئے استخارہ مشروع نہیں۔ استخارہ ایسے امور میں ہوتا ہے جہاں دونوں جانب اباحت میں برابری ہو۔ جس میں شرعاً یا یقیناً نفع و نقصان کا خدشہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی کھانے پینے یا چوری کرنے کے لئے استخارہ کرے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

استخارہ کے ثمرات

استخارہ کرنے کے بے شمار ثمرات ہیں۔ استخارہ کرنے سے انسان کا دل کسی ایک کام کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور جس مقصد کے لئے استخارہ کیا جائے وہ مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کام بندے کے حق میں بہتر نہ ہو تو اللہ کریم اس کام سے بندے کو پھیر دیتا ہے۔ اللہ کریم کی مدد سے بندہ اس کام کے نقصان سے بچ جاتا ہے اور اس راستے پر گامزن ہو جاتا ہے جس میں اس کے لئے نفع ہو۔ اللہ کریم بہترین رہنما ہے اور جب اللہ کریم سے کسی کام کے لئے مشاورت کی جائے تو پھر بہترین خیر خواہی نصیب ہوتی ہے۔

دعائے استخارہ

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نماز پڑھے پھر یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ وَّ مَعِیْشَتِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ اَللّٰهُمَّ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُهٗ شَرًّا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاَصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ

(ترجمہ) ''اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے سے تجھ سے خیر و بھلائی چاہتا ہوں۔ تیری قدرت کے ذریعہ سے تجھ سے قدرت چاہتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا عظیم فضل مانگتا ہوں۔ بلاشبہ تو قادر ہے میں قادر نہیں تو جانتا ہے

میں نہیں جانتا اور تو پوشیدہ امور کو خوب جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین، میری معاش، معیشت اور میرے انجام کار میں بہتری ہے تو تو اسے میرے لئے مقدر کر دے اور اسے آسان کر دے۔ پھر میرے لئے اس میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین، میری معاش (دنیا) اور میرے انجام کار میں میرے لئے شر ہو تو اس سے مجھے پھیر دے اور مجھ سے اس کو پھیر دے اور میرے لئے خیر و بھلائی جہاں بھی ہو مقدر کر دے اور پھر اس سے مجھے راضی کر دے۔" (صحیح بخاری، الرقم: ۶۳۸۲)

استخارے کا مستحب طریقہ

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

نماز استخارہ کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ دعا کے شروع اور آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ اور وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ......تا...... يُعْلِنُوْنَ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) کے بعد وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ پوری آیت پڑھے اور استخارہ کا عمل سات مرتبہ کرے، اگر کوئی شخص نماز استخارہ نہ پڑھ سکے تو وہ دعا سے ہی استخارہ کر لیا کرے۔ (رد المحتار، ۱/۵۰۷۔۵۰۸)

استخارہ کے لئے یاد رکھنے کی باتیں

استخارہ کرتے وقت درج ذیل احتیاطی تدابیر کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

☆...... استخارہ کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔

☆...... استخارہ کی دعا نماز کے بعد کی جاتی ہے نماز میں نہیں۔

☆...... اس یقین کے ساتھ استخارہ کریں کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے میں بہتر فیصلہ کرے گا۔

☆...... استخارہ نفلی نماز مثلاً تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد یا کسی بھی نفل نماز کے بعد کیا جاتا ہے نہ کہ فرض نماز کے بعد۔

☆...... استخارہ کے بعد خواب میں کچھ نظر آئے یہ ضروری نہیں ہے۔ بلکہ دل ایک بات پر مطمئن ہو جائے یا کوئی فیصلہ خواب میں دیکھ لے یا اس کی حاجت پوری ہو جائے یا حاجت پوری نہ ہو یہی استخارہ ہے۔ خواب کا نظر آنا ضروری نہیں۔

☆...... استخارہ کرنے کی صورت میں حاجت پوری نہ ہونے پر اللہ تعالیٰ پر ناراض نہ ہوا جائے کہ انسان انجام کار کا انتظار نہیں کرتا ہو سکتا ہے کہ یہ اس کے لئے بہتر ہو۔

☆...... دعا میں کثرت مستحب ہے اور استخارہ بھی دعا ہے اس لئے اس میں تکرار جائز ہے۔

(و) لڑکے کو لڑکی سے منسوب کرنے کا معاہدہ

رشتہ تلاش کرنے کے بعد جب مناسب رشتہ مل جائے تو خوب غور و فکر اور مکمل چھان بین کے بعد اس رشتے کو فائنل کر دیا جاتا ہے۔ لڑکے کو لڑکی کے ساتھ منسوب کرنے کا معاہدہ کیا جاتا ہے۔ اس معاہدہ کو منگنی کا نام دیا جاتا ہے۔ دونوں گھروں کے بزرگ حضرات مل بیٹھ کر لڑکے کو لڑکی کے ساتھ شادی کے لئے منسوب کر دیتے ہیں۔

منگنی پر ہونے والے فضول اخراجات

موجودہ دور میں منگنی کی رسم کی ادائیگی کا انداز ایسا ہوتا ہے کہ یوں لگتا ہے گویا بس قاضی کو بلا کر نکاح پڑھوانے کی دیر ہے۔ لوگ محض ریاکاری اور شہرت کی خاطر چار و ناچار اس رسم کو نباہنے کے لئے مقروض ہو جاتے ہیں۔ منگنی کے پروگرام میں ہونے والے

فضول اخراجات کی فہرست درج ذیل ہے۔

(i) فروٹ اور مٹھائیوں کی تیاری:

منگنی کے پروگرام میں شرکت کرنے کے لئے فروٹ اور مٹھائیوں کے ٹوکرے تیار کروائے جاتے ہیں۔ برادری اور عزیز واقارب میں شہرت حاصل کرنے کے لئے خوب اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ رسم انتہائی فضول ہے اس کے بغیر بھی منگنی ہوسکتی ہے۔ محض ریاکاری کی خاطر اس کی رسومات کو نباہنا سراسر غلطی ہے۔

(ii) مختلف قسم کے کھانے تیار کرنا:

لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو منگنی میں مدعو کیا جاتا ہے اور پھر ان حضرات کے لئے معمولی کھانا بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لوگ خود ساختہ خرافات کا شکار ہو کر مختلف قسم کے کھانے تیار کرواتے ہیں اور غیر شرعی طریقے سے کھانا کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بدمذہب لوگوں کے طریقوں کو اپنایا جاتا ہے۔ عموماً لوگ اس طرح رسم ورواج کو پورا کرنے کے لئے قرض لیتے ہیں جس سے بعد میں ان کو مختلف قسم کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(iii) دلہن کو انگوٹھی پہنانا:

منگنی کی رسم میں دلہن کو انگوٹھی پہنائی جاتی ہے۔ دلہن کو انگوٹھی پہنانا اگرچہ جائز ہے کہ زیور عورت کی زینت ہے۔ مگر یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اپنے آپ کو مشکل میں ڈال کر اس رسم کو ادا نہیں کرنا چاہئے اور پھر اس بات کا خیال رہے کہ لڑکے کے گھر والوں سے کوئی عورت ہی دلہن کو انگوٹھی پہنائے۔ بے پردگی اور غیر محرم کے اختلاط سے بچنا چاہئے۔

(iv) تحائف کا تبادلہ:

منگنی کے موقع پر دلہن کو تحائف دیئے جاتے ہیں۔ اس تقریب میں آنے والے

لوگ دولہن کو تحائف دیتے ہیں۔تحائف کا تبادلہ اچھی بات ہے مگر اس بات کا خیال رہے کہ اسے باقاعدہ رسم کی صورت نہیں دینی چاہئے کہ اس طرح کے جھمیلوں میں پڑنے سے خواہ مخواہ اخراجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

منگنی کی ناجائز رسمیں

(i) مخلوط ماحول:

منگنی کی رسم میں پردے کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔مخلوط ماحول میں مرد وعورت ایک دوسرے سے آزادانہ ملتے اور خوب ٹھٹھہ اور ہنسی مذاق کرتے ہیں۔اس غیر شرعی رسم کے بے شمار نقصانات ہیں جس سے احتراز کرنا چاہئے۔

(ii) تصویر بنی اور ویڈیو کا اہتمام:

اختلاط مرد وعورت کے ساتھ ساتھ انتہائی قبیح رسم یہ ہوتی ہے کہ نوجوان لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کی تصویریں بناتے ہیں بلکہ اب تو باقاعدہ ویڈیو کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ایک ایک لمحے کو ویڈیو میں محفوظ کیا جاتا ہے۔یاد رکھیں! ان غیر شرعی رسومات کے ہوتے ہوئے حقیقی خوشیاں کبھی حاصل نہیں ہو سکتیں۔اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والے ذلت وپستی کی طرف دھکیل دیئے جاتے ہیں۔ان سے اللہ کی رحمت دور ہو جاتی ہے۔

(iii) ناچ گانے اور محفل موسیقی کا اہتمام:

موجودہ دور میں منگنی کی رسم میں غیرت کا جنازہ اس طرح نکالا جاتا ہے کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے ناچتے اور محفل موسیقی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔اس غیر شرعی اور ناجائز رسم کے لئے خطیر رقم خرچ کر دی جاتی ہے۔

نکاح سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اس سنت کی ادائیگی کا معاہدہ کرتے وقت غیر شرعی طور طریقوں اور رسم ورواج سے اجتناب کرنا چاہیے۔

منگنی اور والدین کی ذمہ داریاں

والدین کی یہ اہم ترین ذمہ داری ہے کہ وہ ان غیر شرعی رسومات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے بچوں کی نسبتیں طے کریں۔ گانے باجے...... ویڈیو فلم...... تصاویر بنانا...... مخلوط ماحول جیسی ناجائز رسومات کا خاتمہ کریں اور اسلامی اصولوں کے مطابق پردے کا اہتمام کرتے ہوئے مرد حضرات مردوں سے ملیں اور عورتیں، عورتوں سے ملیں۔ پردے کا مکمل انتظام ہو۔ پردے میں رہتے ہوئے جائز رسومات کی ادائیگی میں کوئی حرج نہیں۔ اسلام کے دائرے سے باہر نکل کر اگر کوئی کام کیا جائے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔

والدین اپنا ذہن بدلیں:

والدین اپنا ذہن بدلیں اور جاہلانہ رسومات اور ناجائز رسومات کو ادا کرنے کی بجائے اسلامی اصولوں کی پابندی کریں۔ محض ظاہری نمود و نمائش اور ریاکاری کرتے ہوئے اخراجات کی بھرمار نہ کریں کہ منگنی ابتدائی مرحلہ ہے اگر اس مرحلے میں ہی انتہائی، فضول اور ناجائز رسومات کے چکروں میں پڑ جائیں گے تو آئندہ زندگی میں بے شمار مشکلات راستہ روک کر کھڑی ہوں گی۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کے مستقبل کو روشن کرنے کی کوشش کریں۔ بچوں کے لئے علیحدہ رہائش اور روزگار کے مسائل حل کریں۔

درسِ ہدایت:

لڑکے کے والدین کے لئے انتہائی ضروری گزارش یہ بھی ہے کہ وہ جب اپنے بیٹے کے لئے کوئی لڑکی پسند کریں تو لڑکی کے والدین سے کسی قسم کے مطالبات نہ کریں۔ عموماً لڑکی کے والدین لڑکے کے گھر والوں کو منگنی کی رسم میں کپڑے دیتے ہیں۔ اس قبیح رسم سے اجتناب کرنا چاہئے اور لڑکی کے والدین سے کپڑے نہیں لینے چاہئیں بلکہ ان کے

ساتھ انتہائی مشفقانہ سلوک کرنا چاہئے۔

معاہدۂ نکاح کے بعد لڑکے کے لئے احتیاطی امور

(i) منگنی معاہدۂ نکاح ہے......نکاح نہیں:

منگنی صرف نکاح کا پیغام یا معاہدۂ نکاح ہوتا ہے۔ ان کے لئے نکاح جیسے احکامات نافذ نہیں ہوتے۔ عورت کے ساتھ خلوت یا انفرادی طور پر ملنا درست نہیں۔ منگیتر منگنی کے باوجود بھی ایک دوسرے کے لئے اجنبی اور حرام ہوتے ہیں اور اجنبی کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام و ناجائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے ہاں کسی محرم کی موجودگی میں بیٹھ سکتا ہے۔ (صحیح بخاری، ۹/۳۳۹، صحیح مسلم، ۹/۱۰۹)

(ii) منگنی پر منگنی نہ کرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَخْطُبِ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَتْرُكَ

کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے حتیٰ کہ یا تو نکاح ہو جائے یا وہ خود اسے چھوڑ دے۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، الرقم: ۵۱۴۳، صحیح مسلم، کتاب النکاح، الرقم: ۱۴۱۳)

(iii) نوجوان نسل کی خطرناک حرکت:

نوجوان لڑکے لڑکیوں کی موبائل پر بات چیت سے خطرناک حد تک نتائج سامنے آتے ہیں۔ اگر مجبوری کے تحت مرد و عورت کو بات کرنی پڑ جائے تو عورت کا لہجہ اتنا نرم

نہیں ہونا چاہئے کہ مرد کے دل میں وسوسے پیدا ہو جائیں اور وہ دوبارہ بات کرنے کی خواہش ظاہر کرے۔

(حقیقت احوال اللہ بہتر جانتا ہے مگر) ظاہر یہ ہے کہ عورت کا کسی مرد سے ٹیلی فون کے ذریعے ضروری بات کرنا جائز ہے کیونکہ اس سے روکنے پر کوئی صریح دلیل نہیں ہے لیکن عورت کے لئے ضروری ہے کہ مرد سے بات کرتے ہوئے (گفتگو میں) نرمی اختیار نہ کرے اور نہ ہی اچھی بات کے علاوہ کوئی اور گفتگو کرے۔ اور اس کا مرد کے ساتھ کلام صرف اتنا ہو جتنا کے کسی ضرورت کے وقت شرعاً ہو سکتا ہے۔ (جامع احکام ۴۰/۳۶۷)

درسِ ہدایت:

منگنی ہونے کے باوجود بھی لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کے لئے غیر محرم اور اجنبی ہوتے ہیں جو بغیر کسی ضرورت کے شرعاً ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کر سکتے۔ اگر کبھی مجبوری ہو تو ضرورت کے تحت بات چیت کی جا سکتی ہے مثلاً کسی ناخوشگوار واقع کی خبر دینے کی غرض سے یا ایک دوسرے کے خیالات جاننے کے لئے منگنی کے وقت چند لمحوں کے لئے بات چیت کی جا سکتی ہے۔

ایسی گفتگو جس سے ملاقات کی خواہش جنم لے یا پھر شوق و خواہشات کا رجحانات بڑھے بالخصوص مروجہ طریقہ جس میں پیکجز کر کے لمبی لمبی کالز کی جاتی ہیں یا پھر SMS پر لمبی لمبی گفتگو کی جاتی ہے جس میں بے ہودہ اور غلط قسم کے اشعار کا تبادلہ اور فحش گفتگو کی جاتی ہے۔ اس کی ممانعت ہے۔ اس طرح کی حرکات کے نتائج بہت خطرناک ہوتے ہیں اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

مخطوبہ کو دیکھنے کا شرعی حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ

اور نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں (ان کے علاوہ دوسری) عورتوں سے دو دو

تین تین اور چار چار۔ (پ:۴، النساء:۳)

اس آیت میں ان عورتوں سے نکاح کا حکم دیا گیا ہے جو اچھی لگیں، پسند ہوں اور دل ان کی طرف مائل ہوں۔ کسی کو پسند کرنے کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ دیکھنا بھی ہے۔ جب تک کسی عورت کو دیکھا نہ ہو...... اس کے طور طریقے معلوم نہ ہوں...... اس کے رہن سہن معلوم نہ ہوں...... اس کے اخلاق اور حسن کلام سے واقفیت نہ ہو، تب تک اسے پسند کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی بھی شخصیت کے اچھا لگنے کے لئے اس کے حسن معاملات کو دیکھا جاتا ہے تا کہ طبیعت اس کی طرف مائل ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منگیتر کو دیکھنے کے بارے میں فرمایا:

''اس عورت کو دیکھ لو! تم دونوں کے درمیان محبت قائم رکھنے کے لئے یہ زیادہ مناسب ہوگا۔''

(سنن ترمذی، کتاب النکاح، الرقم:۱۰۸۷، سنن نسائی، کتاب النکاح، الرقم:۳۲۳۷)

دلخراش پہلو:

موجودہ دور میں بڑا دلخراش پہلو یہ ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد منگیتر کو اپنی بیٹی دکھانا تو پسند نہیں کرتے مگر اس کی تصویر بھیج دیتے ہیں۔ یہ تصویر اجنبی فوٹو گرافر بناتا ہے اور اگر کوئی تصویر فوٹو گرافر کے پاس ہی رہ جائے تو یہ بہت بڑے فتنے وفساد کی علامت ہے۔ یہ طریقہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے اور جس کام میں سنت نبوی کی مخالفت کی جائے اس کا نتیجہ بھی غلط ہی ہوتا ہے۔

(ز) شادی سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ

اسلام نے سب سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ شادی سے پہلے کروانے کا قانون پاس کیا تھا۔ موجودہ دور میں متعدد ترقی یافتہ ملکوں نے بھی شادی سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ کروانے کا قانون پاس کیا ہے۔ لوگوں کی ایک بڑی اکثریت اس قسم کے میڈیکل ٹیسٹ کروانے سے لاپرواہی برتتی ہے۔ میاں بیوی اس ٹیسٹ سے دور بھاگتے ہیں پھر بعد

میں ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے بے شمار مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔اس کے علاوہ اس ٹیسٹ سے ان نوجوان لڑکے، لڑکیوں کو بھی پہچان ہو جاتی ہے جو کسی متعدی بیماری میں مبتلا ہوں اور اگر وہ شادی کے خواہش مند ہوں تو انہیں شادی سے روک دیا جائے کہ حدیث پاک میں ہے۔

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جذامی سے ایسے علیحدہ رہو جیسے شیر سے علیحدہ رہتے ہو۔''

(صحیح بخاری، الرقم:۵۷۰۷)

شادی سے قبل میڈیکل ٹیسٹ کی ضرورت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''(مسلم:الرقم:۴۵)

ایک اور جگہ فرمایا:

''بیمار (اونٹ) کو تندرست کے پاس نہ لے جاؤ۔''(صحیح بخاری، الرقم:۵۷۷۱)

مردوں کو میڈیکل ٹیسٹ کروانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ پتہ چل سکے کہ وہ نامرد تو نہیں۔مردوں کی جسمانی صحت کی سلامتی کے لئے ان کے اندر نکاح کی صلاحیت ہونا ضروری ہے۔اسی لئے حدیث مبارکہ میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں جو کوئی نکاح کی صلاحیت رکھے اسے شادی کرلینی چاہئے۔''

(صحیح بخاری، الرقم:۱۹۰۵)

نکاح کی استطاعت سے مراد سکونت اور شادی کے دیگر ضروری اسباب کی فراہمی ہے۔اس سے مراد جنسی قوت بھی ہے۔

جنسی طبی معائنہ کروانے کی وجوہات:

(۱) لڑکے کو اپنے عضو خاص کو چیک کروانا چاہئے کہ وہ سکڑا ہوا یا بالکل اندر تو نہیں دھنسا ہوا یا ابھی ختنہ تو نہیں ہونے والا کیونکہ لڑکے کا اگر ختنہ نہ ہوا ہو تو شادی کے بعد عورت میں مختلف بیماریاں پیدا کر سکتا ہے اور غیر مختون ہونے کی وجہ سے عضو خاص میں جراثیم اور میل کچیل نفرت کا باعث بنتے ہیں۔

(۲) اگر لڑکا کسی پوشیدہ مرض میں مبتلا ہو تو بروقت پتہ چلنے سے بروقت علاج ممکن ہو جاتا ہے۔

(۳) شادی سے پہلے اگر لڑکے نے طبی معلومات حاصل کی ہوں تو صحیح سلامت ازدواجی زندگی گزار سکتا ہے۔ اور وہ ازدواجی زندگی کے دوران ایسی حرکتوں سے اجتناب کرتا ہے جو اس کے لئے اس کی بیوی کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہیں۔

باب نمبر 3
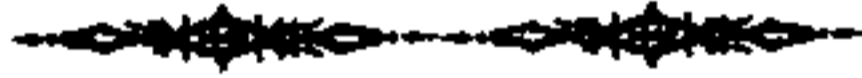
(الف) شادی کے دن کا تقرر

شادی کے دن کے تقرر کے لئے لڑکے کے گھر والے لڑکی کے گھر جاتے ہیں اور گھر کے بزرگ افراد باہمی مشاورت سے مناسب دن مقرر کر لیتے ہیں۔ عموماً لوگ دن مقرر کرتے وقت جاہلانہ شکوک وشبہات میں بھی مبتلا رہتے ہیں۔ ماہ صفر میں شادی کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے۔

ماہ صفر کو منحوس جاننا کیسا؟

ماہ صفر (محرم شریف کے مہینے کے بعد والا مہینہ) کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے۔ خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس (منحوس) مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔ اس کے علاوہ اپنی اپنی خاندانی اور برادری کی ریت و رسم کے مطابق دوسری بعض تاریخوں میں شادی کرنا منحوس اور نقصان دہ جانتے ہیں۔ یہ سب توہمات خلاف شریعت ہیں مہینے کی ہر ایک تاریخ میں شادی کرنا جائز ہے۔ (بہار شریعت ۱۰/۲۱۳)

لڑکی سے رائے لینا:

عموماً گھر کے بڑے افراد خود ہی مل کر کسی ایک دن کا تقرر کر لیتے ہیں جبکہ لڑکی کی رائے لینا بھی انتہائی ضروری ہے۔ گھر کی عورتوں کو چاہئے کہ وہ لڑکی سے اس کی پاکیزگی

کے دن پوچھیں اور پھر اس کی پاکیزگی کے دنوں میں شادی کا دن مقرر کریں۔
شادی عورت کی فطری ضرورت ہے اور اس کا مقصد مرد کو جنسی تسکین پہنچانا ہے تو شادی کا دن مقرر کرنے سے پہلے عورت کی رائے کو ضروری خیال کیا جائے اور پاکیزگی کے دنوں میں شادی کی جائے تاکہ شب زفاف میں بدمزگی نہ ہو۔

درسِ ہدایت:

ہمارے معاشرے میں یہ ایک قبیح رسم پائی جاتی ہے کہ جب لڑکے کے گھر والے لڑکی کے گھر دن مقرر کرنے جاتے ہیں تو لڑکی کے والدین ان کو کپڑے دیتے ہیں۔ لڑکے والوں کو چاہئے کہ وہ اس قبیح رسم کا بائیکاٹ کریں اور لڑکی والوں سے پیار و محبت کا رویہ رکھتے ہوئے انہیں اس رسم کی ادائیگی سے باز رکھیں۔ ان کی دلجوئی کریں اور کسی قسم کے مطالبات ان کے سامنے پیش نہ کریں کیونکہ وہ اپنے جگر کا ٹکڑا آپ کو دے رہے ہیں اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔

(ب) شادی......اور......رسم و رواج

شادی کا آغاز ہوتے ہی مختلف قسم کے رسم و رواج کا بھی آغاز ہو جاتا ہے۔ ہر قوم و خاندان اور قبیلے کے رواج اور طور طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ رسمیں عرفاً اپنائی جاتی ہیں۔ یہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب نہیں ہوتیں جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اسے ناجائز یا حرام نہیں کہا جا سکتا۔ کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا بھی زیادتی ہے۔

رسمیں ادا کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے ان میں کسی حرام فعل کو شامل نہ کیا جائے۔ بعض لوگ رسومات کی اس قدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز رسومات بھی اگر اس میں شامل کرنی پڑیں تو گریز نہیں کرتے۔ وہ رسومات جن میں حرام امور کو شامل کر لیا جائے وہ کسی صورت بھی جائز نہیں ہو سکتیں۔

جائز رسمیں

(i) قرآن خوانی اور محفل ذکر ونعت کا اہتمام:

دینی اور مذہبی گھرانوں کے لوگ شادی کے قریب قریب کے دنوں میں قرآن خوانی اور محفل ذکر ونعت کا اہتمام کرتے ہیں۔لڑکے لڑکی کی خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے دعائیں کرواتے ہیں۔غرباء ومساکین کو کھانا کھلاتے ہیں۔یہ نہ صرف اچھی بات بلکہ جائز اور مستحب عمل ہے۔کسی کام کے شروع کرنے سے پہلے اللہ کریم کا شکر ادا کرنا اور اس کام کی کامیابی کے لئے دعا کروانا خوش آئند بات ہے۔

(ii) دولہے کو مائیوں بٹھانا:

یہ ایک مشہور رسم ہے جس میں لڑکے کو مائیوں بٹھا دیا جاتا ہے۔

شرعی حقیقت:

شرعی طور پر دولہے کو مائیوں بٹھانے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔یہ محض ایک معاشرتی رسم ہے۔اگر اس میں خلاف شرع باتیں شامل نہ ہوں تو جائز ہے اور اگر اس میں خلاف شرع باتیں مثلاً بے پردگی،گانا بجانا،اختلاط مرد وزن وغیرہ ہو تو پھر یہ حرام ہوگی۔

دولہے کو ابٹن ملنا:

مفتی احمد یار خان رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ اگر دولہے کو خوشبو یعنی ابٹن ملا جائے تو کوئی حرج نہیں کہ یہ ابٹن ایک طرح کی خوشبو ہے اور خوشبو استعمال کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔لیکن ان کاموں کے ساتھ حرام رسمیں گانا بجانا،عورتوں ومردوں کا اختلاط بے ہودہ مذاق سب بند کر دیے جائیں۔(اسلامی زندگی ص:۲۶)

[illegible] ملنے کا حکم

[illegible] ۲۱ دن ابٹن ملنا جائز ہے اور کسی خوشی پر گڑ کی تقسیم اسراف نہیں

اور دولہا کی عمر نو دس سال کی ہو تو اجنبی عورتوں کا اس کے بدن پر ابٹن ملنا بھی گناہ و ممنوع نہیں۔ ہاں بالغ کے بدن میں نامحرم عورتوں کا ملنا ناجائز ہے اور بدن کو ہاتھ تو ماں بھی نہیں لگا سکتی یہ حرام اور سخت حرام ہے اور عورت و مرد کے مذاق کا رشتہ شریعت نے کوئی نہیں رکھا یہ شیطانی و ہندوانی رسم ہے۔ (فتاوی رضویہ)

گوشہ نشینی کی مذمت:

لڑکے کو مائیوں بٹھانے کے بعد عموماً یہ قید لگا دی جاتی ہے کہ وہ اب گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اور پھر بعض لوگ ان کے ساتھ چھری، چاقو رکھتے ہیں تاکہ ان کو بھوت نہ چمٹ جائے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں گھر سے باہر بھی نکل سکتے ہیں البتہ شام کو آیت الکرسی پڑھ کر خود پر دم کر لینا چاہئے۔

(iii) رسم تیل مہندی:

مختلف علاقوں اور برادریوں میں رسم تیل مہندی مختلف طریقوں سے ادا کی جاتی ہے۔ یہ رسم ایک عرصے سے ادا کی جا رہی ہے اگر اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو تو اس کے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

رسم تیل مہندی کے لوازمات:

بعض علاقوں میں یہ رسم اس طرح ادا کی جاتی ہے کہ لڑکے کے گھر والے لڑکی کے گھر مہندی لے کر جاتے ہیں اور پھر لڑکی کے گھر والے لڑکے کے گھر مہندی لے کر جاتے ہیں جبکہ بعض علاقوں میں محض قرب و جوار اور عزیز و اقارب کے لوگ ہی اس رسم میں شامل ہوتے ہیں۔ رات کے وقت نوجوان لڑکیاں اور چھوٹے بچے بچیاں ہاتھوں میں مہندی، موم بتیاں، قندیلیں اور پھلجھڑیاں وغیرہ پکڑ کر اور بھڑکیلے رنگ کے لباس زیب تن کر کے دولہے کے گھر جاتے ہیں۔ اس تقریب میں کھانے کا بھی خوب اہتمام کیا جاتا ہے۔

رسم مہندی کب ناجائز ہوتی ہے؟

رسم مہندی کے آغاز سے ہی اس میں بہت سے قبیح مرکبات شامل کر لئے جاتے ہیں جن کے باعث یہ رسم ناجائز امور میں شامل ہو جاتی ہے۔ مثلاً

☆...... بے پردگی کی انتہا ہوتی ہے۔

☆...... مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اختلاط ہوتا ہے۔

☆...... عورتیں بن سنور کر بے پردہ ہو کر مردوں کے سامنے جاتی ہیں۔

☆...... مخلوط ماحول میں بہت سی غیر اخلاقی باتیں رونما ہو جاتی ہیں۔

☆...... دولہے کو مہندی لگائی جاتی ہے جبکہ یہ ایک ناجائز فعل ہے۔

☆...... ناچ گانے، ڈھول باجے کا اہتمام کیا جاتا ہے جو کہ انتہائی قبیح اور غیر شرعی رسم ہے۔

ڈھول، بانسری توڑنے کا حکم ہے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک میرے رب نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور مجھے تمام جہانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے ڈھول اور بانسری توڑنے کا حکم دیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ۲/۳۳۲)

افسوس! صد افسوس!

سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جس فعل کو ختم کرنے کے لئے اس دنیا میں تشریف لائے مسلمان اسی مذموم فعل کو کرتے وقت عار محسوس نہیں کرتے۔ بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ خوشی کے موقع پر معاذ اللہ سب چلتا ہے۔ رسم تیل مہندی میں اگر گانا باجا شامل نہ ہو تو [illegible] سمجھا جاتا ہے۔ عورتیں غیر محرم مردوں کے سامنے ناچتی ہیں۔

[illegible]

فضول رسومات

(i) دعوتی کارڈ کی تقسیم:

شادی کے موقع پر ایک فضول رسم دعوتی کارڈ کی تقسیم ہے۔کوئی امیر ہو یا غریب خاص مہمانوں کو دعوت دینے کے لئے باقاعدہ دعوتی کارڈ تیار کروائے جاتے ہیں اور خاص طریقے سے ان کو تقسیم کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(ii) قمقمے روشن کرنا:

عموماً لوگ شادی کی تقریب کے لئے ہفتہ پہلے ہی گھروں میں قمقمے روشن کر دیتے ہیں۔بعض گھر کے اردگرد دور دور تک قمقمے روشن کرتے ہیں۔آرائشی محرابیں تیار کرواتے ہیں۔شادی سے پہلے بھی اور بعد میں بھی کئی روز تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔یہ انتہائی فضول رسم ہے اور محض دنیاوی چمک دمک کی خاطر پیسے کا ضیاع کیا جاتا ہے۔خواہ مخواہ بجلی خرچ کی جاتی ہے۔

(iii) گانا باندھنا:

دولہے کو اس کے ماموں گانا باندھتے ہیں جو دولہا بارات والے دن تک پہنے رکھتا ہے۔شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔یہ محض ایک فضول رسم ہے۔

ناجائز رسومات

(i) ڈھولکی اور گیت کا اہتمام:

شادی سے ایک ہفتہ پہلے ہی جاہل گھرانوں میں ڈھولکی اور گیت کا باقاعدہ اہتمام کر دیا جاتا ہے۔محلے یا رشتے کی عورتیں شادی والے گھر میں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں۔یہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ڈھول بجانا حرام اور پھر عورتوں کی گانے بجانے کی آواز کا نامحرموں تک پہنچنا بھی ناجائز ہے۔

جب عورتیں رات کو دیر تک بیٹھ کر عشق و ہجر و وصال کے گیت گاتی ہیں تو ایسے

بیہودہ اشعار پڑھنے اور سننے سے نوجوان لڑکیوں کا دبا ہوا جوش بھی ابھرتا ہے ان کے اخلاق و عادات متاثر ہوتی ہیں۔ ڈھولکی اور گیت کی یہ ناپاک رسم ہندوؤں کی ہے جو مسلمانوں کے احمق اور جاہل گھرانوں تک پہنچ گئی ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو بے ہودہ کلام خریدتے ہیں تاکہ بغیر سوجھ بوجھ کے لوگوں کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں۔ (پ:۲۱ لقمان:۶)

(ii) محفل موسیقی کے انعقاد کا رواج:

عصر حاضر میں شادی کے موقع پر ایک انتہائی قبیح رسم کا آغاز ہو گیا ہے کہ رات کو محفل موسیقی کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ایسی محفلیں منعقد کروانے والے ادارے بھی عروج پر ہیں۔ شہری علاقوں میں جدید بینڈز نوجوانوں میں اپنی آواز کا جادو جگاتے ہیں تو دیہاتی علاقوں میں بڑے بڑے جاگیردار اور زمیندار حضرات شادی کے موقع پر موسیقی اور مجرے کی محفلیں منعقد کرواتے ہیں۔ ایسی بے ہودہ روایات گناہ کبیرہ کے زمرے میں آتی ہیں۔

دف بجانے کی مشروط اجازت:

خوشی کے موقع پر دف بجانے کی مشروط اجازت دی گئی ہے کہ یہ کام صرف نابالغ چھوٹی بچیاں کریں۔ یہ کام قومی و ملی نغموں کے ساتھ، جن میں آباؤ اجداد کے قومی کارناموں یا ان کے خاندانی شرف وجد کا ذکر ہو۔ فلمی دھنوں پر عشقیہ اور بازاری قسم کے گانوں کا قطعاً کوئی جواز نہیں۔

حدیث کی روشنی میں گانے باجے کی مذمت

(i) دوآوازوں پر دنیاوآخرت میں لعنت:

دوآوازوں پر دنیاوآخرت میں لعنت ہے۔

(۱) نعمت کے وقت باجا (۲) مصیبت کے وقت چلانا

(الزواجرعن اقتراف الکبائر (اردو) ۲/ ۴۸۵، بحوالہ الکامل فی ضعفاء الرجال، ابن عدی، ۷/ ۷۹۹)

(ii) بروز قیامت کانوں میں سیسہ:

جو گانے والی کے پاس بیٹھے، کان لگا کر دھیان سے سنے تو اللہ عزوجل بروزِ قیامت اس کے کانوں میں سیسہ انڈیلے گا۔ (ایضاً، بحوالہ ابن عساکر، ۵۱/ ۲۶۳)

(iii) گانا، غیرت کو برباد کرتا ہے:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

''گانے باجے سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ یہ شہوت کو ابھارتے اور غیرت کو برباد کرتے ہیں اور یہ شراب کے قائم مقام ہیں۔ اس میں نشے کی سی تاثیر ہے۔''

(تفسیر درمنثور، ۶/ ۵۰۶، شعب الایمان، ۴/ ۲۸۰، الرقم: ۵۱۰۸)

(iv) گانے والے پر دو شیطان مسلط:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب بندہ گاتا ہے اللہ اس پر دو شیطان مسلط کر دیتا ہے جو اس کے کندھوں پر بیٹھ کر اس کے چپ ہونے تک اپنی ایڑھیوں سے اس کے سینے پر مارتے رہتے ہیں۔'' (تفسیرات احمدیہ، ص: ۶۰۱)

(iii) ناچ رقص کا رواج:

ایک انتہائی بے ہودہ اور ناجائز رسم یہ کی جاتی ہے کہ جل مہندی کی رسم کے بعد

رات کو دیر تک یا پھر پوری رات ناچ رقص، گانا بجانا، ڈھول تماشا جیسی بے ہودہ اور مذموم حرکات کی جاتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں ان لغویات و خرافات کی تردید اور مذمت کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود بھی لوگ ان بے ہودہ اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب نہیں کرتے۔ بلکہ ان قبیح و شنیع حرکتوں کو اپنانے کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔

ہیجڑے اور مخنث کی آمد:

بعض لوگ ہیجڑے اور مخنث کو لا کر اپنی محفلوں کو مزین و آراستہ کرتے ہیں حالانکہ ایسے مردوں پر لعنت کی گئی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ ایسے لعنت زدہ مردوں کو دعوت دے کر کثیر رقم خرچ کی جاتی ہے۔

رنڈیوں اور مراثنوں کا ناچ:

شادی کی تقریب میں رنڈیوں کا ناچ کرایا جاتا ہے جس سے معاشرے میں بے شمار خرابیاں جنم لیتی ہیں۔

ایک نامحرم عورت کو سب مرد بے پردہ دیکھتے ہیں...... یہ آنکھوں کا زنا ہے۔
اس کی شہوت انگیز آواز کو سنتے ہیں...... یہ کانوں کا زنا ہے۔
اس سے باتیں کرتے ہیں...... یہ زبان کا زنا ہے۔
بعض اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں...... یہ ہاتھوں کا زنا ہے۔
بعض اس کی طرف چل کر داد دیتے ہیں...... یہ پاؤں کا زنا ہے۔
بعض بدکاری بھی کر لیتے ہیں...... یہ اصل زنا ہے۔
اللہ کریم ہمیں ایسے گناہ کے کاموں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(۱۷) آتش بازی:

رسم مہندی کی رسم میں آتش بازی جیسی قبیح رسم کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے۔ عموماً [illegible] آتش بازی کی جاتی ہے جس سے اردگرد کے لوگوں کے آرام میں خلل پڑتا

ہے۔ یہ ایک قسم کا تخریبی بھونچال ہے۔ یہ حرام فعل اور مال کا ضیاع ہے۔ ایسا کرنے والے کو شیطان سے تشبیہ دی گئی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ○

اور اپنا مال فضول خرچی سے مت اڑاؤ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

(پ:۱۵، بنی اسرائیل:۲۶-۲۷)

درسِ ہدایت:

اللہ کریم نے انسان کو دولت عطا کر کے آزمائش میں ڈالا ہے کہ انسان اپنے رب کے عطا کئے ہوئے مال میں سے کہاں کہاں خرچ کرتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ فضول اور ناجائز کاموں میں مال و دولت خرچ کرنے کی بجائے اللہ کے راستے میں خرچ کرے۔ غریبوں اور ناداروں کی مدد کرے۔ شیطانی راستے کو چھوڑ کر اپنے عظیم رب کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو فضول خرچی سے روکیں۔ شیطانی کاموں سے باز رکھیں کہ ان کاموں میں نقصان ہی نقصان ہے۔

جان و مال کا ضیاع:

آتش بازی اور فائرنگ کے باعث قیمتی جانیں ضائع ہوسکتی ہیں۔ کسی کے ہاتھ پاؤں جل سکتے ہیں۔ اس فضول اور ناجائز رسم کی ادائیگی سے نہ صرف جان کا نقصان ہوتا ہے بلکہ مال بھی ضائع ہوتا ہے اور گھر خوشیوں کا گہوارہ بننے کی بجائے ماتم کدہ بن جاتا ہے۔

(۷) ویڈیو اور فوٹو گرافی:

شادی کے موقع پر ہمارے معاشرے میں ایک لازمی [illegible]

فوٹوگرافی تصور کی جاتی ہے جبکہ یہ ایک ناجائز فعل ہے۔عموماً مہندی سے لے کر رخصتی اور پھر ولیمے تک ایک ایک لمحے کو فلم میں محفوظ کیا جاتا ہے۔اس غیر شرعی رسم کے لئے ہزاروں روپے خرچ کر دیئے جاتے ہیں فلمی ریکارڈنگ میں مخلوط ماحول کے باعث انتہائی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بے پردہ اور بے ہودہ لباس پہنے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی میں مگن رہتے ہیں۔مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی دنیا و آخرت کو برباد کرنے کی بجائے اللہ سے ڈریں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزاریں۔

(ج) خلاف شریعت رسومات کے نقصانات

خلاف شریعت رسومات کے بے شمار نقصانات ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

(i)......خلاف شریعت رسومات کی ادائیگی سے گھر سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔پھر طرح طرح کے مسائل و مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ii)......ان رسموں کی ادائیگی میں مسلمان اپنا کثیر مال خرچ کر دیتے ہیں جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ مقروض ہو جاتے ہیں پھر قرض کی ادائیگی کرتے کرتے وہ بے گھر ہو جاتے ہیں۔

(iii)......مال کی بربادی کے ساتھ ساتھ اللہ عزوجل کی نافرمانی بھی ہوتی ہے۔

(iv)......شادی کے موقع پر جتنا مرضی اہتمام کیا جائے پھر بھی لوگ کھانے میں عیب نکال دیتے ہیں، پھر سوائے بدنامی کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

(v)......اسلامی قوانین کی خلاف ورزی کرنے کے باعث دنیا و آخرت تباہ ہو جاتی ہے۔

(vi)......[illegible] کی اولاد ایک سے زیادہ ہو تو وہ پہلے کی شادی کر کے ہی اتنا [illegible] بہت تنگی پڑتی ہے۔

(vii)……خلافِ شریعت رسومات کی ادائیگی سے گھر کے انتظامات کا سلسلہ متاثر ہو جاتا ہے۔

(د) دولہے کی تیاری……بیوٹی سیلون میں

موجودہ دور میں دولہا بھی بیوٹی سیلون میں تیار ہونے کے لئے جاتا ہے۔ یہ نئی اور فضول رسم معاشرے میں عام ہوتی جارہی ہے۔ دولہے بھی شادی سے پہلے میک اپ کرواتے اور سجنے سنورنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ فیشل، سکن پالش اور ہیئر ڈرائی کرواتے ہیں۔ خصوصی میک اپ کے بعد فوٹو سیشن کرواتے ہیں۔ یہ انتہائی قبیح اور غیر شرعی رسم ہے کہ دولہے محض دنیاوی داد وصول کرنے کے لئے اپنے حسن کو بڑھانے میں دن رات صرف کر دیتے ہیں لیکن اللہ کی رضا کے حصول کے لئے چند لمحے بھی نہیں نکالتے۔ اس طرح کے فضول کاموں میں اپنی رقم خرچ کرنے کی بجائے صدقہ وخیرات کریں تاکہ ان کی دنیا وآخرت میں ان کو فائدہ پہنچا سکیں۔ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دن رات کوشش کریں۔

داڑھی……مرد کا زیور ہے

اللہ رب العزت نے انسان کو بے شمار خصوصیات سے نوازا ہے ان میں سے ایک صفت اچھی صورت بھی ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ○

بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے (عقل وشکل کے اعتبار سے) بہترین اعتدال پر۔ (پ:۳۰، التین:۴)

یعنی انسان کو شکل وصورت، قد وقامت، عقلی وذہنی قوتوں، قلبی وروحانی صلاحیتوں سے متصف فرمایا ہے۔ انسان کے چہرے کو دیکھیں تو کان، ناک، ہونٹ، آنکھیں کس قدر

قرینے سے سجائے گئے ہیں پھر داڑھی سجا کر انسان کے چہرے کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

افسوس! صد افسوس!

آج کل نوجوان نسل اللہ کریم کے اس خوبصورت قرینے کو بدل ڈالنے کی کوشش میں ہیں کہ بیوٹی سیلون میں جا کر داڑھی کو منڈوا دیتے ہیں۔ انسان کے چہرے کی رونق اور حسن داڑھی میں ہے جسے غیر مسلموں کی تقلید کے باعث بے رونق کر دیا جاتا ہے۔ داڑھی موجب عزو شرف ہے مگر اب اسے باعث عار سمجھا جانے لگا ہے۔ آیئے داڑھی کے بارے میں فرامین مصطفیٰ پڑھیے اور اس کے فضائل سے داڑھی رکھنے کی نیت کیجئے۔

داڑھی بڑھانے کا حکم:

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو بہت کم کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، ۱/۱۲۹، ۳، جامع ترمذی ۲/۱۰۵، سنن ابو داؤد ۲/۲۲۱)

داڑھی منڈوانا حرام ہے:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"داڑھی منڈوانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندوؤں اور قلندروں کا طریقہ ہے اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑنا واجب ہے۔" (اشعۃ اللمعات، ۱/۲۲۸)

ایک مشت سے کم داڑھی کاٹنا حلال نہیں:

داڑھی جبکہ ایک مشت سے کم ہو تو اس کو کاٹنا کسی کے نزدیک حلال نہیں اور کل داڑھی کا صفایا کرنا یہ کام تو خلاف سنت ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصوم، ۳/۴۵۶)

داڑھی بڑھاؤ...... مشرکین کی مخالفت کرو:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو (اس طرح کہ) داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کتراؤ اور ایک روایت میں ہے مونچھوں کو خوب کم کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، ۴/۷۵، الرقم: ۵۸۹۳، صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، ص: ۱۵۴، الرقم: ۲۵۹،۵۴)

مردانگی و رعب کی یکتا نشانی
مسلم کے چہرے پر ہے جو زینت رسول کی

جاہل ہے وہ ترقی پسندی کا دعویدار
جو داڑھی مونڈ، بھولے وصیت رسول کی

کرنا نہ ترک اس کو دنیا کے واسطے
ورنہ رہے گی دل میں نہ الفت رسول کی

دنیا جو ترک کرتے ہیں سنت کے واسطے
ان کے لئے ہے خاص عنایت رسول کی

اس کے خلاف کرتے ہیں جو یا وہ گویاں
ہے دور کوسوں ان سے محبت رسول کی

داڑھی کے فوائد

داڑھی کا سب سے بڑا فائدہ:

داڑھی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل ہوتا ہے۔ داڑھی رکھنا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ نے اس کے بارے میں حکم فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنا اللہ کریم سے محبت کی علامت ہے۔

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝

آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) تم سے محبت فرمانے لگے گا اللہ اور بخش دے گا تمہارے

لئے تمہارے گناہ۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

(پ:۳، آل عمران:۳۱)

گویا داڑھی رکھنے والا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بن جاتا ہے اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟

داڑھی کے فوائد میں......ادیبوں کے اقوال:

شیخ ابو طالب مکی فرماتے ہیں کہ:

''بعض ادیبوں کا قول ہے کہ داڑھی بڑھانے میں کئی فوائد ہیں۔ مثلاً

(۱)......لوگوں کی نظر میں داڑھی والے کی عزت ہوتی ہے۔

(۲)......اس کو علمی اور باوقار شخصیت سمجھا جاتا ہے۔

(۳)......مجالس میں اس کی تعظیم کی خاطر اونچی اور نمایاں جگہ پر بٹھایا جاتا ہے۔

(۴)......سب لوگ اس کی بات زیادہ توجہ سے سنتے ہیں۔

(۵)...... جماعت وغیرہ میں اس کو آگے کیا جاتا ہے۔

(۶)...... جب کوئی شخص اس سے فحش کلامی کرتا ہے تو اس کی داڑھی دیکھ کر مخالف کو شرم آتی ہے اس طرح اس کی عزت بچ جاتی ہے۔

(قوۃ القلوب فی معاملۃ المحبوب، ۲/۱۴۳)

داڑھی منڈوانے کے طبی وسائنسی نقصانات

برلن یونیورسٹی کے نامور ڈاکٹر مور نے شیو (Shave)، بلیڈ (Blade) اور صابن پر برسوں تجربات کے بعد جو نتائج اخذ کئے ہیں درج ذیل ہیں۔

شیو سے جتنا زیادہ نقصان جلد کو پہنچتا ہے شاید ہی جسم کے کسی اور حصے کو پہنچتا ہو۔ دراصل شیو کا اثر جلد کو مسلسل رگڑتا رہتا ہے اور ہر آدمی کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ چہرے [illegible] کہ چہرے کے حسن اور نکھار میں کمی واقع نہ ہو۔ اب بار بار

ایک تیز استرے یا بلیڈ سے جلد کو چھیلا جاتا ہے جس سے چہرے کی جلد حساس (Sensitive) ہو جاتی ہے اور طرح طرح کے امراض کو قبول اور حصول کی صلاحیت پیدا کر لیتی ہے۔

کند استرا یا بلیڈ چہرے پر پھیرنے میں زیادہ طاقت استعمال کرنی پڑتی ہے جس سے جلد مجروح ہوتی ہے۔ یہ زخم آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔ لیکن ان کی جلن کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ جب جلد پر کوئی خراش آ جائے تو جراثیم کو داخلے کا ذریعہ مل جاتا ہے۔ اس طرح داڑھی مونڈوانے والا طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

چہرے پر پہلے معمولی پھنسیاں نکل سکتی ہیں۔ پھر (Impeigo) کے علاوہ ایک خصوصی جلدی سوزش جسے حجام کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یعنی Sycosis Barbac جیسی خطرناک جلدی مرض لگ سکتی ہے۔

اس کے علاوہ بعض ایسی خطرناک چھوتی امراض چہرے پر اور پھر اس کے ذریعے پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔

وہ امراض مندرجہ ذیل ہیں۔

چہرے کے مہاسے	Acne Vulgaris
چہرے کی جلد کی خشکی	Dandruf Seborrhoes
کیل اور چھائیاں	Acne Rosacea
ناک پر دانے کیل	Phinophyma
عام پھوڑے پھنسیاں	Boils
ایگزیما	Urticaria Allergy

(سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/۲۸۱۔۲۸۳)

(۵) شادی کی تیاریاں

(i) عروسی ملبوسات:

شادی کے دن کی تیاریوں میں تمام عزیز و اقارب اور اہل خانہ نہایت قیمتی ملبوسات تیار کرتے ہیں۔ دولہے کے لئے خصوصی عروسی جوڑا تیار کیا جاتا ہے۔ ایک دن کے لئے انتہائی قیمتی عروسی جوڑا خریدا جاتا ہے جبکہ کم قیمتی جوڑے سے بھی گزارا ہوسکتا ہے۔ سادگی اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ فیشن کی دنیا میں بھاگتے بھاگتے انسان کا اپنا ہی نقصان ہوتا ہے۔

(ii) دولہے کے لئے مستحب لباس کون سا ہے؟

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ بہت پسند ہے۔ اس لئے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے دولہے کے لئے مستحب ہے کہ وہ سفید لباس پہنے۔ زنانہ مشابہت رکھنے والا اور ریشمی لباس مرد کے لئے جائز نہیں ہے۔ اسی طرح سونے کی انگوٹھی بھی مرد کے لئے جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر چاندی کی انگوٹھی پہننا چاہے تو ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی انگوٹھی پہن سکتا ہے۔

(iii) مسہری کی تیاری:

دولہے کے دوست و احباب مل کر دولہے کے لئے حجرۂ عروسی تیار کرتے ہیں۔ دیہاتی علاقوں میں دولہے کے عزیز برادر یہ کام سرانجام دیتے ہیں جبکہ شہری علاقوں میں تزئین و آرائش کے باقاعدہ ادارے قائم ہیں جو مختلف ترکیبوں سے دولہے کے کمرہ خاص کو تیار کرتے ہیں۔ کمرے کو خوشبوؤں سے لبریز کر دیا جاتا ہے۔ یہ کمرہ بناوٹی پھولوں سے بھی سجایا جاتا ہے مگر اب تازہ پھولوں سے سجانے کا رواج عام ہو رہا ہے۔ اس طرح کے التزامات فضول خرچی کے زمرے میں آتے ہیں۔ اسراف سے اجتناب کرتے ہوئے اگر معمولی سجاوٹ پر ہی اکتفا کر لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(و) بارات کی روانگی

شادی کی تیاریاں مکمل ہونے کے بعد جب دولہا غسل کر کے عروسی جوڑا پہنتا ہے اور خوشبو وغیرہ کا استعمال کرتا ہے تو بارات کی روانگی کی تیاری کی جاتی ہے۔ بارات کی روانگی کے وقت بھی رسومات کی بھرمار ہوتی ہے۔ ان رسومات کا سرسری جائزہ درج ذیل ہے۔

بارات کی روانگی کی رسومات

(i) نوافل کی ادائیگی:

شادی کے دن جب دولہا سج دھج کر تیار ہو جاتا ہے تو اس وقت دو رکعت نفل ادا کرنے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ دولہا اپنے دوست واحباب کے ساتھ محلے کی مسجد میں جاتا ہے اور دو رکعت نفل نماز ادا کرتا ہے۔ نفل نماز پڑھنے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت نفل نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

روانگی سے پہلے نفلی نماز کی ادائیگی شرعی نہیں عرفی تعین ہے اس کو شرعاً لازمی قرار نہیں دیا جا سکتا کہ اگر اس وقت نفل نماز ادا نہ کی تو گناہ ہوگا۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ سراسر غلط ہے بلکہ اگر کوئی بارات کی روانگی سے قبل نفل نماز ادا نہیں کرتا تو شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

(ii) دربار پر جا کر دعا کرنا:

بعض علاقوں میں دولہے کو تیار کر کے اس کے دوست واحباب اور عزیز برادر اس کو کسی قریبی دربار پر لے جاتے ہیں اور اللہ کریم کے اولیاء کے صدقے دعائے خیر و عافیت مانگتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے مگر شادی کے موقع پر اس رسم کو لازمی قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ عرفاً ایسا کریں تو کوئی حرج نہیں۔ دربار پر حاضری کے دوران قبروں کی زیارت اور ولی کے مزار کے ادب واحترام کا خیال رکھنا انتہائی لازمی

ہے۔

(iii) رسم سہرا بندی:

بارات کے روانہ ہونے سے پہلے رسم سہرا بندی ادا کی جاتی ہے دولہے کے سر پر پھولوں یا موتیوں کا سہرا باندھا جاتا ہے۔شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ

فرمادیجئے، اللہ تعالیٰ کی زینت (آرائش) کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی ہے۔(پ:۸،الاعراف:۳۲)

کچھ علاقوں میں اس رسم کی ادائیگی کے وقت سہرا باندھنے والے کی طرف سے نیگ کے نام پر کچھ رقم کا مطالبہ کیا جاتا ہے اگر فریقین اس مطالبے پر راضی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں البتہ رقم نہ ملنے کی صورت میں ناراضگی کا اظہار کرنا سراسر غلط اور ناجائز ہے۔ اسی طرح اس رسم کو شرعاً لازمی سمجھ کر اس پر اصرار کرنا بھی غلط ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اس مسئلہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ایک مخترع (ایجاد کی ہوئی یعنی بنائی ہوئی) رسم ہے۔اسے ضروری سمجھنا ناجائز اور اگر اصرار حسد ناگواری تک ہو تو حرام ورنہ آپس کے معاملات ہیں جن میں شرع سے منع وارد نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ،۵/۷۱)

(iv) نوٹوں اور پھولوں کے ہار:

بارات کی روانگی سے پہلے دولہے کو نوٹوں کے ہار پہنانے کا رواج تھا مگر اب یہ رسم تقریباً ختم ہو چکی ہے۔چند علاقوں میں یہ رسم ادا کی جاتی ہے کہ دولہے کو نوٹوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں۔ہر کوئی اپنی حیثیت کے مطابق دو سو سے دس ہزار تک کے نوٹوں کے ہار پہناتا ہے۔گرمی کا موسم ہو یا سردی کا دولہے کو پھولوں کا ہار پہنایا جاتا ہے۔یہ ہار تازہ پھولوں کا بھی ہو سکتا ہے اور سجاوٹی پھولوں کا بھی ہار پہنانے میں شرعی طور پر کوئی مضائقہ

نہیں ہے۔

(v) گھوڑی چڑھانا:

سہرابندی یا ہار پہنانے کے بعد دولہے کو گھوڑی پر چڑھایا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں دولہے کو سجی ہوئی گاڑی میں بٹھایا جاتا ہے۔ جب دولہا گھوڑی پر بیٹھ جاتا ہے تو دولہے کی بہنیں گھوڑی کی لگام پکڑ کر بھائی سے پیسے مانگتی ہیں۔ یہ آپس کے لین دین کے معاملات ہیں اگر اس میں فریقین کی رضامندی ہو تو کوئی حرج نہیں البتہ پیسے نہ ملنے کی صورت میں دولہے کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

(vi) دولہے کا سربالا:

بعض علاقوں میں یہ رسم پائی جاتی ہے کہ دولہے کے بھتیجے یا بھانجے کو دولہے کا سربالا بنایا جاتا ہے اور اسے بھی خوبصورت اور قیمتی لباس پہنایا جاتا ہے۔ یہ شرعاً جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

(vii) فائرنگ:

بارات کی روانگی کے وقت دولہے کے دوست واحباب اور برادران فائرنگ کرتے ہیں اور دلہن کے گھر پہنچنے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ انار، پٹاخے چلائے جاتے ہیں۔ آتش بازی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ یہ سب ناجائز اور حرام ہے کہ اس سے جان و مال کا ضیاع ہوتا ہے۔ یہ ہندوؤں کی رسم دیوالی کی نقل ہے۔ اس سے اپنی جان کے ساتھ ساتھ دوسروں کی جان کو بھی خطرے میں ڈالا جاتا ہے۔ یہ ایک بری رسم ہے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

(viii) بینڈ باجے اور ناچ گانے کا اہتمام:

بینڈ باجے کا اہتمام شادی کے موقع پر ضروری خیال کیا جاتا ہے پھر اس سے بھی زیادہ یہ کہ ڈھول کی تھاپ پر دولہے کے دوست احباب رقص کرتے ہیں۔ یہ سب ناجائز اور انتہائی قبیح رسم ہے۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک راستہ میں تھا کہ آپ نے ایک باجے کی آواز سنی تو اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں لگالیں اور راستہ سے ہٹ گئے اور دوسری طرف چلنے لگے پھر دور جا چکنے کے بعد مجھ سے فرمایا، اے عبداللہ! کیا ماتم کچھ سن رہے ہو میں نے کہا نہیں تب آپ نے اپنی انگلیاں کانوں سے نکالیں۔

فرمایا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ نے بانسری کی آواز سنی تو یونہی کیا جو میں نے کیا۔ حضرت نافع فرماتے ہیں میں اس وقت چھوٹا تھا۔

(مشکوۃ شریف،۲/۴۱۱)

باب نمبر 4
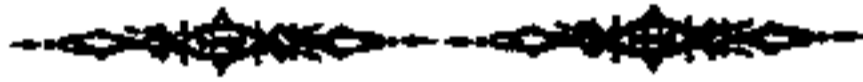
سنتِ نکاح

اللہ رب العزت نے غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کا نکاح کر دینے کا حکم قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے۔

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ ؕ

اور نکاح کرو جو تم میں سے بے نکاح ہیں۔تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے۔(پ۱۸:النور:۳۲)

(الف) نکاح کی اہمیت

(i) جنسی جذبے کی تکمیل:

انسان میں جنسی جذبہ آخری حدوں تک موجود ہے۔فطری طور پر انسان میں جنسی میلان کی کشش پائی جاتی ہے۔اسلام میں اس جذبے کی تکمیل کے لئے نکاح کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ

وہ (خدا ہے) جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک نفس سے اور بنایا اس کا ایک جوڑا تاکہ اطمینان حاصل کرے اس (جوڑے) سے۔

(پ:۹،الاعراف:۱۸۹)

(ii) شادی شدہ حالت میں اللہ سے ملاقات:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میری عمر میں دس روز بھی باقی ہوں گے تو میں نکاح کرنا پسند کروں گا کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کروں کہ میں غیر شادی شدہ ہوں۔ (احیاء العلوم الدین،۲/۲۴۔۲۱)

(ii) نیک بیوی دنیا کی بہترین متاع ہے:

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا استعمال کا سامان ہے اور اس کی بہتری متاع وہ بیوی ہے جو آخرت کے کاموں میں اپنے شوہر کی مددگار ہو۔ مسکین ہے وہ آدمی جس کی بیوی نہ ہو اور مسکین ہے مسکین ہے (بے یارومددگار ہے) وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو (بے نکاح ہونا بھی بڑی مصیبت ہے)۔ (الترغیب والترہیب،۲/۳۳)

(iii) شادی سے عبادت کی تکمیل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''جب تک انسان شادی نہ کرے اس کی عبادت مکمل نہیں ہوتی۔ حضرت ابن عباس کا ارادہ یہ تھا کہ انسان شادی کے بغیر وساوس شہوانیہ سے محفوظ نہیں رہتا اور جب تک وساوس شہوانیہ سے دل محفوظ نہیں ہوگا۔ خضوع و خشوع سے عبادت نہیں کرے گا۔'' (احیاء العلوم الدین،۲/۲۴۔۲۱)

(iv) شرمگاہ کی حفاظت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو نکاح کی قوت رکھتا ہو اسے شادی کر

لینی چاہئے کیونکہ یہ آنکھوں کو نیچا رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں زیادہ اہمیت کی حامل ہے اور جو نکاح کی قوت نہ رکھتا ہو۔ اس پر روزے رکھنے ضروری ہیں کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کم کرنے کا ذریعہ ہے۔

(سنن نسائی، ۶/۵۷،۵۶، صحیح بخاری، ۹/۱۰۶، صحیح مسلم، ۹/۱۷۲)

(ب) نکاح کی فضیلت

(i) نکاح سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

حضرت عبید بن سعد، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ فِطْرَتِیْ لِیَسْتَنَّ بِسُنَّتِیْ وَ مِنْ سُنَّتِیْ النِّکَاحُ

جو میرے طریقے سے محبت رکھتا ہے اسے میری سنت پر چلنا چاہئے اور نکاح کرنا میری سنت میں سے ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ، الرقم: ۲۷۴۸، مجمع الزوائد: ۴/۲۶۲)

(ii) نکاح رسولوں کی سنت ہے:

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ: اَلْحَیَآءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ

چار چیزیں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں کی سنت ہیں۔

(۱)......حیاء

(۲)......خوشبو لگانا

(۳)......مسواک کرنا

(۴)......نکاح

(سنن ترمذی، کتاب النکاح، الرقم: ۱۰۸۰)

(iii) نیک عورت بہترین نفع ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا عارضی نفع کا سامان ہے اور اس میں بہترین نفع کی چیز نیک عورت ہے۔''

(صحیح مسلم، الرقم: ۱۴۶۷، سنن نسائی، الرقم: ۳۲۳۲، سنن ابن ماجہ، الرقم: ۱۸۵۵)

نکاح کی ضرورت

(i) فطری ضرورت کی تکمیل:

انسان میں پائے جانے والے جنسی میلان سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ہی اس سے نظریں چرائی جا سکتی ہیں۔ انسان (مرد و عورت) میں جنسی میلان اس قدر پایا جاتا ہے کہ اسے دبانے کی کوشش اسے برگشتہ اور ٹیڑھا کر دیتی ہے۔ انسان کی اسی فطری ضرورت کے پیش نظر اللہ کریم نے نکاح کا حکم دیا تاکہ وہ اس جذبے کا غیر فطری طریقوں سے اظہار کر کے دائمی بدبختی کی دلدل میں گرنے سے محفوظ رہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ

اور نکاح کرو جو پسند آئیں (ان کے علاوہ دوسری) عورتوں سے دو دو، تین تین، چار چار۔ (پ: ۴، النساء: ۳)

(ii) عفت و پاکدامنی کی ضمانت:

نکاح شدہ مرد و عورت کو معاشرے میں عفت و پاک دامنی کی ضمانت حاصل ہوتی ہے۔ تن تنہا زندگی گزارنے والے شخص کو معاشرے میں گندی اور مشکوک نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کو عیاش بدمعاش سمجھ کر ان کی نیت پر شک کیا جاتا ہے۔ اس لئے نکاح کرنے کی انتہائی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا:

ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ تَعَالٰى عَوْنُهُمْ : اَلْمَكَاتِبُ يُرِيْدُ الْاَدَآءَ ، وَالنَّاكِحُ يَبْغِي الْعَفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ

تین شخص ہیں جن کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ پر حق ہے۔

(۱)......مکاتب غلام جو اپنی رقم کو ادا کرنا چاہتا ہے۔

(۲)......عفت و پاک دامنی کی نیت سے شادی کرنے والا۔

(۳)......اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

(سنن نسائی،۶/۶۱، سنن ترمذی،۵/۲۹۶، سنن ابن ماجہ،۲/۱۰۵)

(iii) معاشی کامیابی کے لئے:

ارشادِ خداوندی ہے:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

اور نکاح کر دیا کرو جو بے نکاح ہیں تم میں سے اور جو نیک ہے تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے۔ اگر وہ تنگدست ہوں (تو فکر نہ کرو) غنی کر دے گا انہیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہمہ دان ہے۔

(پ۱۸، النور:۳۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَزَوَّجَ ثِقَةً بِاللهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ عَلَى اللهِ اَنْ يُّعِيْنَهٗ وَاَنْ يُّبَارِكَ لَهٗ

جو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہوئے ثواب کی نیت سے شادی کر لے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کی (ہر طرح سے) مدد کرے اور شادی میں برکت عطا فرمائے۔ (مجمع الزوائد،۴/۴۷۲)

(د) حق مہر

نکاح کے بعد حق مہر عورت کو دیا جاتا ہے۔ جو مرد کے ذمہ ہوتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں عورتوں کے حق کا کس درجہ اہتمام کیا گیا ہے کہ مرد اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لئے چھوٹی بڑی رقم عورت کو دے۔ قرآن کریم میں بار بار مختلف عبارتوں اور اسلوبوں میں حق مہر کی ادائیگی کی تاکید کی گئی ہے۔

حق مہر اور فرمانِ الٰہی:

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا۝

اور عورتوں کو ان کے حق مہر خوش دلی سے ادا کیا کرو۔ پھر اگر وہ اس (مہر) میں سے کچھ تمہارے لئے اپنی خوشی سے چھوڑ دیں تو تب اسے (اپنے لئے) سازگار اور خوشگوار سمجھ کر کھاؤ۔ (پ:۴، النساء:۴)

حق مہر اور فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کچھ مہر ادا کردو۔ عرض کی: میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا: تمہاری تانت والی ذرّہ کہاں ہے؟

چنانچہ آپ نے وہی ذرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی۔

(سنن ابی داود، کتاب النکاح، الرقم: ۲۱۲۵)' (سنن نسائی، کتاب النکاح، الرقم: ۳۳۷۷، ۳۳۷۸)

حق مہر عورت کا حق ہے:

مرد عورتوں کی ضروریات کے کفیل ہوتے ہیں۔ جب وہ مہر کی صورت میں

ڈھیروں مال دے چکے ہوں تو واپس نہ لیں کیونکہ یہ عورت کا حق ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تب بھی اس میں سے کچھ مال واپس نہ لو کیا تم بہتان تراشی کے ذریعے اور کھلا گناہ کر کے وہ مال واپس لوگے۔

(پ:۴، النساء:۲۰)

حق مہر ادا نہ کرنے والا......زنا کار کے روپ میں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تھوڑے یا زیادہ جس قدر مہر پر بھی کسی عورت سے نکاح کیا اور اندر سے یہ تہیہ کر لیا کہ بیوی کے اس حق کو ادا نہیں کرے گا تو یہ اس (عورت) کو دھوکا دینا ہوگا اور اگر اس نے اس حق کو ادا نہ کیا اور مر گیا تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے زنا کار کے روپ میں پیش ہوگا۔

(المعجم الصغیر،۱/۴۳، المعجم الاوسط، الرقم:۱۸۵۱)

از روئے شریعت حق مہر کا حکم:

وہ معین رقم جس کی ادائیگی از روئے شریعت، شوہر پر واجب ہو، اصطلاح شرح میں اسے مہر کہتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں مہر کا التزام اس حد تک کیا گیا ہے کہ اگر نکاح مین مہر کا ذکر ہی نہ ہو یا اس کی مقدار مقرر نہ کی گئی ہو یا نفی کر دی گئی ہو اور اس نفی پر مرد و عورت دونوں راضی ہوں کہ نکاح بلا مہر قبول کیا تو اس صورت میں بھی مہر واجب قرار پائے گا۔

مہر کی شرعی مقدار:

مہر شرعی وہی ہے جس پر فریقین نکاح کا آپس میں اتفاق ہو جائے۔ شریعت نے

اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ اسے فریقین کی باہمی رضامندی پر چھوڑا ہے اور اس میں مختلف مالی حیثیتوں کے افراد کے لئے کم یا زیادہ کی گنجائش رکھی ہے۔

بس شرط یہ ہے کہ محض کسی دباؤ میں رکھنے کے لئے بھاری مہر مقرر نہیں کرنا چاہئے جب کہ نظریہ یہ ہو کہ کس کو لینا ہے اور کس کو دینا ہے کیونکہ یہ سوچ شریعت کی منشا اور روح کے خلاف ہے۔ ادا کرنے کی نیت بھی ہو اور ادا کرنا بھی چاہئے۔

البتہ حدیث پاک میں کم از کم مہر کی مقدار دس درہم (یعنی تقریباً 30.618 گرام چاندی یا اس کی قیمت) مقرر کی گئی ہے۔

مہر کی اقسام

مہر کی تین اقسام ہیں:

۱.....مہر معجل

۲.....مہر مؤجل

۳.....مہر مؤخر

(۱).....مہر معجل:

مہر معجل رخصت سے پہلے دینا قرار پایا جاتا ہے۔ اس لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کرے، رخصت نہ ہو۔ اور اگر رخصت ہو گئی تو اسے اب بھی اختیار ہے کہ جب چاہے مطالبہ کرے بلکہ مہر معجل وصول کرنے کے لئے عورت اپنے آپ کو شوہر سے روک سکتی ہے۔ اگرچہ اس سے پیشتر عورت کی رضامندی سے خلوت و وطی ہو چکی ہو۔ یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جب تک وصول نہ کرے۔

(۲).....مہر مؤجل:

دوسرا حق مہر مؤجل ہے۔ جس کی میعاد قرار پائی ہو کہ دس برس یا بیس برس یا پانچ دن کے بعد ادا کیا جائے گا۔ تو جب تک وہ میعاد نہ گزرے عورت کو مطالبہ کا اختیار نہیں اور میعاد گزرنے کے بعد ہر وقت مطالبہ کر سکتی ہے۔

(۴)......مہر مؤخر:

مہر مؤخر وہ ہے کہ نہ پیشگی کی شرط ٹھہری ہو نہ کوئی میعاد معین کی گئی ہو یونہی مطلق و مبہم طور پر باندھا ہو جیسا کہ آج کل یونہی باندھتے ہیں۔ اس میں تاوقتیکہ موت یا طلاق نہ ہو عورت کو مطالبہ کا حق نہیں۔

ضروری مسئلہ:

یہ جو بات عوام میں مشہور ہے کہ مہر ادا کئے بغیر عورت کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ محض غلط ہے۔

(ہ) رسومات......بعد از نکاح

(۱)......مبارکباد دینا:

نکاح کے بعد دولہا کو اس کے عزیز برادران اور دوست احباب مبارکباد دیتے ہیں اور دولہن کو گھر کی عورتیں اور سہیلیاں مبارکباد دیتی ہیں۔

(۲)......چھوہارے لوٹانا:

نکاح کے بعد چھوہارے لوٹانے میں کوئی حرج نہیں۔ چھوہارے لوٹاتے ہوئے دھما چوکڑی، دھینگا مستی اور آپس میں ایک دوسرے سے تکلیف پہنچنے کا امکان ہو تو چھوہارے نہ لوٹائے جائیں۔ کیونکہ چھوہارے لوٹانے پر عموماً لوگ بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے غیر اخلاقی حرکتیں کرتے ہیں۔ آج کل جو طریقہ رائج ہے کہ چھوہاروں کو پلاسٹک وغیرہ کی تھیلیوں میں بند کر کے تقسیم کرتے ہیں ایسا کرنا جائز ہے اور کوئی ہنگامہ بھی برپا نہیں ہوتا۔

(۳)......دودھ پلائی کی رسم:

دودھ پلائی کی رسم میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ نکاح کے بعد عورتیں بالخصوص سالیاں بے پردہ دولہے کے گرد جمع ہو جاتی ہیں اور ہنسی مذاق کرتی ہیں۔ پھر مختلف تدبیریں کر کے

دودھ میں کوئی تکلیف دہ چیز شامل کر کے دولہے کو پلایا جاتا ہے اور نازیبا حرکات کے باعث دولہے کو شرمسار کیا جاتا ہے۔ یہ سب خرافات ہیں۔

اگر مذکورہ بالا خرافات سے اجتناب کرتے ہوئے یہ رسم کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر بہتر یہی ہے کہ ایسی فضول اور بے حیائی پر مبنی رسمیں نہ کی جائیں۔

(۴)......سلامیوں کی شرعی حیثیت:

شادی پر دولہا، دولہن کو جو پیسے دیئے جاتے ہیں اسے سلامی (نیوتا) کہتے ہیں۔ سلامیاں دینے کی دو صورتیں ہیں۔

۱......سلامی بطور قرض

۲......سلامی بطور ہدیہ

بطور قرض:

قرض کی صورت میں جو سلامی دی جاتی ہے اسے باقاعدہ لکھ لیا جاتا ہے اور واپسی نہ ہونے پر مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ایسا برادری والے نظام میں ہوتا ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: اب جو نیوتا دیا جاتا ہے وہ قرض ہے اس کا ادا کرنا لازم ہے اگر رہ گیا تو مطالبہ رہے گا اور بغیر اس کے معاف کیے معاف نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ،۱۱/۲۵۶)

بطور ہدیہ:

جن علاقوں میں برادری نظام نہیں ہوتا یا پھر برادریوں کی طرف سے مطالبہ ہوتا وہاں سلامیاں بطور ہدیہ دی جاتی ہیں۔

درسِ ہدایت:

خوشی وغمی کے موقع پر عزیز واقارب، رشتہ دار، دوست احباب ایک دوسرے کو پیسے دیتے ہیں۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ لینے دینے کا نظام بطور قرض نہیں ہونا چاہئے کیونکہ جب اس کو قرض تسلیم کر لیا جائے تو پھر ہر حال میں ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس

قرض سے جان چھڑانے کا حل صرف یہ ہے کہ جو شخص سلامی دینے آئے اسے صاف لفظوں میں کہہ دیں کہ وہ یہ پیسے بطور امداد دے دے۔

اگر ممکن ہوا تو ان کی تقریب میں امداد کروں گا مگر بطور قرض نہیں لینا چاہتا۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص دے گا تو وہ اس کے ذمے قرض نہ ہوگا۔

(و) دولہا کی گھر میں واپسی پر رسومات

(۱)

لڑکی اپنے گھر سے رخصت ہو کر اپنے والدین کے گھر سے اپنے سسرال پہنچ جاتی ہے۔ یہاں بھی کچھ رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ آیئے ان رسومات کا ناقدانہ جائزہ لیتے ہیں۔ ان کی شرعی حیثیت معلوم کریں۔

(۲) دہلیز پر تیل ڈالنا:

دلہن جب رخصت ہو کر لڑکے والوں کے گھر آتی ہے تو دہلیز پر تیل ڈالا جاتا ہے یہ جائز نہیں بلکہ اسراف ہے۔

(۳) ایک جاہلانہ رسم:

جب دلہن، دولہا کے گھر جاتی ہے تو ایک انتہائی جاہلانہ رسم ادا کی جاتی ہے کہ دلہن دروازے میں رک کر کچھ مطالبہ کرتی ہے جو نہایت گھٹیا اور معیوب حرکت ہے۔ پھر دلہن کے سر پر دودھ یا پانی کا برتن سات مرتبہ گھمانا جو کہ جاہلوں کا طریقہ کار ہے۔

(۴) منہ دکھائی رسم:

جب دلہن پہلی مرتبہ اپنے والدین کے گھر سے رخصت ہو کر سسرال پہنچتی ہے تو دلہن کو ایک الگ کمرے میں بٹھا دیا جاتا ہے اور محلے، پڑوس اور رشتہ کی عورتوں کو دعوت دی جاتی ہے اور دلہن کی منہ دکھائی کی رسم کی جاتی ہے۔ عورتیں یکے بعد دیگرے آتی ہیں اور دلہن کا چہرہ دیکھتی ہیں اور کچھ رقم ہدیہ کے طور پر دلہن کے ہاتھ میں رکھ دی جاتی ہے۔

اس رقم کا بھی وہی حکم ہے جو سلامیاں دینے کا ہے۔ یعنی تحفے تحائف کے طور پر دیا جائے تو ٹھیک ہے۔

اس رسم میں عموماً پردے کا خیال نہیں رکھا جاتا اور بعض رشتے دار مرد اور شریر لڑکے بھی دلہن کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ لہٰذا گھر کے سرپرست کو چاہئے کہ اس رسم میں بے پردگی نہ ہونے دیں۔

گود بٹھائی کی رسم:

منہ دکھائی کی رسم کے بعد گود بٹھائی کی رسم کی جاتی ہے۔ کسی کا بچہ دلہن کی گود میں بٹھایا جاتا ہے۔ تاکہ دلہن کی گود بھی ہری ہو اور دلہن بانجھ نہ ہو۔ اب تو نوبت یہاں تک آ پہنچتی ہے کہ اگر کوئی چھوٹا بچہ نہ ملے تو دیور یا جیٹھ کو دلہن کی گود میں بٹھا دیا جاتا ہے اور دلہن سے کوئی تحفہ لئے بغیر گود کو نہیں چھوڑتا۔ یہ رسم غیرت کا جنازہ نکالنے کے مترادف ہے۔ اس غیر شرعی رسم سے اجتناب کرنا چاہئے۔

(ز) جہیز......ایک مذموم حرص ہے

لڑکی کے والدین اپنی بیٹی کو ضروریات زندگی کا جو سامان اپنی حیثیت کے مطابق دیتے ہیں اسے جہیز کہا جاتا ہے۔ جہیز کا مروجہ طریقہ شریعت اسلامیہ کے بالکل خلاف ہے۔ عموماً لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جو قابل مذمت ہے۔ موجودہ زمانے میں جہیز ایک مذموم حرص کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔

لڑکی کے والدین پر اضافی بوجھ:

آج کل یہ طریقہ رائج ہے کہ لڑکے والے مخصوص چیزوں کی ڈیمانڈ کرتے ہیں نہ ملنے پر انہیں رشتے سے جواب دے دیتے ہیں ایسا کرنا ناجائز ہے۔

مفتی عبد المصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ جہیز میں سامان کا دینا یہ ماں باپ کی محبت و شفقت کی نشانی ہے اور ان

کی خوشی کی بات ہے۔ ماں باپ پر لڑکی کو جہیز دینا فرض یا واجب نہیں ہے۔ لڑکی اور داماد کے لئے ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ زبردستی ماں باپ کو مجبور کر کے سامان جہیز وصول کریں۔ ماں باپ کی حیثیت اس قابل ہو یا نہ ہو مگر جہیز میں اپنی پسند کی چیزوں کا تقاضا کرنا اور ان کو مجبور کرنا کہ وہ قرض لے کر بیٹی اور داماد کی خواہش پوری کریں یہ خلاف شریعت بات ہے۔

بلکہ آج کل ہندوؤں کے تلک جیسی رسم مسلمانوں میں چل پڑی ہے کہ شادی طے کرتے وقت ہی یہ شرط لگا دیتے ہیں جہیز میں فلاں فلاں سامان اور اتنی اتنی رقم دینی پڑے گی۔ چنانچہ بہت سے غریبوں کی لڑکیاں اس لئے بیاہی نہیں جا رہیں کہ ان کے ماں باپ لڑکی کے جہیز کی مانگ پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ رسم یقیناً خلاف شریعت ہے اور جبراً قہراً ماں باپ کو مجبور کر کے زبردستی جہیز لینا یہ ناجائز ہے۔ لہٰذا مسلمان پر لازم ہے کہ اس اضافی بوجھ کو لڑکی کے والدین پر نہ ڈالیں۔ اور اس بری رسم کو ہر صورت ختم کریں۔ (جنتی زیور، ص:۱۱۱)

حرص و لالچ کرنے والا بدتر شخص ہے:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بدتر ہے وہ بندہ جس کا رہنما حرص ہو، بدتر ہے وہ بندہ جس کو خواہشات راہِ حق سے بھٹکا دیں، بدتر ہے وہ بندہ جس کا شوق اور رغبت اس کو ذلیل و خوار کر دے۔''

(سنن ترمذی،۴/۲۰۳، الرقم:۲۴۵۶)

باب نمبر 5
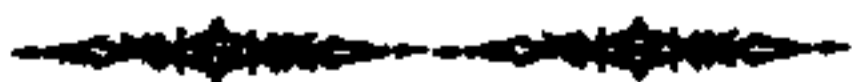
(الف) شب زفاف

شب زفاف اس رات کو کہتے ہیں جس میں دولہا، دلہن نکاح کے بعد عملاً ایک دوسرے سے لطف اندوز ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ یہ اعلان گانے باجے، اختلاط مرد و زن، محفل موسیقی کے انعقاد، ہلڑ بازی اور ہٹر بونگ مچاتے ہوئے کرنے کی بجائے مسنون طریقے سے کرنا چاہئے۔ یہ اعلان جائز اور مسنون طریقے سے خوشی خوشی کرنا چاہئے۔

یحییٰ بن سلیم کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حاطب سے کہا:

''میں نے دو عورتوں کے ساتھ شادی کی اور کسی ایک کے ہاں بھی کوئی آواز نہیں تھی۔ یعنی گانے اور دف کی آواز تو محمد کہنے لگے: دف کی آواز حلال اور حرام کے درمیان فرق کرتی ہے۔''

(سنن ترمذی، الرقم: ۱۰۸۸، سنن نسائی، الرقم: ۳۳۶۹)

(i) خوشبو...... باہمی محبت کا ذریعہ ہے:

خوشبو استعمال کرنے سے میاں بیوی میں باہمی محبت، الفت، چاہت اور پسندیدگی پیدا ہوتی ہے۔ شب زفاف میں جب میاں بیوی ایک دوسرے سے ملنے سے پہلے خوشبو لگا لیں تو ان میں خوشی اور محبت کے جذبات ابھرتے ہیں۔ خوشبو کی قوت تاثیر سے ان میں ہیجان خیزی اور احساس قربت پیدا ہوتا ہے۔

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہاری اس دنیا میں مجھے عورتیں اور خوشبو محبوب ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' (سنن نسائی، الرقم: ۳۹۴۰، مسند احمد، ۳/۲۸۵)

(ii) آرائش وزیبائش کا اہتمام:

جس طرح بیوی اپنے شوہر کے لئے زیورات اور عمدہ لباس پہنتی ہے اور خوب آرائش کر کے اپنے شوہر کے دل میں جگہ بناتی ہے اسی طرح شوہر کو بھی چاہئے کہ اپنی بیوی کے لئے خوب آرائش وزیبائش کا اہتمام کرے، صفائی ستھرائی اور عمدہ لباس کے ساتھ خوب آراستہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں داخل ہوتے تو کس کام سے ابتداء کرتے؟ آپ نے جواب دیا:

''مسواک کے ساتھ''۔ (صحیح مسلم، الرقم: ۲۵۳)

عورت کا بھی اپنے شوہر کے لئے زیب وزینت اور بناؤ سنگھار کرنا، بجنا سنورنا مرد کی شہوت کو ابھارتا ہے۔ اس کی آنکھوں کو بھرنے، عورت کے محاسن کو کھولنے اور الفت و محبت کو دوام بخشتا ہے۔

(iii) ظاہری وباطنی گناہوں سے توبہ:

شب زفاف مرد وعورت کی نئی زندگی کے آغاز کی رات ہوتی ہے۔ میاں بیوی کو چاہئے کہ وہ شب زفاف میں اپنے تمام ظاہری اور باطنی گناہوں سے توبہ کریں۔ اپنی شادی کو اپنے دین کی تکمیل کا ذریعہ بنائیں۔

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''جس نے شادی کی تو اس کا آدھا دین مکمل ہو گیا۔ لہٰذا اسے باقی نصف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔''

(الترغیب والترہیب، ۲/۱۹۲)

(iv) بیوی کی پیشانی کو پکڑ کر برکت کی دعا کرنا:

حدیث پاک میں ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی جب کسی عورت سے نکاح کرے تو اس کی پیشانی (سر کے اگلے حصے) کو پکڑ کر اللہ رب العزت کا نام لے (بسم اللہ پڑھے) اور برکت کی دعا کرے''۔

اور یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِهَا وَ خَیْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ

''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور وہ بھلائی جو اس کے اندر پیدا کی گئی اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس کے ساتھ پیدا کی گئی ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، الرقم: ۲۱۶۰، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، الرقم: ۱۹۱۸)

(v) میاں بیوی کا ایک ساتھ نماز پڑھنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نصیحت کی۔ اس نے ایک کنواری لڑکی سے شادی کی تھی لیکن اسے اندیشہ تھا کہ لڑکی اس سے بغض رکھے گی۔ آپ نے فرمایا: جب تو اس کے پاس جانا تو اسے دو رکعت نماز پڑھنے کے لئے کہنا پھر یہ دعا پڑھنا۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْ اَهْلِیْ وَ بَارِكْ لَهُمْ فِیَّ اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَیْنَنَا مَا جَمَعْتَ بِخَیْرٍ وَ فَرِّقْ بَیْنَنَا اِذَا فَرَّقْتَ بِخَیْرٍ

''اے اللہ میرے اہل و عیال میں برکت فرما اور ان کے لئے میرے اندر برکت دے اے اللہ جب تک ہمیں یکجا رکھ خیر اور بھلائی کے ساتھ اکٹھا رکھ

اور جب ہمیں علیحدہ فرما خیر اور بھلائی کے ساتھ علیحدہ فرما۔"

(المعجم الاوسط، الرقم:۸۰۱۸)

فائدہ:

عورت اپنے والدین کے گھر سے رخصت ہو کر جب شوہر کے گھر آتی ہے تو فطری طور پر وہ خوف، دہشت اور اجنبیت محسوس کرتی ہے۔ جب دونوں میاں بیوی ایک ساتھ نماز ادا کریں گے اور دعا کے ساتھ شب زفاف کا آغاز کریں گے تو یقیناً وہ دونوں ایک دوسرے سے انسیت محسوس کرتے ہوئے قربت کا اظہار کریں گے۔

(vi) جماع سے پہلے دعا پڑھنا سنت رسول ہے:

جماع سے پہلے دعا پڑھنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ امام بخاری حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر کوئی اپنی اہلیہ کے پاس جماع کے لئے آئے اور یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِیَ الشَّیْطَانَ، وَ جَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

اللہ کے نام سے، اے اللہ! مجھے اور جو تو مجھے عطا کرے، اس کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھنا، پھر اگر ان کی قسمت میں (اس ملاپ کے نتیجے میں) اولاد ہوئی تو شیطان کبھی اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

(صحیح بخاری، الرقم:۵۱۶۵، صحیح مسلم، الرقم:۱۴۳۴)

فائدہ:

جو کام بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اس میں برکت ہوتی ہے۔ اس لئے جماع کرنے سے پہلے بھی اللہ کے نام کی برکت حاصل کرنی چاہئے اور شیطان سے پناہ مانگنی چاہئے۔ شیطان کسی بھی وقت انسان سے دور نہیں رہتا۔ اس لئے جماع سے پہلے اللہ کا ذکر کرنا چاہئے تاکہ اللہ کے نام کی برکت سے شیطان کے شر کا خوف دور ہو جائے۔

(vii) مجامعت سے پہلے دل لگی کرنا:

شوہر کو چاہئے کہ وہ اچانک ہی مباشرت نہ شروع کر دے بلکہ پہلے بیوی کو مس کرے۔ اس کے ساتھ معانقہ کرے۔ بوس کنار کرے، اس کے ساتھ دل لگی اور اٹھکیلیاں کرے۔ دلہن کے ساتھ محبت بھری باتیں کرے۔ اچھی دل پسند باتوں کے ذریعے بے تکلفی پیدا کرے۔

میاں بیوی میں محبت یا نفرت پیدا کرنے میں شادی کی پہلی رات کا بہت اثر ہوتا ہے۔ دولہا، دلہن کی گفتگو ایسی ہونی چاہئے کہ جس سے وہ ایک دوسرے کو پسند کرنے لگیں اور ایک دوسرے کے جذبات سے واقف ہو جائیں۔

دولہا کو چاہئے کہ وہ کھانے پینے کی چیز بیوی کو پیش کرے۔

حضرت اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بناؤ سنگھار کیا۔ پھر انہیں خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئی۔ آپ کو ان کے دیکھنے کی دعوت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں تشریف لائے پھر آپ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ آپ نے اسے گھونٹ گھونٹ پیا پھر آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیالہ بڑھایا۔ انہوں نے سر کو جھکا لیا اور شرما گئیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سرزنش کی اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پیالہ لے لے۔ تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیالہ لے لیا۔ (مسند احمد، ۶/۴۵۸، ۲۷۵۹۱)

(viii)۔ چھیڑ چھاڑ اور خوش طبعی کرنا:

چھیڑ چھاڑ کا مطلب ہے کہ لاڈ پیار کرنا، ہنسی مذاق کرنا، قول وفعل سے دل بہلانا، یہ سب شہوت کو ابھارنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ عورت کے جسم میں بعض اعضاء کو گدگدانے اور مسلنے سے عورت میں لذت حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً

اس کے پستان دبانے، چومنے اور پستان کے سرے کو آہستہ آہستہ سہلانے اور چومنے سے عورت کی شہوت بھڑک اٹھتی ہے۔ مرد و عورت کے مختلف اعضاء کو چھونے اور ملنے سے ان میں شہوت ابھرتی ہے۔

مرد و عورت ایک دوسرے کے اعضاء تناسل کو چھو سکتے ہیں۔ مثلاً مرد اگر عورت کے بظر کو بڑے نرم و لطیف انداز میں سہلائے تو عورت میں جنسی ہیجان خیزی پیدا ہوتی ہے۔

بظر سے مراد ایک چھوٹا سا مرغ کی کلغی جیسا حساس ترین عضو ہوتا ہے جو عورت کی اندام نہانی کے بالائی حصے پہ ہوتا ہے۔ عورت کے بظر اور اس کو دبانا اسے شہوت کی آخری حدوں تک لے جاتا ہے اور اس وقت وہ مکمل طور پر مرد کے سامنے ڈھیر ہو جاتی ہے۔ اب میاں بیوی جماع اور ہم بستری کے لئے مکمل تیار ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بھرپور لطف اندوز ہوتے ہیں۔

(ix) جماع کا فطری طریقہ:

جماع سے مراد ہے کہ آدمی اپنی بیوی کی شرمگاہ (کھیتی) میں آگے پیچھے دائیں بائیں جس سمت سے چاہے دخول کرسکتا ہے البتہ لواطت (دبر میں صحبت) حرام ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس تم اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ۔

(پ: ۲، البقرہ: ۲۲۳)

(x) پردہ بکارت کی حقیقت:

پردہ بکارت عورت کے رحم پر موجود ایک نازک جھلی کا نام ہے۔ صدیوں سے پردہ بکارت کنوارپن کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ [illegible] شادی کی رات پردہ بکارت پھٹ کر خون [illegible]

حقیقت اس سے کافی مختلف ہے۔

پردہ بکارت کی حالت ہر ایک کے ہاں مختلف ہوتی ہے۔ اگر پردہ بکارت باریک ہے تو وہ شادی کی رات آسانی سے پورا پھٹ جاتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ خون نہ نکلے۔ شادی سے پہلے لڑکی کا پردہ بکارت کسی اور وجہ سے بھی پھٹ سکتا ہے۔ اس کے لئے اندام نہانی میں کسی چیز کا داخل ہونا ضروری نہیں بلکہ یہ جمپ دینے اچھلنے کودنے محض شدید حرکت یا کسی سخت چوٹ کی وجہ سے بھی پھٹ سکتا ہے اور لڑکی کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اسے اس بات کا علم شب زفاف میں ہوتا ہے کہ اس کا پردہ بکارت پھٹ چکا ہے۔ پھر اسے ذلت کی المناک علامت سمجھ کر شرمندگی اور عار کا احساس دلایا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اس سے بالکل بری ہوتی ہے۔

لہٰذا میاں بیوی کو چاہئے کہ وہ پردہ بکارت ہی کو پاکیزگی کا معیار نہ سمجھیں بلکہ شوہر کو چاہئے کہ وہ دین دار بیوی مل جانے کو ہی طہارت کا معیار سمجھے۔

(xi) خلوت کی باتیں کسی کو بتانا حرام ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ

پس نیک بیویاں اطاعت شعار ہوتی ہیں شوہروں کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت کے ساتھ (اپنی عزت کی) حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔

(پ:۵، النساء:۳۴)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ خدمت اقدس میں حاضر تھیں کچھ مرد اور عورتیں اور بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا:

"بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں جو اپنی اہلیہ کے ساتھ گزری باتوں کو دوسروں کو بتاتے ہیں بعض عورتیں بھی ایسی ہوتی ہیں جو اپنی سرگزشت اوروں کو بتاتی ہیں۔ لوگ [illegible] ہاں اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عورتیں

بھی ایسا کرتی ہیں اور مرد بھی یہی کچھ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: لیکن دیکھو تم ایسا ہرگز نہ کرو۔ وہ شیطان ہوتے ہیں جو راستے میں کسی مادہ شیطان سے مل کر اس سے لپٹ جاتے ہیں اور لوگ انہیں دیکھتے رہتے ہیں۔

(مسند احمد، ۶/۴۵۶، ۴۵۷، الرقم: ۲۷۵۸۳، صحیح مسلم، کتاب النکاح، الرقم: ۱۴۳۷)

(ب) خبردار! خبردار!......لواطت سے بچیے

(i) لواطت کا معنی ومفہوم:

عورت کی دبر میں صحبت کرنا لواطت کہلاتا ہے۔ دبر پچھلے مقام کو کہتے ہیں۔ مرد عورت کی دبر کو استعمال نہیں کرسکتا کیونکہ اسلام میں اس کی ممانعت ہے۔

(ii) لواطت قوم لوط کا فعل ہے:

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

"مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ قومِ لوط کے عمل کا خوف ہے۔"

(جامع ترمذی، ص: ۱۸۰۰، الرقم: ۱۴۵۷)

(iii) قوم لوط کا انجام:

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں قوم لوط کے انجام کے بارے میں بیان فرمایا ہے کہ

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ۝

پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے (الٹ کر) اس بستی کے اوپر کے حصہ کو نچلا حصہ کر دیا اور ہم نے اس پر پتھر اور پکی ہوئی مٹی کے کنکر

برسائے جو پے در پے (اور تہ بہ تہ) گرتے رہے جو آپ کے رب کی طرف سے نشان کئے ہوئے تھے اور یہ (سنگریزوں کا عذاب) ظالموں سے (اب بھی) کچھ دور نہیں ہے۔ (پ:۱۲، ہود:۸۲_۸۳)

احادیث مبارکہ میں لواطت کی مذمت

(i) قوم لوط جیسا عمل کرنے والا ملعون ہے:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل اپنے 7 بندوں پر 7 آسمانوں کے اوپر سے لعنت فرماتا ہے ان میں سے ایک پر 3 بار لعنت لوٹتی ہے۔ اللہ عزوجل ان میں سے ہر ایک پر ایسی لعنت کرتا ہے جو اسے کافی ہوتی ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا:

''جس نے قومِ لوط کا سا عمل کیا وہ ملعون ہے جس نے قومِ لوط جیسا عمل کیا وہ ملعون ہے جس نے قومِ لوط جیسا عمل کیا وہ ملعون ہے۔''

(المعجم الاوسط، ۶/۱۹۹، الرقم: ۸۴۹۷)

(ii) اللہ اپنا دست رحمت اٹھالے گا:

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب ذمیوں پر ظلم کیا جائے گا تو سلطنت دشمنوں کے پاس چلی جائے گی اور جب زنا بہت زیادہ ہو جائے گا تو قیدیوں کی کثرت ہو جائے گی اور جب لواطت کی کثرت ہو جائے گی تو اللہ عزوجل مخلوق سے اپنا دست رحمت اٹھالے گا پھر وہ جس وادی میں بھی ہلاک ہو جائیں گے اللہ عزوجل کوئی پرواہ نہ کرے گا۔

(المعجم الکبیر، ۲/۱۸۴، الرقم: ۱۷۵۲)

(iii) پچھلے مقام میں وطی کی ممانعت:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حیا کرو! بے شک اللہ عزوجل حق سے حیا نہیں فرماتا اور عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی نہ کرو۔'' (سنن کبریٰ، ۵/۳۲۲، الرقم:۹۰۰۹)

(iv) توحید کی گواہی قبول نہیں ہوتی:

سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''تین آدمیوں کی توحید کی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔

۱......لواطت کرنے اور کروانے والا

۲......آپس میں بدکاری کرنے والی دو عورتیں

۳......ظالم امام۔'' (المعجم الاوسط ۲/۲۳، الرقم:۳۱۰۴)

(ج) دولہا کو ہدایات

دولہا دلہن شب زفاف میں پہلی بار ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور اپنی نئی زندگی کی ابتداء کرتے ہیں۔ دولہے کو چاہئے کہ وہ اپنی نئی زندگی کے لئے ایسا لائحہ عمل اختیار کرے جس سے اس کی زندگی میں ہر کام اپنے وقت پر اور پرسکون طریقے سے ہو۔ اس موقع پر دولہا کے لئے چند اہم ہدایات درج ذیل ہیں۔

(i) نمازِ عشاء کی ادائیگی

دولہے کو چاہئے کہ وہ جب اپنی نئی زندگی کا آغاز کرے تو نماز کی بروقت پابندی کرے، زندگی کے جھمیلوں میں الجھ کر احکامِ الٰہی کو فراموش نہ کرے۔ عموماً دولہے نمازِ عشاء کی ادائیگی بھول جاتے ہیں جبکہ نمازِ عشاء کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ مرد کے لئے باجماعت نماز پڑھنے کا حکم ہے اسی لئے دولہے کو چاہئے کہ وہ مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نمازِ عشاء ادا کرے۔

باجماعت نمازِ عشاء......نصف رات قیام کرنا ہے:

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

"جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔"

(صحیح مسلم،ص:۳۲۹،الرقم:۶۵۶)

منافقین پر بھاری نماز:

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"منافقین پر سب نمازوں سے بھاری فجر اور عشاء کی نماز ہے، اگر جان لیتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ہے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھسٹتے ہوئے آتے اور بیشک میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور کسی شخص کو نماز پڑھانے پر مقرر کروں پھر کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہوں جو لکڑیاں اٹھائے ہوئے ہوں پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔"

(صحیح بخاری،۱/۲۳۵،الرقم:۶۵۷)

(ii) عشاء کے بعد فضول گفتگو سے پرہیز:

عموماً لوگوں کا رات کے وقت یہ معمول ہوتا ہے کہ رات دیر تک بلاضرورت...... بیکار کاموں میں...... فضول گفتگو میں...... فلمیں ڈرامے دیکھنے میں...... ناجائز اور گناہ کے کام کرنے میں مگن رہتے ہیں۔ مدنی بیٹے کو چاہئے کہ وہ ابتداء ہی سے یہ عزم کرلے کہ وہ فضول کاموں میں اپنا وقت ضائع نہیں کرے گا بلکہ جائز اور مستحب کاموں کے کرنے کے لئے جاگنے کا معمول بنائے گا۔

رات کے آخری پہر میں سونے کا نقصان:

آج کل لوگوں کی یہ عادت بن گئی ہے کہ رات کا بیشتر حصہ فضول کاموں میں

صرف کرنے کے بعد رات کے آخری پہر میں سوتے ہیں جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ صبح فجر کی نماز کے لئے آنکھ نہیں کھلتی اور پھر دن چڑھے اٹھ کر کام کاج شروع کر دیئے جاتے ہیں اور دن کی ابتداء ہی اللہ کی نافرمانی سے کی جاتی ہے۔

بہار شریعت میں ہے:

''اگر کوئی نماز کا وقت داخل ہو جانے کے بعد سو گیا پھر وقت نکل گیا اور نماز قضا ہو گئی تو قطعاً گنہگار ہوا جبکہ جاگنے پر صحیح اعتماد یا جگانے والا موجود نہ ہو بلکہ فجر میں دخول وقت سے پہلے بھی سونے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ جبکہ اکثر حصہ رات کا جاگنے میں گزرا ہو اور ظن غالب ہے کہ اب سو گیا تو وقت پر آنکھ نہ کھلے گی۔'' (بہار شریعت:۴/۴۲)

<u>رات کو سونے سے پہلے دعا پڑھنا:</u>

سونے سے پہلے بہتر یہ ہے کہ وضو کر لیں بستر پر لیٹنے سے پہلے سورہ فلق، والناس، آیت الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری دو آیات، تسبیحات فاطمہ، سورۂ ملک پڑھ لیا کریں۔ پھر بستر پر سیدھی کروٹ لیٹ کر سونے کی دعا: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا پڑھ کر سو جائیں۔

(iii) بروقت غسل

دولہے کو چاہئے کہ شب زفاف کے بعد وقت پر غسل کر لے۔ سحری میں ہی اٹھ کر غسل کر لینا چاہئے کیونکہ جنبی (حالت جنابت میں مبتلا شخص) کے بارے میں شریعت میں احکام لاگو ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

<u>جنبی......قرآن کی تلاوت نہیں کر سکتا:</u>

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقْرَإِ الْحَائِضُ ، وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ
جنبی اور حائضہ قرآن مجید سے کچھ نہ پڑھے (نہ تھوڑا نہ بہت)

(سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ، ۱/۴۷، الرقم: ۱۳۱)

حالت جنابت میں نماز پڑھنا حرام ہے:

وہ تمام شرعی کام جو بغیر وضو کے نہیں کئے جا سکتے حالت جنابت میں بھی وہ کام کرنے حرام ہیں۔ مثلاً ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنا حرام ہے خواہ نفل نماز ہو یا فرض۔

جنبی کے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے:

جس گھر میں جنبی ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ
فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصویر یا کتا یا جنبی ہو۔

(سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، ۴/۷۳، الرقم: ۴۱۵۲)

(iv) نماز فجر کی ادائیگی

ارشادِ خداوندی ہے:
وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ○
اور نماز فجر کا قرآن پڑھنا بھی (لازم کرلیں) بے شک نماز فجر کے قرآن میں (فرشتوں کی) حاضری ہوتی ہے (اور حضوری بھی نصیب ہوتی ہے)

(پ:۱۵، بنی اسرائیل: ۷۸)

نماز فجر کے لئے جانے والا ایمان کا جھنڈا لے کر چلا:

حضرت سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:
"جو صبح کو فجر کی نماز کے لئے چلا وہ ایمان کا جھنڈا لئے چلا اور جو صبح کو بازار کی

طرف چلا تو شیطان کا جھنڈا لے کر چلا۔

حضرت سیدنا ابو بکر بن سلیمان بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ

''حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن فجر کی نماز میں میرے والد سلیمان بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو بازار کی طرف چلے کیونکہ حضرت سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ مسجد اور بازار کے بیچ میں تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ شفاء ام سلیمان کے قریب سے گزرے تو ان سے کہا کہ میں نے فجر کی نماز میں سلیمان کو نہیں دیکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ ساری رات عبادت کرتے رہے صبح کو ان کی آنکھ لگ گئی۔ یہ سن کر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فجر کی نماز با جماعت ادا کرنا میرے نزدیک ساری رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔''

(ابن ماجہ، ۳/۵۳، الرقم: ۲۲۳۴)

صبح سویرے اٹھنے کے لئے تدابیر:

انسان کے جسم کو ایک مخصوص وقت پر سونے اور جاگنے کی عادت قدرتی طور پر ہوتی ہے۔ سونے اور جاگنے سے تقریبا دو گھنٹے پہلے ہی جسم اس کی تیاری شروع کر دیتا ہے جس میں درجہ حرارت اور دوران خون کی رفتار میں تبدیلیاں بھی شامل ہیں۔

صبح سویرے جلدی اٹھنے کے لئے مختلف قسم کی تدابیر اختیار کی جا سکتی ہیں۔

چند تدابیر درج ذیل ہیں۔

☆......رات کو قدرے کم کھانا کھائیں

☆......رات کو سخت محنت کے کام سے بچیں تا کہ نیند گہری نہ ہو

☆......نماز فجر کے لئے اٹھنے کا دل میں پختہ ارادہ کر لیں

☆......الارم والی گھڑی استعمال کریں یا موبائل پر الارم لگائیں

☆......کسی ایسی چیز کا انتظام کریں جو نماز فجر کے لئے اٹھا سکے

☆......اپنے کسی ساتھی کو جو خود نماز فجر کے لئے اٹھتا ہو یا فجر کے اوقات میں ڈیوٹی وغیرہ پر جاتا ہے اس سے مدد لیں وہ آپ کو فون پر یا کسی اور ذرائع سے اطلاع کردے۔

(۷) سحر خیزی کے فوائد

صبح کا وقت انتہائی پاکیزہ، مقدس اور انمول ہوتا ہے...... کائنات کے لئے زندگی، رعنائی اور تر و تازگی کا وقت...... اندھیرے چھٹتے اور روشنی پھوٹتی ہے...... تازہ ہوائیں چلتی اور خوشبوئیں مہکتی ہیں۔

جو لوگ سحر کے وقت جاگتے...... اور تسبیح و استغفار میں مشغول رہتے ہیں...... وہ اس دنیا میں بھی خوشحالی اور آسودگی کی بے شمار نعمتیں حاصل کرتے ہیں...... اور ابدی جنت کا بہترین ٹھکانہ اور رضا و خوشنودی کا اعلیٰ ترین انعام بھی ان کے لئے موجود ہے۔

صبح کا وقت...... قبولیت دعا اور رحمت الٰہی سے فیض یاب ہونے کا وقت ہے...... سحر کے وقت میں خدا نے ساری برکتیں، فضیلتیں اور سعادتیں رکھی ہیں...... اللہ اپنے بندوں پر صبح کے وقت اپنے خصوصی لطف و کرم کی بارش برساتا ہے۔

صبح و سویرے جلدی اٹھنا...... نماز فجر ادا کرنا...... جلدی کام پر نکل جانا...... خیر و برکت اور کامیابی کا ضامن ہے...... اس وقت خدا کی رحمت برستی ہے...... انسان جو کچھ مانگے اسے ملتا ہے...... رزق حلال کی طلب عین عبادت ہے...... جو شخص صبح سویرے رزق کی تلاش میں نکلتا ہے...... اسے خوب رزق ملتا ہے۔

صبح سویرے جلدی اٹھنا کامیابی کا راستہ ہے...... آج ہماری معاشی پریشانیوں...... فقر و افلاس...... اور رزق سے محرومی کا ایک بہت بڑا سبب صبح کی غفلتوں بھری نیند ہے...... پس اگر کوئی چاہتا ہے کہ...... اپنی معاشی پریشانیوں سے چھٹکارا پائے...... رزق حلال کی فراوانی سے بہرہ ور ہو...... تو لازم ہے کہ اپنے سونے جاگنے کے معمولات کو بدلے...... اور صبح سویرے اٹھ کر...... نماز عبادت سے اپنے دن کا آغاز کرنے کی عادت ڈالے۔

(د) ولیمہ

ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز واقارب اور محلّہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لئے جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کرنا جائز ہے۔ اور جو لوگ بلائے جائیں ان کو جانا چاہئے کہ ان کا جانا اس کے لئے باعث مسرت ہوگا۔

دعوت ولیمہ سنت ہے۔ ولیمہ میں جس شخص کو دعوت دی جائے۔ اس کو جانا سنت ہے یا واجب، علماء کے دونوں قول ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجابت سنت مؤکدہ ہے۔

ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں جانا بھی افضل ہے اور یہ شخص اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی خوشی میں شرکت اور اس کا دل خوش کرنا ہے اور اگر روزہ دار ہو تو پھر بھی جائے اور صاحب خانہ کے لئے دعا کرے اور ولیمہ کے علاوہ دوسری دعوتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو کھائے۔ ورنہ اس کے لئے دعا کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا

جب تم بلائے جاؤ تو (اس وقت) اندر آیا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو (وہاں سے اٹھ کر) فوراً منتشر ہو جایا کرو۔ (پ:۲۲، الاحزاب:۵۳)

ولیمہ کی فضیلت......احادیث کی روشنی میں

ولیمہ کرنا ضروری ہے:

شب زفاف کے بعد دولہا پر ولیمہ واجب ہے۔ حضرت بریدہ بن حصیب کہتے ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شادی کرنے والے یا شادی کے لئے ولیمہ ضروری ہے۔''

(مسند احمد، ۵/۳۵۹)

دعوت قبول نہ کرنا......نافرمانی ہے:

جب کسی کو ولیمہ کی دعوت میں بلایا جائے تو اس کے لئے دعوت میں حاضر ہونا واجب ہے۔

حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

''جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت میں بلایا جائے تو وہ (شادی وغیرہ) پر حاضر ہو جو ایسی دعوت کو قبول نہ کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔'' (صحیح بخاری، ۹/ ۱۹۸، صحیح مسلم ۴/۱۵۲، مسند احمد، الرقم: ۶۳۳۷)

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دعوت ولیمہ میں جانا واجب ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی واجب چھوڑنے سے ہی ہوتی ہے۔

حضرت صفیہ اور زینب کی دعوت ولیمہ:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر ولیمہ سفر میں ہوا اور اس طرح ہوا [illegible] بچھا دیا گیا اور اس پر کچھ کھجوریں، کچھ پنیر اور کچھ گھی رکھ دیا گیا۔ بس ولیمہ ہو [illegible] حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر روٹی اور بکری کے گوشت

سے دعوت دی گئی۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، ۲/۷۷۷)

درسِ ہدایت:

آج کل ولیمہ کے لئے جو طریقہ کار رائج ہے۔ اس میں ولیمے کی ناقدری، توہین کی جاتی ہے۔ ولیمہ کی تقریب میں مصروفیت کے تحت نمازیں ضائع کردی جاتی ہیں۔ مرد و عورت خوب آراستہ ہو کر ایک دوسرے سے آزادانہ ملتے ہیں۔ محض نام ونمود اور شان و شوکت کی خاطر اس تقریب کو منعقد کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے منکرات سے ولیمے کی برکات اور فضائل پر پانی پھیر دیا جاتا ہے۔ اس لئے تقریب کو سنت کے مطابق منعقد کرنا چاہئے۔

ولیمہ کی اہمیت

ایک بکری سے ولیمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا (یعنی خلوق کا رنگ ان کے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا) فرمایا: یہ کیا ہے؟ (یعنی مرد کے بدن پر اس رنگ کو نہیں ہونا چاہئے یہ کیونکر لگا) عرض کی: میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ (اس کے بدن سے یہ زردی چھوٹ کر لگ گئی) فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مبارک کرے تم ولیمہ کرو۔ اگرچہ ایک بکری سے یا ایک ہی بکری سے۔''

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، ص: ۴۴۶، الرقم: ۵۱۵۵)

دعوت ولیمہ میں موجود تمام افراد کی شمولیت:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے واقعہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں تھے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں بناؤ سنگھار کرکے تیار کیا اور رات کو خدمت اقدس میں [illegible]

کیا۔ صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحالت عروسی تھے۔ ارشاد فرمایا:

جس کے پاس کوئی چیز (کھانے پینے کی) ہو تو میرے پاس لے آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر خود آپ نے چمڑے کا ایک دستر خوان بچھوایا۔ حسب حکم بعض لوگ پنیر، بعض چھوہارے اور بعض گھی لے کر حاضر ہوئے اور سب نے مل کر مالیدہ بنایا۔ لوگوں نے مالیدہ تناول کیا اور بارش کا جمع پانی جو قریب کے حوضوں میں تھا اسے نوش کیا۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، الرقم: ۳۷۱، صحیح مسلم، کتاب النکاح، الرقم: ۱۳۶۵)

ولیمہ کی دعوت میں محتاجوں کو بھی بلائیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے برا کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس کے لئے صرف مالداروں کو بلایا جائے اور غریب محتاج لوگوں کو نہ پوچھا جائے؟

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، ۳/۴۵۵، الرقم: ۵۱۷۷)' (صحیح مسلم، کتاب النکاح، ص: ۷۴۹، الرقم: ۱۰۷، (۱۴۳۲)

اللہ کریم کی نافرمانی کرنے والوں کی دعوت میں جانا کیسا؟

ایسا ولیمہ جس میں اللہ کی نافرمانی کی جا رہی ہو اس کی دعوت میں جانا جائز نہیں ہے لیکن اگر کسی کی نیت وہاں جا کر اس برائی کو ختم کرنے یا ان کو سمجھانے کی ہو تو اس غرض سے جانا جائز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

میں نے اپنے گھر میں کھانا تیار کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر گھر میں موجود تصاویر پر پڑی تو آپ واپس چلے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا:

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کو کس چیز نے واپس جانے پر مجبور کر دیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارے گھر میں ایک ایسا پردہ لٹکا ہوا ہے جس پر تصاویر ہیں، یقیناً (رحمت) کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔

(ابن ماجہ، ۲/۳۲۳، مسند ابو یعلیٰ، ۱/۳۱، ۱/۳۷، ۲/۳۹)

ایک اور روایت میں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب رکھی گئی ہو۔ (مسند احمد، الرقم: ۱۹۴۹)

دعوتِ ولیمہ میں نہ جانے والا اللہ کا نافرمان ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے دعوت دی گئی مگر اس نے قبول نہ کی تو بے شک اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور جو بغیر دعوت کے داخل ہوا وہ چور کی شکل میں داخل ہوا اور ڈاکو بن کر نکلا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمہ، ص ۱۴۹۹، الرقم: ۳۷۴۱)

دعوت ولیمہ کے متعلق احکام

ولیمے پر اٹھنے والے اخراجات:

موجودہ معاشرے میں اس کو عزت کا مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ اپنی عزت کی خاطر ولیمہ میں زیادہ سے زیادہ اخراجات کیے جاتے ہیں۔ چاہے اتنی وسعت اور گنجائش نہ ہو پھر بھی خاندان، برادری والوں میں ناک رکھنے کے لئے اور طعنہ زنی سے بچنے کے لئے بھاری ولیمہ کا بندوبست کرتے ہیں۔ اگر ان کے پاس اخراجات کی گنجائش نہ ہو تو قرض لے کر ولیمہ کرتے ہیں۔ پھر دوسری بڑی مصیبت یہ کہ کھانا بھی صرف ایک قسم کا نہیں ہوتا بلکہ مختلف قسم کے کھانوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا انتظام کرنے کے باوجود بھی لوگ وقتی طور پر تو واہ واہ کرتے ہیں اور دولہا کی بڑائی کے گیت گاتے ہیں۔ مگر کچھ وقت گزارنے پر اس پرتکلف دعوت سے حسد کرتے ہیں اور آپ کے دشمن بن جاتے ہیں اور دعوت کرنے والا قرض کے بوجھ تلے دب کر اپنی زندگی کو عذاب بنالیتا ہے۔

ولیمہ کرنے کا صحیح طریقہ:

تکلفات کو چھوڑ کر سادگی سے ولیمہ کرنا چاہیئے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے اپنی مالی وسعت کے مطابق کھانے کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ اور اپنی دولت مندی اور بڑائی کا اظہار کرنے کی بجائے سادگی اور جفاکشی کو اپنائیں۔ قرض لے کر عزیز واقارب کو دعوت دینے کی بجائے بقدر وسعت ولیمہ کریں اور سنت کی ادائیگی کی برکت اور مسرت بھی حاصل کریں۔

دعوت ولیمہ میں آنے والے لوگوں کا دائرہ کار:

عصر حاضر میں ولیمہ کی دعوت میں تمام عزیز واقارب، دوست احباب، واقف کار، پڑوسی اور دور دراز کے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ خوب نام روشن ہوگا اور لوگ واہ واہ کریں گے کہ فلاں نے ولیمہ کی دعوت بہت بڑی کی تھی۔ اتنے ہزار افراد کو بلایا تھا لیکن یہ تو دعوت دینے والے کو پتہ ہوتا ہے کہ کس طرح قرض کا طوق اس کے گلے میں اٹک رہا ہے اور یہ بھی فکر لاحق ہوتی ہے کہ اگر فلاں کو نہ بلایا جائے تو وہ طعنہ دیں گے۔ اس لئے کوشش کی جاتی ہے کہ دور نزدیک کے تمام عزیز واقارب کو دعوت دی جائے۔ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اگر ولیمہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیگی کے لئے کرتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے افراد کو دعوت ولیمہ میں بلانے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

[illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل یہ تھا کہ موقعے پر جتنے صحابہ کرام رضی اللہ [illegible] ہوتے ان کو [illegible] کر لیتے تھے۔ (صحیح بخاری [illegible])

اگر اس سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھیں تو گنجائش کے مطابق اختصار اور سادگی کے ساتھ چند افراد کو کھانا کھلا کر دعوتِ ولیمہ کی جا سکتی ہے۔

ولیمہ تین دن سنت ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ آپ نے ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر بنایا اور آپ نے ولیمہ تین دن تک کیا۔

(صحیح بخاری۔ ۷/۳۸۷)

ولیمہ کے متعلق ضروری مسائل

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں اور پریشان رہتے ہیں کہ اگر شب زفاف میں میاں بیوی صحبت نہ کر سکیں تو کیا ولیمہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ تو اس غلط فہمی کا ازالہ کر لیجئے کہ اگر دولہا دلہن پہلی رات صحبت نہ کر سکیں پھر بھی ولیمہ ہو جاتا ہے۔

کھڑے ہو کر کھانا پینا منع ہے:

عموماً ولیمے میں کھانے پینے کا جو انتظام کیا جاتا ہے اس میں لوگ کھڑے ہو کر چلتے پھرتے کھاتے ہیں۔ یہ طریقہ غیر اسلامی ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا کہ آدمی کھڑے ہو کر پیئے۔

یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے اور احادیث پاک میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا کہ آدمی کھڑے ہو کر پیے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کھڑے ہو کر کھانا کھانے کا حکم دریافت کیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کھڑے ہو کر کھانا

کھڑے ہوکر پینے سے زیادہ برا اور زیادہ بدتر ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، ۲/۱۷۳)

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہوکر ہرگز کوئی شخص نہ پئے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے تو وہ قے کر دے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاطعمۃ، ۲/۱۰۵، الرقم: ۴۲۶۷)

کھانے کا انتظام ایسا ہونا چاہئے جو تمام قباحتوں سے پاک ہو۔ موجودہ دور میں میز کے گرد مہمانوں کے بیٹھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے تو کھانا بھی اسی میز پر لگا دینا چاہئے تاکہ مہمان خود اس میں سے حسب ضرورت نکال کر کھالیں اور اطمینان وسکون کے ساتھ کھا کر واپس جائیں۔

کھانے میں اعتدال:

ولیمے کی دعوت میں آنے والے حضرات کھانے میں بے اعتدالی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ایک ہی وقت میں زیادہ کھانے کی لالچ میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول جاتے ہیں۔ پھر جب ان کی صحت خراب ہوتی ہے تو علاج میں مزید اخراجات میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے کھانے میں اعتدال سے کام لینا چاہئے۔

سرکار دو جہاں، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آدمی پر اس کا نفس غالب آجائے تو (پیٹ کے تین حصے کرلے) ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے۔ دوسرا تہائی پینے کے لئے اور تیسرا تہائی سانس کے لئے چھوڑے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الاطعمۃ، ص ۲۶۷۹، الرقم: ۳۳۴۹)

اسراف اور تکبر کی ممانعت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کھاؤ پیو اور صدقہ کرو مگر اس میں اسراف اور تکبر نہ ہو۔"

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۶/۳۶، الرقم: ۱)

دعوت ولیمہ کرنے والے کے اصرار پر روزہ افطار کرنا:

جب ولیمہ کی دعوت میں آنے والے نے روزہ رکھا ہو تو اسے چاہئے کہ اگر دعوت دینے والا اصرار کرے تو روزہ افطار کر لے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم میں سے کسی ایک کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ ضرور حاضر ہو اگر وہ چاہے تو کھا لے، اور اگر چاہے تو ترک کر دے۔ (صحیح مسلم، مسند احمد، ۲/۳۹۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا: کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں پھر روزہ سے ہوں۔'' پھر ایک دن ایسا آیا کہ مجھے کسی نے حیس (کھجور، ستو، گھی کا حلوہ) ہدیہ دیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ دیا۔ کیونکہ آپ حیس بہت پسند کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے حیس ہدیہ دیا گیا ہے۔ میں نے آپ کے لئے بچا کر رکھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤ لے کر آؤ'' پھر فرمایا: صبح تو میں نے روزہ رکھ لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا پھر کہنے لگے:

''بے شک نفلی روزہ کی مثال تو اس آدمی کی طرح ہے جو اپنے مال سے صدقہ کرتا ہے تو اگر وہ چاہے تو صدقہ کر دے اور اگر چاہے تو روک لے۔'' (سنن نسائی، ۴/۱۳۵، الرقم: ۲۳۲۶)

ولیمہ میں شریک ہونے کے لئے مستحبات

(i) رزق میں برکت کے لئے دعا کرنا:

جب کھانا کھا کر فارغ ہو جائیں تو دعوت دینے والے کے رزق میں برکت کے

لئے دعا کریں۔

عبداللہ بن بسر روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت میں تشریف لائے۔ جب کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو کہا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ ، وَ ارْحَمْهُمْ، وَ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ

اے اللہ! تو ان کو بخش دے، ان پر رحم فرما اور ان کے رزق میں برکت عطا فرما۔

(صحیح مسلم: ۶/۱۲۲، ابوداؤد: ۲/۱۳۵، ترمذی: ۴/۲۸۱)' (مسند احمد: ۴/۱۸۷، ۱۸۸)

(ii) دولہا، دلہن کے لئے دعا:

حضرت بریدہ بن حصیب کہتے ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شادی کے لئے ولیمہ ضروری ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس مینڈھا ہے انصار کے بعض لوگوں نے ان کے لئے کچھ "جو" وغیرہ جمع کئے۔ جب شادی کی رات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: مجھ سے ملنے سے پہلے کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اس میں وضو کیا۔ پھر اس کو حضرت علی پر بہا دیا اور کہا۔

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا: وَ بَارِكْ لَهُمَا فِيْ بَنَائِهِمَا"

اے اللہ ان دونوں میں برکت پیدا فرما اور ان کی شب زفاف کو بابرکت بنا۔ (مسند احمد ۵/۳۵۹، الرقم: ۲۳۰۳۵، ابن سعد ۸/۲۰، ۲۱)

(iii) بھلائی کے لئے دعا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی شادی کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

بَارَكَ اللّٰہُ لَكَ وَ بَارَكَ عَلَیْكَ وَ جَمَعَ بَیْنَكُمَا عَلٰی خَیْرٍ

اللہ تجھے برکت عطا فرمائے اور اللہ تیرے اوپر برکتوں کا نزول فرمائے اور تم دونوں کو بھلائی پر جمع کرے۔ (ترمذی: ۲/۱۷۱، ابن ماجہ: ۱/۲۸۹، مسند احمد: ۲/۳۸)

ولیمے کی رسومات

(i) ملنی کرنا:

جب دلہن کے گھر والے ولیمے کے دن دولہے کے گھر جاتے ہیں تو لڑکے کے گھر والے استقبال کے طور پر ملنی کرتے ہیں اور دونوں گھرانوں کے بزرگ آپس میں ملتے ہیں عورتوں کے ساتھ عورتیں ملتی ہیں اور تحفے تحائف دیئے جاتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے بچتے ہوئے اس رسم کے کرنے میں کوئی قباحت نہیں تحفے دینے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔

(ii) پھول نچھاور کرنا:

مہمانوں کے استقبال کے لئے پھول نچھاور کئے جاتے ہیں۔ ایسا کرنے سے پھول پاؤں تلے روندے جاتے ہیں جس سے پھولوں کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ وہ پھول خوشبو اور پیار محبت کا باعث بنتے ہیں۔ ان کو پاؤں تلے روندنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اسی طرح ملنی کرنے والوں کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں۔ اس رسم میں بھی پھول نیچے گرتے ہیں۔ اس لئے انتہائی احتیاط کے ساتھ پھولوں کو رسم کر لینے کے بعد اٹھا لینا چاہئے۔

(iii) گھٹنہ بٹھائی کی رسم:

جب دلہن شوہر کے گھر جاتی ہے تو چھوٹا دیور گھٹنے کو پکڑ کر اس سے پیسے لیتا ہے۔ اگر دیور چھوٹا بچہ ہو تو اس رسم میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر دیور بڑا ہو تو پھر وہ بھابی کے پاس بیٹھ کر پیسے لیتا ہے۔ ایسا کرنا جائز نہیں کہ دیکھنے چھونے کا کوئی امکان [illegible]

بعض علاقوں میں یہ رسم شب زفاف کے آغاز سے پہلے جب دلہن رخصت ہو کر آتی ہے تب کی جاتی ہے۔ جبکہ بعض علاقوں میں ولیمے والے دن یہ رسم کی جاتی ہے۔ یہ انتہائی قبیح رسم ہے۔ (اگر گھٹنے پر بیٹھنے والا لڑکا جوان ہوتو)

(ہ) مکلاوہ پر بحث ونظر

ولیمہ ختم ہوتے ہی لڑکی کے گھر والے دولہا اور دلہن کو اپنے گھر لے جاتے ہیں۔ پھر ایک یا دو دن کے بعد لڑکے کے گھر والے دولہا دلہن کو واپس سسرال میں لے آتے ہیں۔ اس رسم کو مکلاوہ کہتے ہیں۔

بعض علاقوں میں مکلاوہ کو دو دن سے زیادہ لیٹ کرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ مختلف قوموں اور علاقوں میں اس کے بارے میں مختلف طریقے اور نظریات رائج ہیں۔ مکلاوہ پر مختصر بحث ونظر درج ذیل ہے۔

دولہے کے والدین کے لئے ہدایات:

دولہے کے والدین کو چاہئے کہ وہ جب مکلاوہ کی رسم میں دولہے اور دلہن کو لینے کے لئے جاتے ہیں تو انتہائی سادگی سے کام لیں۔ لڑکی کے والدین کی حوصلہ افزائی اور عزت افزائی کریں اور ان کو مختلف قسم کے لوازمات کی تیاری پر مجبور نہ کریں، کسی قسم کی کوئی ڈیمانڈ نہ کریں، لڑکی کے والدین سے کپڑے لینے کی رسم کو ختم کریں۔ یہ والدین کے ساتھ مزید زیادتی اور بوجھ ہوتا ہے۔ اس قبیح رسم کو اپنے اسلامی معاشرے سے ختم کریں۔ اگر لڑکی کے والدین کھانے میں خوب خوب اہتمام نہ کر سکیں تو کسی شکوہ وشکایت کے بغیر ان کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم رکھیں۔

(و) سسرال کے گھر میں......دولہے کے لئے رہنما اصول

شادی سے پہلے لڑکے کی زندگی میں صرف اس کے والدین اور اس کے بھائی بہن اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ لیکن شادی کے بعد اس کی زندگی کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس کی زندگی میں ایک فرد کے شامل ہوتے ہی بہت سے افراد اس سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔ دلہن کے گھر والے بھی اس کی زندگی میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ سسرال میں دولہا کے لئے اپنی عزت کو برقرار رکھنے اور بیوی کو خوش رکھنے کے لئے درج ذیل ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے۔

نماز کا خیال رکھے:

دولہے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کا خاص خیال رکھے۔ پابندی کے ساتھ نماز ادا کرے کیونکہ نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ نماز ہی مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے نماز میں انسان رب العزت کی بارگاہ میں جھکتا اور عاجزی کرتا ہے اور جو انسان اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جھکتا اور عاجزی کرتا ہے وہ انسان دنیا کے سامنے نہیں جھکتا۔ نماز انسان کو دردر کی ٹھوکروں سے اور جہنم سے بچاتی ہے کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے...... اور نماز دین کا ستون ہے...... نماز بندے کو اللہ کے قریب کر دیتی ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثابت قدم رہو اور (اس کی برکتیں) ہرگز شمار نہ کر سکو گے اور یاد رکھو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز پڑھنا ہے اور مومن ہی ہر وقت باوضو رہ سکتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ [illegible])

دلہن کے گھر والوں کی عزت کی جائے:

شادی دو خاندانوں میں باہمی الفت، محبت اور تعلقات کو استوار کرنے کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ لہٰذا شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے گھر والوں کی عزت کرے۔ ان کے ساتھ حسن سلوک ہمدردی اور محبت، تکریم و تعظیم کے ساتھ پیش آئے۔ بڑوں کا مثلاً ساس وسسر کا اپنے بڑوں کی طرح ادب و تکریم کرے اور اپنے سے چھوٹوں (سالوں وغیرہ) سے محبت و اخلاق سے پیش آئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ

پھر اسے نسب اور سسرال (کی قرابت) والا بنایا۔ (پ:۱۹، الفرقان:۵۴)

سالیوں سے بے تکلفی سے پرہیز:

سالیوں سے ہنسی مذاق نہ کرے۔ دولہے کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کی بہنوں (سالیوں) سے حد سے زیادہ بے تکلفی سے پرہیز کرے۔ ان کے ساتھ ٹھٹھہ، ہنسی مذاق نہ کرے اور پھر اس معاملے میں عموماً پردے کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ شرعی تقاضوں کی حد تک ان سے بات چیت کرے۔ فضول گفتگو سے اجتناب کرے کیونکہ حد سے زیادہ بے تکلفی بہت بڑے فتنہ و فساد کو جنم دیتی ہے۔

مطالبات سے پرہیز کرے:

ڈیمانڈ نہ کرے۔ شوہر اپنی بیوی کو مجبور نہ کرے کہ وہ اپنے والدین سے کچھ مانگے بلکہ بیوی مکمل طور پر شوہر کے زیر سایہ ہوتی ہے۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں سے کار، کوٹھی لے کر آئے یا پھر کوئی کاروبار شروع کرنا ہو تو سسرال والوں کو پیسے دینے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر بیوی کو اس کی وراثت میں سے حصہ ملتا ہے تو شوہر اسے مجبور کرسکتا کہ وہ ہر حال میں ضرور اپنے میکے سے حصہ لے کر آئے۔ اس طرح کے مطالبات کے تحت میاں بیوی کے حالات میں کشیدگی پیدا ہوتی ہے اور

لڑکی کے والدین بھی اسے قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔

سسرال میں زیادہ دیر نہ ٹھہرے:

جب دولہا اپنی بیوی کے ساتھ لمبے عرصے تک سسرال میں قیام کرتا ہے تو اس بات سے اس کی ساکھ متاثر ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کیونکہ یہ فطری بات ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت بھی کرے گا اور اس کے قریب قریب رہے گا جبکہ بیوی کے گھر میں اس کے والدین بہن بھائی بھی رہتے ہیں تو ایسا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں لگتا۔

بہتر یہی ہے کہ شرم و حیا کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے گھر میں قیام کرے۔

جب داماد گھر میں ہو تو لڑکی کے والدین بڑھ چڑھ کر اس کی عزت، ادب و احترام کرتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں۔ اس کے لئے اچھے اچھے کھانے تیار کئے جاتے ہیں مگر جب داماد اپنے سسرال میں بیٹھا رہے گا اور جانے کا نام نہ لے گا تو اس کی عزت بڑھنے کی بجائے کم ہو جائے گی۔ کیونکہ لڑکی کے والدین ایک عرصے تک خدمت کرتے کرتے اکتا جاتے ہیں اور دل میں ادب و احترام کی جگہ بغض اور کینہ جنم لینے لگتا ہے۔ حالات کی کشیدگی بڑھنے سے پہلے ہی لڑکے کو اپنی اصل جگہ اپنے گھر میں قیام کرنا چاہئے۔

بیوی کے عزیز و اقارب کی عزت کرے:

جس طرح شوہر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ بیوی اس کے گھر والوں کو اپنے گھر والے سمجھے اور اس کے بہن بھائیوں کی خوشی و غمی میں شریک ہو اور ان کی عزت و احترام کرے۔ اسی طرح بیوی کی بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا شوہر اس کے ماں باپ کی عزت کرے اور اس کے بہن بھائیوں کی قدر کرتے ہوئے ان کے دکھ درد میں شریک ہو اور خوشی و غمی کے موقع پر ان کے ساتھ تعلقات قائم رکھے۔ ان سے اچھا اخلاق کا اظہار

کرے۔ جب میاں بیوی ایک دوسرے کے عزیز واقارب کے ساتھ مساوی سلوک نہیں کریں گے۔ ایک دوسرے کی قدر نہیں کریں گے تو پھر میاں بیوی کی زندگی میں ناخوشگوار حالات جنم لیں گے اور ذہنوں میں کشیدگی پیدا ہونے سے لڑائی جھگڑے ہوں گے جس کے باعث بعض اوقات نوبت طلاق یا خلع تک پہنچ جاتی ہے۔

شوہر بیوی کو اس کے والدین سے ملنے سے نہ روکے:

شوہر اپنی بیوی کو اس کے والدین کے قطع تعلق کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔ نہ شوہر کے کہنے پر والدین سے تعلق توڑنا جائز ہے کیونکہ والدین کے اولاد پر بے شمار احسانات ہیں لیکن اگر شوہر کی ممانعت کسی معقول وجہ سے ہو تو وہ الگ بات ہے کیونکہ بیوی پر والدین کی نسبت شوہر کا حق مقدم ہوتا ہے۔

باب نمبر 6
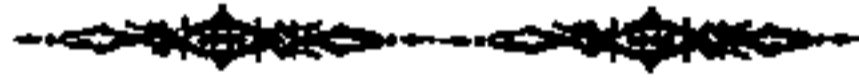
(الف) کامیاب زندگی کے رہنما اصول

ہر مرد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیوی سے محبت کرے...... اس کا احترام کرے...... اس کے دل میں جگہ بنائے...... اپنے خاندان کو سکون و قرار کی دولت سے مالا مال کر سکے...... اپنے گھر کو خوشیوں کا گہوارہ بنا سکے۔

اپنے دل و دماغ کو الجھنوں، پریشانیوں سے بچائے اس طرح کی کامیاب اور خوشگوار زندگی کے حصول کے لئے مرد کی زندگی میں بہت سے ایسے کام ہوتے ہیں جن کو کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور بہت سے کام ایسے ہیں جن سے بچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ہم نے ان امور پر بحث کرنے کی کوشش کی ہے جس کا تعلق مرد کی زندگی سے لازم و ملزوم ہوتا ہے۔ ان امور کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مرد کے کرنے کے کام

(i) صبر کا مظاہرہ کرے:

گھر کے ماحول کو گلزار بنانے کے لئے مرد کے پاس ایک اہم ہتھیار صبر ہے۔ گھر کے حالات کتنے ہی کٹھن ہو جائیں...... مشکلات بڑھتی چلی جائیں پھر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ عموماً مرد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے نفس اپنی مرضی کے مطابق مخصوص مشاس، نزاکت و نفاست، جاذبیت و نرم مزاجی، ذہانت اور زبان کی چاشنی سے لبریز بیوی کے ساتھ زندگی گزارے۔

لیکن اگر مرد کو ایسی بیوی مل جائے جو زبان کی چاشنی کے ساتھ [illegible] بھی ہو۔

خدمت گزار ہونے کے ساتھ جاذبیت ونزاکت والی نہ ہو، شوہر کے ذوق ومزاج پر پوری نہ اترتی ہو تو اس صورت میں بھی مرد کو چاہئے کہ وہ صبر کا مظاہرہ کرے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ○

پھر اگر تم ناپسند کرو انہیں تو (صبر کرو) شاید تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور رکھ دی ہو اللہ تعالیٰ نے اس میں (تمہارے لئے) خیر کثیر۔ (پ:۴، النساء:۱۹)

اگر کبھی کھانا شوہر کی پسند کا نہ بنا ہو یا کھانے میں نمک یا مرچ تیز ہو جائے تو ایسے موقع پر بھی شوہر کو صبر سے کام لینا چاہئے اور بیوی کو ڈانٹنا شروع نہیں کر دینا چاہئے۔ اس موقع پر سوچنا چاہئے کہ جو بیوی ہمیشہ میری پسند کا کھانا پکاتی ہے یا ہمیشہ اچھا کھانا پکاتی ہے۔ اگر کسی دن کوتاہی ہو بھی گئی تو کیا حرج ہے اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند اور سنت کے مطابق ردِعمل کا مظاہرہ کرنا چاہئے کیونکہ حدیث پاک میں ہے:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی کھانا پسند نہ ہوتا تو آپ کبھی اس کی برائی نہیں فرماتے تھے بلکہ کھانا چھوڑ دیا کرتے تھے۔'' (بخاری،۲/۸۱۴)

(ii) نرم گوشہ اختیار کرے:

اگر شوہر اپنی بیوی کے لئے نرم گوشہ اختیار کرے گا اپنا انداز، لہجہ اور الفاظ محبت کی مٹھاس کے ساتھ استعمال کرے گا تو بیوی میں بھی اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ پیدا ہو گا۔ بیوی بھی نرم لہجہ...... خدمت...... ایثار...... محبت...... خلوص...... صداقت...... دیانت...... شرافت جیسی خوبیاں اپنے اندر پیدا کرے گی۔

حدیث پاک میں ہے

[illegible] عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

[illegible] لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی گھر

والوں سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو نرمی کی طرف ان کی رہنمائی فرماتے ہیں۔'' (مسند احمد، ۶/ ۷۱، الرقم: ۲۳۹۰۶)

(iii) بیوی کی کجی کو نظر انداز کرے

مرد کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کی کجی کو نظر انداز کرتے ہوئے اس سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَج

بے شک عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، کبھی بھی ایک راستے پر سیدھی نہیں رہے گی اگر تو اس سے فائدہ اٹھائے گا تو اس کی کجی کی موجودگی میں اٹھائے گا۔ (صحیح مسلم، ۱۰/ ۲۹۸، الرقم: ۱۴۶۸)

(iv) بیوی کا راز دان بنے:

شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کا راز دان بنے ان کے درمیان ہونے والے معاملات، جماع کی حالت اور اپنی بیوی کے بستر کے راز دوسروں کو نہ بتائے۔ شریعت مطہرہ میں اس کے متعلق سخت وعید آئی ہے۔

- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلَ يُفْضِي اِلَى امْرَاَتِهٖ وَ تُفْضِيْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا

''اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہوگا جو اپنی بیوی کے پاس آتا ہے اور وہ اس کے پاس آتی ہے پھر وہ اس کا راز افشا کرتا ہے۔''

([illegible])

(۷) بیوی کو پردہ کروائے:

عورت گھر کی زینت اور چھپا کر رکھنے والی چیز ہوتی ہے۔ اس لئے شوہر کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو پیار و محبت سے سمجھائے اگر وہ پردہ نہیں کرتی تو اسے پردہ کروائے۔ گھر میں موجود غیر محرم افراد (بیوی کے دیور...... جیٹھ) چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ، ماموں زاد سے مکمل پردہ کروائیں۔ گھر سے باہر نکلتے وقت بازار جانے یا کسی عزیز کے گھر جاتے وقت پردہ کروائیں۔ بیوی کو نمائش کی شے بنانے کی بجائے اس اپنی عزت سمجھیں اور ایسی تقاریب میں بیوی کو لے کر جانے سے پرہیز کریں جہاں عورتوں کی نمائش کی جاتی ہو۔ بے پردگی کا ماحول ہو کیونکہ ایسی عورتیں غیر مردوں کے لئے لذت کا باعث بنتی ہیں۔ ۱۰

ارشادِ خداوندی:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اے نبی مکرم! آپ فرمایئے اپنی ازواج مطہرات کو، اپنی صاحبزادیوں کو اور جملہ اہل ایمان کی عورتوں کو کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) ڈال لیا کریں اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو۔ اس طرح وہ بآسانی پہچان لی جائیں گی پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہر دم رحم فرمانے والا ہے۔

(پ:۲۲، الاحزاب:۵۹)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ازار بند کے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی [illegible] بیان کی تو اس پہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا: تو عورتیں اپنی چادریں [illegible] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[illegible] اُمَّ سَلَمَةَ، اِذًا تَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ: فَذِرَاعٌ

لَا تَزِیْدُ عَلَیْہِ

ایک بالشت بھر لٹکائیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اس طرح تو ان کے پاؤں نظر آئیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ایک ہاتھ کے برابر لٹکا لیں اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔

(سنن ابی داؤد: الرقم: ۴۱۱۷)

(vi) مال خرچ کرے:

شوہر کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی پر اپنے اہل وعیال پر مال خرچ کرے ان کی ضروریات کا خیال رکھے...... بیوی کو اس کی ضرورت کے مطابق مال دیتا رہے...... بیوی پر خرچ کرنے والا کسی صورت بھی نقصان میں نہیں رہتا...... مال سے دلوں میں محبت بڑھتی ہے...... رشتہ داریاں جوڑ دی جاتی ہیں...... جبکہ کنجوس شخص اپنے مال پر سانپ بن کر بیٹھا رہتا ہے اور بیوی بچوں پر خرچ کرنے سے ہاتھ روک لیتا ہے جس سے اس کے گھر کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

(vii) تحفظ کا احساس دلائے:

بیوی کی تمام توقعات اس کے شوہر سے وابستہ ہوتی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو شوہر کے سپرد کر دیتی ہے...... شوہر کی موجودگی میں وہ اپنے آپ کو محفوظ و مامون سمجھتی ہے...... شوہر کی ذات اس کے لئے ایک مضبوط حصار ہوتی ہے...... بیوی کے لئے اس کے شوہر کی طرف سے ملنے والا تحفظ ہی اس کی زندگی کا مطلب ہوتا ہے...... اس لئے شوہر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو تحفظ کا احساس دلائے ...... اس کی عزت و محبت کی حفاظت کرے...... اس کی تمام توقعات کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔

(viii) تحمل سے کام لے:

عورت جب غصے میں آتی ہے تو شوہر کے احسانات [illegible]
کرتی ہے۔ حتیٰ کہ ہنگامہ آرائی تک اتر آتی ہے۔ [illegible]

ہونا چاہئے بلکہ تحمل سے کام لینا چاہئے، کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو عورتوں کے حوالے سے پہلے ہی باخبر کر دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حوالے سے فرمایا:

یَکْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاھُنَّ الدَّھْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْکَ شَیْئًا قَالَتْ مَا رَاَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ

''یہ احسان فراموش ہوتی ہیں، اگر آپ نے کسی ایک سے زمانہ بھر بھی احسان کیا ہو اور پھر تم سے کچھ کمی کوتاہی دیکھ لے تو کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی خیر نہیں دیکھی۔'' (صحیح بخاری، الرقم: ۵۱۹۷)

ان تمام امور کو سرانجام دینے سے مرد اپنی زندگی کو کامیاب اور خوشگوار بنا سکتا ہے۔

مرد کے نہ کرنے کے کام

(i) بیوی پر ظلم و زیادتی نہ کرے:

اسلام دین فطرت ہے اور غیر فطری رویوں کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے۔ اسلام عدل کا درس دیتا ہے نہ کہ ظلم و زیادتی کا۔ بداخلاق، بدزبان اور ظالم شوہر کی اسلام میں انتہائی مذمت کی گئی ہے۔

بالخصوص اگر بیوی فرمانبردار ہو تو خواہ مخواہ اس پر پریشر نہیں ڈالنا چاہئے۔ اگر بیوی اپنی غلطی سے رجوع کر لے تو شوہر کو بھی نرمی کا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا اَلَا اِنَّ لَکُمْ عَلٰی نِسَائِکُمْ حَقًّا وَّلِنِسَائِکُمْ عَلَیْکُمْ حَقًّا

[illegible] اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر بلاوجہ ظلم کے بہانے نہ ڈھونڈو۔ [illegible] تمہاری بیویوں پر تمہارے حقوق ہیں اور تمہاری بیویوں

کے تم پر حقوق ہیں۔'' (الترمذی، الرقم:۱۱۶۳، ابن ماجہ، الرقم:۱۸۵۱)

شوہر کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ بیوی پر ظلم وزیادتی کرے۔ اس کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آئے۔

(ii) بیوی کو مارنے سے اجتناب کرے:

وہ شخص جو اپنی بیوی کو بہت زیادہ مارتے ہیں وہ کبھی بھی اپنی بیوی کے دل میں جگہ نہیں بنا سکتے۔ خاص طور پر جب وہ دن کے ایک حصے میں ماریں اور بقیہ دن یا رات میں اس سے صحبت کرتے ہیں۔ مجامعت کی لذت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب دل میں رغبت اور احساس میلان ہو تو جس عورت کو پہلے خوب مار لیا جائے۔ اس کے دل میں نفرت تو پیدا ہو سکتی ہے رغبت نہیں۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا یَجْلِدُ اَحَدُکُمُ امْرَاَتَہٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ یُجَامِعُھَا فِیْ آخِرِ الْیَوْمِ

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ پیٹے، اور پھر یہ کہ دن کے آخر میں اس سے جماع بھی کر لے۔'' (صحیح بخاری، الرقم:۵۲۰۴)

(iii) بیوی پر شک نہ کرے:

باہمی رشتے کے اعتماد کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ دونوں میں سے کوئی کسی پر شک نہ کرے۔ اگر شوہر اپنی بیوی کے رازوں کا پیچھا کرتا رہے...... بیوی کی ٹوہ میں رہے...... بیوی کے راز جاننے کے لیئے ہاتھ پاؤں مارتا رہے...... اس کی الماریوں اور ذاتی کاغذات پر نظر رکھے...... اس کی تذلیل کرنے اور اس کی شخصیت کی نفی کرنے کی کوشش کرے تو اس کی زندگی میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے۔ گھر کا ماحول یکسر غارت ہو جاتا ہے۔ اس لئے شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی پر اعتماد کرے۔ اس کے لئے ایسے حالات پیدا نہ کرے وہ اسے بار بتانے پر مجبور ہو جائے۔

(iv) غیر محرم عورتوں کی طرف نظر نہ کرے:

شریعت اسلامیہ میں مرد کو غیر محرم عورتوں کی طرف نہ دیکھنے اور اپنی نظر کو جھکا کر رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عِفُّوْا عَنْ نِسَاءِ النَّاسِ تَعِفُّ نِسَاءُ کُمْ ...... الخ

''تم دوسری عورتوں سے اپنے آپ کو پاک دامن رکھو (ایسا کرنے سے)

تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی۔'' (المستدرک للحاکم، ۴/۲۶۵)

مرد کو چاہئے کہ وہ اپنی نظر کی حفاظت کرے۔ ظاہری طور پر سجی سنوری بیوٹی پارلر کی کرشمہ سازی سے تیار ہونے والی بناوٹی حسین عورتوں کو دیکھ کر اپنی بیوی کی محبت کا احساس اپنے دل سے کم نہیں کرنا چاہئے۔ ورنہ ساری زندگی پریشانی میں گزرتی ہے۔ اپنے خاندان کی نامحرم عورتوں سے اور ارد گرد کی عورتوں سے نظروں کو بچا کر رکھنا چاہئے۔ ورنہ یہ ایسا مرض ہے جو روحانیت کو تباہ کر دیتا ہے۔

(v) غصہ نہ کرے:

شوہر کو چاہئے کہ غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے بیوی کے ساتھ بدسلوکی نہ کرے، اگر غصے کے وقت بھی اپنی بیوی سے تعلق اچھا رکھے گا اس پر ظلم وتشدد نہیں کرے گا تو پھر بیوی کے دل میں بھی اپنے شوہر کے لئے محبت پختہ ہو جائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ○

اور [illegible]نے والے ہیں غصہ کو اور درگزر کرنے والے ہیں لوگوں سے اور [illegible] رکھتا ہے احسان کرنے والوں سے۔ (آل عمران:۱۳۴)

غصہ برداشت کرنے اور معاف کرنے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَّهُوَ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنَفِّذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِىْ اَىِّ الْحُوْرِ شَاءَ

''جس شخص نے غصہ کو ضبط کرلیا، جبکہ وہ غصہ کرنے پر قادر تھا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو تمام مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اختیار دیں گے کہ جس حور کو چاہے اپنی پسند سے انتخاب کرلے۔'' (ترمذی،۲/۲۲)

(ب) خوشگوار زندگی کے لئے زرّیں ہدایات

(i) بیوی کی تعریف کرنی چاہئے:

ہر انسان تعریف کا خواہش مند ہوتا ہے جس کی تعریف کی جائے وہ سمجھتا ہے کہ تعریف کرنے والے کے دل میں میری بہت قدر ہے۔ اسی طرح اگر شوہر وقتاً فوقتاً بیوی کی تعریف کرتا رہے تو بیوی شوہر کی رضامندی کے لئے اس کی خواہش کے مطابق ہر کام کرنے کے لئے جان توڑ کوشش کرتی ہے۔

اگر کوئی مرد چاہتا ہے کہ اس کے گھر کا آنگن خوشیوں سے مہکتا رہے تو اسے چاہئے کہ دل کھول کر بیوی کی تعریف کرے۔ اس کے لئے محبت بھرے الفاظ استعمال کرے۔ کبھی اس کے ہاتھ سے پکے ہوئے کھانے کی تعریف کرے...... کبھی اس کی مسکراہٹ کی تعریف کرے...... کبھی اس کے لباس کی تعریف کرے...... کبھی اس کی خوبصورتی کی تعریف کرے...... کبھی اس کے گھر کی صفائی کی تعریف کرے...... آپ کے منہ سے نکلے تعریف کے چند الفاظ بیوی کے کانوں میں رس گھولنے کے لئے کافی ہوں گے۔ وہ آپ کے آگے پیچھے گھومتی ہوئی لاکھ جتن کرکے آپ کا ہر کام خوشی سے کرے گی اور آپ کی زندگی میں ہر طرف سکون ہی سکون ہوگا۔

(ii) تفریحی امور کا اہتمام کرنا چاہئے:

مرد کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے مزاج کے مطابق اسے ایسا ماحول فراہم کرے جس سے اس کے نفس کو تسکین حاصل ہو۔ بیوی کی عمر کے مطابق اس کی دلچسپیوں والے امور سرانجام دیئے چاہئیں...... اس کی خوشی اور مرضی کے مطابق اہل علم اور اخلاق یافتہ عورتوں سے بات کرنے کا موقع دیا جائے...... عمر اور عقل کے لحاظ سے کھیل کود میں شرکت کرنے کی اجازت دی جائے جبکہ اس میں بے پردگی اور مخلوط ماحول نہ ہو...... بیوی کے ساتھ کھیلنے، ہنسی مذاق کرنے اور حسن معاشرت بہت ضروری ہے اس کا خوب اہتمام کرنا چاہئے۔

> ''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ: وہ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ لگائی اور میں سبقت لے گئی۔ پھر جب میں (کچھ موٹاپے کی وجہ سے) وجود میں بھاری ہوگئی اور تب دوڑ لگائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے سبقت لے گئے۔ فرمایا: یہ آپ کی گزشتہ سبقت کا بدلہ ہوگیا'' (ابوداؤد، الرقم: ۲۵۷۸)

(iii) مسکراتے ہوئے گھر میں داخل ہونا چاہئے:

گھر کا ماحول خوشگوار بنانے کے لئے مرد کو چاہئے کہ وہ جب گھر میں داخل ہو تو مسکراہٹ اس کے لبوں پہ بکھری ہو۔ مرد سارا دن گھر سے باہر رہتا ہے۔ کام کاج پر، ساتھیوں کے ساتھ، دوستوں میں بیٹھے ہوئے وہ تفریحی ماحول حاصل کر لیتا ہے۔ مگر اس کی بیوی سارا دن گھر میں رہ کر اس کا انتظار کرتی ہے اور یہ امید رکھتی ہے کہ جب اس کا شوہر گھر آئے گا تو اس کو بھی مسکرانے کا موقع ملے گا وہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ خوش ہوگی [illegible] مسکراہٹ تو دور کی بات ہر کسی پر چیخنا، چلانا چنگھاڑنا، [illegible] اور انتظار [illegible] غارت ہو جاتا ہے۔ گھر کی فضا محبت

کی لہروں میں مہکنے کی بجائے خاموشی کے آنچل میں سونی ہو جاتی ہے۔

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَکْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُھُمْ بِاَھْلِہٖ

''مومنین میں کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو اخلاق میں بہترین ہو اور اپنے گھر والوں کے حق میں نرم ترین ہو۔'' (جامع ترمذی،۲/۸۹)

(iv) باہر کا شکوہ شکایت گھر داخل نہیں کرنا چاہئے:

بیوی کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنے والے شوہر کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ باہر کے شکوہ شکایتیں گھر میں داخل نہیں کرتا جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو اپنی ساری توجہ گھر میں مرکوز رکھتا ہے۔ اپنے مسائل کی وجہ سے گھر کا ماحول خراب نہیں کرتا۔ زندگی کی پریشانیوں ...... مسائل ...... فکروں ...... الجھنوں ...... مشکلات کو اپنے اوپر سوار کر کے اپنی گھریلو زندگی کے سکون کو تباہ نہیں کرتا اور اس کی زبان پر ہمیشہ یہی ترانہ ہوتا ہے کہ

مصائب میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
مجھے اپنی ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

(v) گھریلو امور میں مدد کرنی چاہئے:

شوہر کو چاہئے کہ وہ بیوی کے ساتھ مل کر گھر کے کچھ امور سرانجام دے۔ بیوی کی مدد کرے اور جو کام سہولت کے ساتھ وہ کر سکتا ہے وہ انجام دینے چاہئیں مثلاً جوتے پالش کرنا ...... دسترخوان بچھانا ...... پانی کی موٹر چلانا ...... کپڑے استری کرنا ...... بچوں کو ہوم ورک کروانا ...... اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے کام کرنے سے مرد کی قدر و منزلت بیوی کے دل میں اور زیادہ ہو جائے گی۔ اس طرح کے کاموں سے مرد کی شان میں کمی نہیں آتی بلکہ وہ یہ کام اگر سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی نیت سے کرے گا تو ثواب کا حقدار بھی ٹھہرے گا۔ اور گھر کی زندگی میں بھی امن سکون کی فضا قائم ہو گی۔

(vi) ناراضگی جلدی ختم کر دینی چاہئے:

اگر بیوی سے کبھی کوئی غلطی سرزد ہو جائے اور آپ بیوی سے ناراضگی اختیار کر لیں تو پھر جب بیوی آپ سے معافی مانگے آپ کو راضی کرنے کی کوشش کرے تو شوہر کو بھی زیادہ دیر ناراض نہیں رہنا چاہئے اور بیوی کو دل سے معاف کر دینا چاہئے کیونکہ اگر آپ معاف کرنے میں دیر کریں گے تو آپ کی زندگی میں تناؤ پیدا ہوگا...... آپ کا کسی کام میں دل نہیں لگے گا...... آپ کی پریشانی میں اضافہ ہوگا...... اس کا اثر آپ کی صحت پر پڑے گا۔ اور جب آپ اپنی بیوی سے خوش ہو جائیں گے تو آپ کی زندگی میں بھی سکون آ جائے گا۔

(ج) اپنی زندگی کو محبتوں کا سمندر بنایئے

(i) بیوی سے محبت کریں:

زندگی میں محبتوں کے رنگ بھرنے کے لئے میاں بیوی کے اندر محبت و چاہت کے خوبصورت جذبات کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ شوہر کے دل میں بیوی کا احترام اور نظروں میں محبت ہونی چاہئے۔

محبت میں پختگی اس وقت آتی ہے جب شوہر اپنی بیوی میں نقص نہ تلاش کرے اگر بیوی میں کوئی خامی ہو تو محبتوں کے پردے میں اس کو چھپا دے۔ شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے ساتھ محبت بھرے الفاظ میں بات کرے۔ اس کی ہر چیز کی دل کھول کر تعریف کرے۔ محبت ایسا طاقتور جذبہ ہے جو زندگی کی تمام پریشانیوں سے چھٹکارا دلا دیتا ہے۔

(ii) بیوی کو خوش رکھیں:

ازدواجی زندگی میں مکمل اطمینان حاصل کرنے کے لئے شوہر کو چاہئے کہ وہ ہر قدم [illegible]...... بیوی کی پسند کا خیال رکھے...... اس کی پسند کا کھانا کھائے [illegible] ...... اس کی جائز خواہشات کو

پورا کرے......اس کی زندگی میں مسرتوں اور خوشیوں کو بکھیرنے کے لیئے ہر ممکن کوشش کرے۔

(iii) بیوی کو تحائف دیں:

بیوی کی ضروریات زندگی مثلاً، لباس، کھانا پینا، جوتے وغیرہ کی ذمہ داری شوہر پر ہوتی ہے اگر شوہر معمولی سی تبدیلی کر کے ان اشیاء کو تحائف کی صورت میں دینا شروع کر دے مثلاً گرمیوں سردیوں میں کپڑے تحفے کے طور پر دے دے۔ باہر سے جب گھر آئے تو پھل وغیرہ لے آئے...... بازار جائے تو جیولری، پھولوں کے گجرے وغیرہ لے دے......عید وغیرہ کے موقعوں پر کچھ چیزیں لے دے تو اس طرح ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور شوہر کی طرف سے بیوی کو تحائف بھی مل جائیں گے۔

بیوی کے دل میں جگہ بنانے کے لئے تحائف بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ تحفہ لینے دینے سے دل میں محبت بڑھتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

تَهَادُوْا تَحَابُّوْا

"ایک دوسرے کو ہدیہ لیا دیا کرو اس سے آپس میں محبت بڑھے گی۔"

(موطا مالک، الرقم: ۱۷۰۷)

(iv) بیوی پر توجہ دیں:

شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی سارے دن کی تمام مصروفیات سے وقت نکال کر کم از کم ایک گھنٹہ اپنی بیوی پر بالخصوص توجہ دے جب اس کو اور کوئی کام نہ ہو......اس وقت میں ایک دوسرے سے محبت کے الفاظ استعمال کریں......اگر کوئی شکوہ شکایت ہو تو وہ دور کریں......تمام گلے شکوے ختم کریں اور اپنی ساری توجہ ایک دوسرے پر مرکوز کر کے محبتوں کے سمندر میں ڈوب جائیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی بیویوں کو وقت اور توجہ [illegible]

جایا کرتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

''میں ایک لڑائی (غزوہ تبوک) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ جب وہاں سے لوٹے تو میرا ایک اونٹ سست چل رہا تھا۔ میں چاہتا تھا مدینہ میں جلد پہنچوں، اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ کوئی سوار میرے پیچھے آن پہنچا، میں نے جو دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے پوچھا جلدی کیوں کر رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے شادی کی ہے (اور اس وجہ سے چاہتا ہوں کہ گھر جلدی پہنچوں) آپ نے فرمایا: کنواری ہے یا ثیبہ؟ میں نے عرض کیا ثیبہ ہے۔

آپ نے فرمایا: ارے کنواری سے کیوں شادی نہیں کی؟ وہ تجھ سے کھیلتی تو اس سے کھیلتا...... خیر جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے چاہا شہر میں داخل ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذرا دم لو عشاء کے وقت رات کو اپنے گھروں میں جاؤ تاکہ جس عورت کے بال الجھے ہوں وہ کنگھی چوٹی کرے اور جس عورت کا خاوند غائب تھا وہ پاکی کرلے۔ (صحیح بخاری، ۹/۱۲۱، صحیح مسلم، ۱۰/۵۶)

(د) بیوی کے دل میں جگہ بنانے کیلئے وظائف کا اہتمام

شوہر اپنی بیوی کے دل میں جگہ بنانے کے لئے مختلف وظائف کا اہتمام کرے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض گزار ہو کر دعا کرے کہ ان کی زندگی مسرتوں اور خوشیوں کا گہوارہ بن جائے۔ چند وظائف درج ذیل ہیں۔

میاں بیوی کے دلوں کی رنجشیں دور کرنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا، وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ،
وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا
وَمَا بَطَنَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا

وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ، وَ اجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ ، مُثْنِيْنَ بِهَا، قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا ۔

اے اللہ! تو ہمارے دلوں میں باہم محبت پیدا کردے۔

اور ہماری آپس کی رنجشوں کی اصلاح فرمادے۔

اور ہم کو سلامتی کے راستے دکھادے۔

اور نور عطا فرما کر تاریکیوں سے نجات دے۔

اور بے حیائیوں سے ہم کو بچالے، جو ان میں کھلی ہوئی ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہمارے کانوں اور آنکھوں میں اور دلوں میں اور ہماری بیبیوں میں اور بچوں میں برکت عطا فرما۔

اور ہماری توبہ قبول کر کیوں کہ تو ہی سب سے بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

اور ہم کو اپنی نعمتوں کا شکر گزار اور ان پر تعریف کرنے والا اور اس کا قبول کرنے والا بنادے، اور ہمارے اوپر اپنی نعمت پوری فرمادے۔

(ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، ۱/۱۳۹)

میاں بیوی میں محبت کی دعا

۱۰۰ مرتبہ آیت کریمہ پڑھ کر میاں بیوی محبت کی دعا مانگیں۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

فکر و پریشانی میں کثرت سے پڑھنے کی دعا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ جو شخص پڑھے گا تو (یہ کلمہ) اس کے لیے ننانوے دکھوں اور بیماریوں کی دوا ہے جس میں سب سے ہلکی بیماری فکر و پریشانی ہے۔

(مستدرک حاکم، [illegible])

(۵) اے نوجوانو!

آج کے نوجوان درحقیقت مستقبل کے معمار ہیں۔ انہی نوجوانوں کے ذریعے ہم امت کے مستقبل کی عمارت قائم کر سکتے ہیں اگر ان نوجوانوں کو بھلائی اور حسن سلوک پر ابھارا جائے تو یہ نوجوان سدھر جاتے ہیں اور یہی امت کی عمارت کی مضبوط بنیاد بن سکتے ہیں جس پر مستقبل کی عمارت استوار کی جاسکتی ہے۔ ان کے دین وایمان کی پختگی اور ان کے بہترین اخلاق وکردار کی اصلاح کے ذریعے ہی امت کا روشن مستقبل بن کر ابھریں گے۔

انسان جب جوانی کے مرحلے میں داخل ہوتا ہے تو وہ جسمانی، فکری، ثقافتی اور عقلی اعتبار سے بھی پروان چڑھنے لگتا ہے۔ اس مرحلہ میں اپنے نفس پر اور جذبات پر قابو پانا ایک مشکل ترین مرحلہ اور انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ ذیل میں نوجوانوں کی مشکلات اور پھر ان کے لئے باعمل منصوبہ بندی کے تحت ہدایات بیان کی جارہی ہیں۔

(۱)...... بری صحبت:

نوجوانوں کی عقل اور ان کے سلوک وکردار پر ان کے ساتھیوں کا بہت اثر ہوتا ہے۔ منحرف نوجوانوں کی صحبت اور ان کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا اور ان کے ساتھ تعلقات و روابط قائم کرنا ان کی زندگی کو متاثر کرتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ

یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی کو دوست بنانے سے پہلے دیکھ لو کہ کس کو دوست بنا رہے ہو؟

(ترمذی، کتاب الزہد، باب ۴۵، الرقم: ۲۳۷۸)

حل:

نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی دوستی اور مصاحبت کے لئے ایسے شخص کا انتخاب کریں جو خیر خواہ ہو۔ اصلاح پسند اور عقل مند ہو۔ دوستی کرنے سے پہلے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اطمینان حاصل کرے کہ وہ با اخلاق، دین دار ہو۔ اس کی صحبت سے دنیاوی اور اخروی فوائد حاصل ہوں۔ شر پسند لوگوں سے پرہیز کریں اور فتنہ فساد برپا کرنے سے اجتناب کریں۔

(۲)......موبائل فون کا غلط استعمال:

عصر حاضر میں موبائل کا غلط استعمال بڑھتا جا رہا ہے۔ پہلے ضرورت کے تحت اس کا استعمال ہوتا تھا مگر اب نوجوان نسل کے بچے بچے کے ہاتھ میں موبائل ہے جس کے باعث معاشرتی بے راہ روی بڑھتی جا رہی ہے۔ نوجوان موبائل فون کے استعمال کے باعث اپنے والدین سے دور ہوتے ہیں جس سے ان کا ذہن انحراف کا شکار ہو جاتا ہے۔ ذہنی عدم استحکام انہیں بعض غلط افعال کے لئے اکساتا ہے۔

نوجوانوں کو ہدایات:

اس سلسلے میں نوجوان نسل کو مکمل راہنمائی کی ضرورت ہے اور وقفے وقفے سے ان کی ذہنی تربیت کرتے رہنے سے وہ اس قسم کی بے راہ روی سے بچ سکتے ہیں۔ موبائل کے غلط استعمال کے نقصانات سے آگاہی دیتے رہنا چاہئے اور اس کے فوائد پر روشنی ڈالنی چاہئے۔

(۳)......انٹرنیٹ کا آزادانہ استعمال:

انٹرنیٹ پر فحش فلمیں اور دل سوز موسیقی نوجوان نسل کے جذبات میں اشتعال پیدا کرتی ہے جس سے وہ اپنے جذبات میں کنٹرول نہیں کر سکتے تو [illegible] افعال بد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ مختلف قسم کی ویب سائٹس پر سکس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جس سے

نوجوانی کے ابتدائی دور میں جب ذہنی پختگی نہیں ہوتی۔ بچہ بھٹک جاتا ہے اور انحراف کی صورتحال سے دوچار ہو جاتا ہے۔

ہدایات:

انٹرنیٹ کے فوائد اور نقصانات الگ الگ بیان کئے جائیں اور نوجوانوں کو مذہبی تعلیم کی طرف راغب کیا جائے۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں زندگی گزارنے کی تعلیم دی جائے۔ والدین کی صحبت میں رہ کر بچے مثبت کردار کے حامل ہوتے ہیں لیکن افسوس! موجود دور میں بچے اور والدین کی دوریاں بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔

فحش لٹریچر پڑھنا:

جب نوجوان نسل کو گندہ اور فحش لٹریچر پڑھنے کے لئے میسر آئے تو پھر نتیجہ دین سے دوری ہوتا ہے جس کے باعث ان کے ذہن مختلف شکوک وشبہات سے بھر جاتے ہیں۔ اخلاقی برائیوں کی دلدل میں انسان پھنستا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کفر کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے۔ حق و باطل میں تمیز کی قوت ختم ہو جاتی ہے۔ ایسے نوجوان، اپنی دنیا کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت بھی تباہ کر لیتے ہیں۔

علاج:

اس کا علاج یہ ہے کہ فحش اور گندے لٹریچر کی جگہ تہذیبی اور مذہبی رسائل کا اجرا کیا جائے جس میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کا درس دیا جائے۔ اعمال صالحہ کی جستجو پیدا کی جائے۔ مفید اور نفع بخش کتابیں نفس کی خواہشات کو قابو کرنے کے لئے مفید ثابت ہوتی ہیں۔

(۳)۔ بزرگوں کی صحبت سے دوری:

نوجوان نسل اپنے بزرگوں اور عمر رسیدہ لوگوں کی صحبت سے دور رہتے ہیں اور پھر

ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ جب سن رسیدہ لوگ نوجوانوں کی گندی عادتوں اور فحش خیالات کو دیکھتے ہیں تو ان کی رہبری، رہنمائی کرنے کی بجائے ان کو اپنی محفلوں سے دور رکھتے ہیں اور ناامید ہو کر ان سے منہ موڑ لیتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرہ مزید خراب اور تباہ ہوتا جارہا ہے۔

بہترین حل:

اس مسئلے کا بہترین حل یہ ہے کہ نوجوانوں اور بزرگوں کے درمیان بڑھتے ہوئے اختلاف کو ختم کیا جائے اور معاشرتی ترقی کے لئے بزرگ اور نوجوانوں کو مل کر ایک جسم کی حیثیت سے آگے بڑھنا چاہئے اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک عضو کے خراب ہونے سے پورا جسم بیزار ہو جاتا ہے۔

(و) جنسی توانائی کی اہمیت

انسانی جبلتوں میں سب سے طاقتور، شدید اور انتہائی گہری جبلت جنسی جبلت ہے۔ اس فطری تقاضے کی سیرابی کے ذریعے تسکین نفس حاصل ہوتی ہے۔ پریشانی اٹھ جاتی ہے...... بدنی اضطرابات تھم جاتے ہیں...... جسمانی توازن قائم ہو جاتا ہے...... نوجوان مرد ہو یا عورت اس جبلت کو نہ دبا سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے قبضے میں لا سکتے ہیں اگر اسے مکمل آسودگی نہ پہنچائی جائے تو انسانی جسم بہت ساری الجھنوں اور اضطرابات کا شکار ہو جاتا ہے۔

تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے:

انسانی زندگی میں جنسی توانائی کی اہمیت پر روشنی ڈالنے کے لئے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا قصہ پیش کیا جاتا ہے۔

سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی عبادت الٰہی کے لئے وقف کر دی تھی۔ وہ دن کو روزہ رکھتے اور رات قیام میں گزارتے۔ ایک دن ان کو یہ خیال سوجھا

کیوں نہ اس جنسی جبلت اور حیوانی پکار سے جان چھڑائی جائے؟

ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوئے۔ وہاں کچھ عورتیں بھی تھیں۔ انہیں میں سے ایک ایسی عورت بھی تھی جس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ اس پر اداسی، غم، آزردگی اور پژمردگی کے سائے چھائے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ عثمان بن مظعون کی بیوی ہے۔ جو عبادت میں مصروف رہنے کی وجہ سے اس کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ دوسرے لفظوں میں حق زوجیت ادا کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا: کیا تمہارے لئے ہم میں کوئی نمونہ نہیں؟ عثمان نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: تم دن بھر روزہ رکھتے ہو اور رات قیام میں بسر کرتے ہو۔ کہنے لگے: جی ہاں! میں ایسے ہی کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے نہ کیا کر، تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے اور تیرے گھر والوں کا بھی۔ (مسند احمد:۶/۱۰۶)

زندگی کا ایک اہم جزو......جنس:

جنس زندگی کا ایک اہم جزو ہے۔ ہر مرد و عورت کا یہ حق ہے کہ وہ اس قدر لذت سے لطف اندوز ہو جو اس کے کردار کی اصلاح کے لئے ضروری ہے...... انسان خوشی، اطمینان اور سکون حاصل کر سکے...... حزن و ملال کی کیفیت چھٹ جائے...... افسردگی کے بادل ختم ہو جائیں...... نفس کو قرار آ جائے۔

جنسی جبلت......تمام جبلتوں پر حاوی:

نر اور مادہ کے ملاپ کی خواہش تمام مخلوقات میں دیگر جبلتوں اور فطری افعال سے [illegible] گہری ہے۔ زندگی کے ہر طبقے کے ذی روح میں یہ خلقت اور سرشت اس قدر منہ [illegible] تمام جبلتوں پر حاوی ہوتی ہے۔

غیر متناہی فساد پھیل جائے گا:

اِلَّا تَفۡعَلُوۡہُ تَکُنۡ فِتۡنَۃٌ فِی الۡاَرۡضِ وَ فَسَادٌ کَبِیۡرٌ

اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں غیر متناہی فساد پھیل جائے گا۔

اس آیت مبارکہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ اگر شہوت کو تقویٰ کی لگام دے دی جائے تو بدن کے اعضاء شہوت کا جواب دینے سے رک جائیں گے۔ نگاہ جھک جائے گی اور شرمگاہ محفوظ رہے گی۔

البتہ شیطان اکثر اوقات ایسے انسان کے دل، دماغ پر مسلسل قبضہ جمائے بیٹھا رہتا ہے۔ اس لئے دل کو خیال اور اندیشوں سے محفوظ رکھنا انسان کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔

جنس کی حقیقت سے عدم واقفیت کا نقصان:

اکثر شادیاں جنس کی حقیقت سے عدم واقفیت کی بناء پر ناکام ہو جاتی ہیں۔ شادی کے ابتدائی سالوں میں میاں بیوی کے درمیان جو اختلافات پیدا ہوتے ہیں اور پھر طویل جھگڑوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کا بنیادی سبب جنس کے بارے میں ناسمجھی اور بے شمار غلط فہمیاں ہیں۔

شوہر کے لئے ضروری ہے کہ اسے جنسی توانائی کی حقیقت کا علم ہو کیونکہ یہ اس کی جنسی سرشت کی سیرابی کا سامان مہیا کرتا ہے۔ مذکر اور نر کی جنسی خواہش اور تڑپ زیادہ زور آور ہوتی ہے کیونکہ اس کی جبلت ہر وقت بیدار اور ہوشیار رہتی ہے۔ اس کے برعکس عورت کی جنسی جبلت مرد کی نسبت کم بیدار رہتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی جنسی تڑپ کمزور ہوتی ہے۔

مرد کی جنسی جبلت کے متعلق سائنسی نظریہ:

سائنسی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرد ایک مکعب سینٹی میٹر مادہ منویہ میں 60 ملین (چھ کروڑ) کرم منی ہوتے ہیں۔ اور ہر جنسی ملاپ کے نتیجے میں

3 سے لے کر 6 مکعب سینٹی میٹر مادہ منویہ کا اخراج ہوتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ایک دن میں تین سے لے کر چھ مرتبہ تک عمر کے اعتبار سے جنسی ملاپ ممکن (Possible) ہے۔

یعنی اگر اوسطاً ایک دن میں تین مرتبہ جماع کیا جائے تو تقریباً 540 ملین (54 کروڑ) مہائے منی کا اخراج ہوگا۔اس طرح اگر اس کثیر تعداد میں پیدا ہونے والے مہائے منی کی جن کا اخراج عضو تناسل کرتا ہے۔کھپت (Consumption) نہ ہو تو ناقابل برداشت نفسیاتی اور جسمانی دباؤ اور پریشر پیدا کر دیں گے۔اگر اس خواہش کی سیرابی کا بندوبست صحیح معنوں میں نہ کیا جائے تو فرد کا کردار اور جنسی کارکردگی متاثر ہوتی ہے اور اس کی شخصیت کاروبار اور زندگی کا ہر گوشہ ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔

(ذ) جنسی توانائی کی افادیت

جنسی معاملات......عبادت کا درجہ رکھتے ہیں:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند صحابہ کرام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض رسا ہوئے: اے رسول خدا مالدار لوگ بہت سا اجر لے گئے۔ہماری طرح وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں اور زائد مال سے صدقہ کر دیتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھی صدقہ کرنے کا سامان پیدا نہیں کیا؟ یقیناً ہر بار سبحان اللہ کہنا ایک صدقہ ہے۔ہر مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہنا ایک صدقہ ہے۔''لا الہ الا اللہ'' کا ورد ایک صدقہ ہے۔نیکی کا حکم دینا ایک صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔یہاں تک کہ تمہاری شرمگاہ (میاں بیوی کے ملاپ) میں بھی صدقہ ہے۔

وہ کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب! ہم میں سے کوئی اپنی خواہش پوری کرے تو کیا [illegible]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بتلائیں! اگر وہ اسے حرام میں استعمال کرے تو کیا گناہ نہیں ہوگا؟

ایسے ہی اگر وہ اسے جائز کام میں استعمال کرے تو یقیناً ثواب/اجر ملے گا۔

(صحیح مسلم، الرقم: ۱۰۰۶)

معاملات زندگی میں آسانی:

مرد کی جنسی توانائی بہت زور آور ہوتی ہے۔ سمجھدار اور زیرک عورت کو ہمیشہ اس کی فکر سب سے آگے ہونی چاہئے۔ جب جنسی اعتبار سے شوہر آسودہ حال ہوگا اور جنسی عمل اور تعلق اس کی خواہش کے مطابق ہوگا تو اس کے لئے دیگر معاملات زندگی چلانا آسان ہوں گے۔ گھر میں بچوں کا شور شرابا اسے بالکل نہیں بھڑکائے گا۔ وہ لوگوں کے ساتھ پرسکون اور تحمل سے پیش آئے گا۔

پرجوش اور شفقت آمیز تعلق:

میاں بیوی کے درمیان پائی جانے والی جنسی ہم آہنگی سے ان کے درمیان پرجوش اور شفقت آمیز تعلق جنم لیتا ہے۔ جنسی ملاپ اور محبت کے کھیل کھیلنے کی وجہ سے وہ ایسے ہیجان خیز تجربات سے گزرتے ہیں۔ جو ان کی زندگی میں مسرتیں بکھیر دیتے ہیں۔ جتنی بھی مشکلات اور پریشانیاں آئیں انہیں مسرتوں کے سائے تلے خوش اسلوبی سے ان کو حل کرلیا جاتا ہے جس سے ان کی ازدواجی زندگی کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

جنسی تعلق سے محبت پھلتی پھولتی ہے:

عورت کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جنسی عمل محض خاوند کا حق نہیں اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ تحفہ ہے جس سے میاں بیوی کے تعلقات مضبوط اور پرجوش بنائے جاتے ہیں۔ عورت جب اپنا سب کچھ مرد کے لئے پیش کردیتی ہے تو بلاشبہ وہ شوہر کی توجہ اور محبت حاصل کرلیتی ہے اور شوہر جب بیوی سے جائز طریقے سے جنسی آسودگی حاصل کرلیتا ہے تو پھر وہ اسے باہر تلاش نہیں کرتا۔ میاں بیوی کی محبت [illegible]

لذتِ رضا سے اس کی آبیاری کرتا ہے۔

خاوند کے دل میں بیوی کی محبت ہوتی ہے:

اگر عورت اپنی دلکشی چلبلے پن اور لذت سے اپنے خاوند کو محظوظ رکھے اور اس پر ہزار جان سے نثار ہو جائے۔ لطف و مستی اور محبت کے لذیذ و شیریں چشموں سے سرتاسر اسے سیراب کر دے۔ خاوند کے ساتھ جنسی تعاون برقرار رکھے۔ اس کی جذباتی ضروریات کا بھرپور کفارہ ادا کرے تو شوہر بھی محبت کا بدلہ محبت کی صورت میں دیتا ہے۔ جنسی آسودگی سے خاوند کے دل میں بیوی کے لئے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر عورت مرد کو جنسی آسودگی فراہم نہ کرے تو وہ عورت سے کبھی محبت نہیں کرے گا کیونکہ آدمی کی جنسی فطرت بڑی زور آور ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ باہر آنے اور آسودگی کی متمنی ہوتی ہے تو جو اس معاملے میں اس کا معاون ہو وہ اسی پر محبت کے پھول نچھاور کرتا ہے۔
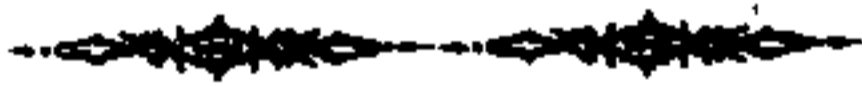
مشت زنی

موجودہ دور میں فحاشی و عریانی کا رجحان ...... مخلوط تعلیمی نظام ...... مردوں اور عورتوں کا اختلاط، انٹرنیٹ، کیبل پر بے حیائی کے چرچے اور شہوت افزاء مناظر ...... بے ہودہ فیشن کا پرچار نوجوان نسل میں مشت زنی کو جنسی مشغلہ بناتا جا رہا ہے۔ بظاہر نمازی اور سنتوں کا پابند نظر آنے والا شخص بھی عقل و جسم میں بھڑکتی ہوئی شہوت کی آگ کو تسکین پہنچانے کے لئے کسی ساتھی کے نہ ہونے کی وجہ سے صرف اپنی ذات پر انحصار کرنے کی کوششوں تک جا پہنچا ہے۔ اگر شہوت سے مغلوب ہو کر اس کی تسکین کے لئے ناجائز ذرائع اختیار کئے جائیں تو دونوں جہاں کا نقصان اور جہنم کا سامان ہے لیکن اگر صبر کیا جائے تو ثواب کمایا جا سکتا ہے۔

اس فعل کی وعید ...... احادیث کی روشنی میں

<u>ملعون ہے:</u>

سرکار دو جہاں، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے ہاتھ سے نکاح کرنے والا ملعون ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: ۸۰/۱۰)

<u>نگاہ رحمت سے محروم:</u>

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سات لوگ ایسے ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اور بروز قیامت ان کی جانب نگاہ رحمت نہ فرمائے گا۔ اور ان سے فرمائے گا کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ بشرطیکہ یہ توبہ نہ کریں۔

(۱)......بدفعلی کرنے والا

(۲)......کروانے والا

(۳)......جانور سے برا کام کرنے والا

(۴)......ماں اور بیٹی سے نکاح کرنے والا

(۵)......اپنے ہاتھ سے غسل واجب کرنے والا۔ (کتاب الکبائر،ص:۶۳)

بروزِ قیامت ہاتھ حاملہ ہوں گے:

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں: حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ ''میں نے سنا ہے کہ بروز قیامت ایک قوم کو اس حال میں لایا جائے گا کہ ان کے ہاتھ حاملہ ہوں گے۔ میرے خیال میں یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے ہاتھ سے غسل واجب کیا کرتے تھے۔''

مزید لکھتے ہیں: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی قوم کو عذاب میں مبتلا فرمایا جو اپنی شرمگاہوں کا غلط استعمال کرتے تھے۔ (روح المعانی،۹/۱۶)

مشت زنی کا نقصان:

یہ غیر فطری فعل ہے۔ صحت کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ایک بار یہ ''فعل'' کر لینے کے بعد بار بار کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اگر چند بار کر لیا جائے تو ورم آ جاتا ہے اور عضو کی نرم نازک رگیں رگڑ کھا کر دب جاتی ہیں اور دب کر سست ہو جاتی ہیں اور پٹھے بے حد حساس ہو جاتے ہیں اور بالآخر نوبت یہاں تک آ جاتی ہے کہ ذرا بدنگاہی ہوئی بلکہ ذہن میں تصور قائم ہوا اور منی خارج، بلکہ کپڑے سے رگڑ کھا کر ہی منی ضائع ہو جاتی ہے۔

''منی'' اس خون سے بنتی ہے جو تمام جسم کو غذا پہنچانے کے بعد بچ جاتا ہے جب یہ کثرت کے ساتھ خارج ہونے لگے گی تو خون بدن کو غذا کیسے فراہم کرے گا؟

تو جسم کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

مشت زنی سے جسمانی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں

(۱)......دل کمزور (۲)......معدہ (۳)......جگر

(۴)......گردے خراب (۵)......نظر کمزور

(۶)......کانوں میں شائیں شائیں کی آوازیں آنا

(۷)......چڑچڑاپن (۸)......صبح اٹھے تو بدن سست

(۹)......جوڑ جوڑ میں درد اور آنکھیں چپکی ہوئی

(۱۰)......"منی" پتلی پڑ جانے کی صورت میں تھوڑی تھوڑی رطوبت بہتی رہنا، نالی میں رطوبت پڑی رہنا اور سڑنا۔ پھر اس سے بعض اوقات زخم ہو جانا اور اس میں پیپ پڑ جانا۔

(۱۱)......شروع میں پیشاب میں معمولی جلن

(۱۲)......پھر مواد نکلنا

(۱۳)......پھر جلن میں اضافہ

(۱۴)...... یہاں تک کہ پرانا سوزاک ہو کر زندگی کو اتنا تلخ کر دیتا ہے کہ آدمی موت کی آرزو کرنے لگتا ہے۔

(۱۵)......منی کا پتلی ہونے کے سبب بلا کسی خیال کے پیشاب سے پہلے یا اور پیشاب میں مل کر نکل جانا اس کو جریاں کہتے ہیں۔ جو شدید ترین امراض کی جڑ ہے۔

(۱۶)......عضو میں ٹیڑھا پن

(۱۷)......ڈھیلا پن

(۱۸)......جڑ کمزور

(۱۹)......شادی کے قابل نہ رہنا

(۲۰)......اگر جماع میں کامیاب بھی ہو گیا تو اولاد کی امید نہیں

(۲۱)......کمر میں درد

(۲۲)...... چہرہ زرد

(۲۳)...... آنکھوں میں گڑھے

(۲۴)...... شکل وحشیانہ

(۲۵)...... تپ دق (یعنی پرانا بخار)

(۲۶)...... پاگل پن

مشت زنی سے بچاؤ کے لئے احتیاطی تدابیر

مشت زنی سب سے بڑی پریشانی اس کے متوسط اور دوررس۔ نفسیاتی اثرات ہیں عصر حاضر میں جب ہر طرف نگاہ قلب کی پاکیزگی شہوت آمیز گفتگو اور فحش مناظر کے ذریعے سخت امتحان سے دوچار ہے۔ جسمانی اور نفسیاتی راحت کے حصول کے لئے ناجائز ذرائع بڑی آسانی سے دستیاب ہیں۔ اس دور میں اپنے آپ کو اس بد فعل سے بچانا انتہائی مشکل مرحلہ ہے لیکن یہ ناممکن نہیں اگر پختہ ارادہ کرلیا جائے اور حفاظتی تدابیر پر عمل کیا جائے تو اس فعل بد سے بچا جا سکتا ہے۔ چند حفاظتی تدابیر ذیل میں درج کی جا رہی ہیں جن پر عمل کر کے اپنے آپ کو اس غلیظ فعل سے نجات دلا یئے۔

شادی کرنے کا حکم:

جنسی تحریک نفسیاتی دباؤ اور جنسی اعضاء میں خودکار انجماد پیدا کر دیتی ہے اور یہ فطری چیز ہے کہ اس تناؤ اور گھٹن میں کمی صرف بیوی کے ساتھ مکمل آسودگی مہیا کرنے والے جماع ہی کے ذریعے ممکن ہے۔

اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو تم میں سے شادی کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ شادی کرے کیونکہ یہ غض بصر اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور جو استطاعت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے یہ اس کے لئے ڈھال ثابت ہوگا۔ (صحیح بخاری، الرقم: ۵۰۶۶، صحیح مسلم، الرقم: ۱۴۰۰)

نظر کی حفاظت:

جب نظر بہکتی ہے تو پھر دل بھی بہکتا ہے تو پھر ستر بھی بہک جاتا ہے۔اس لئے ہر جگہ گھر ہو یا بازار، دفتر ہو یا فیکٹری اپنی نظر کی حفاظت کریں۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

آپ مومن مردوں سے فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لئے بڑی پاکیزہ بات ہے۔ بے شک اللہ ان کاموں سے خوب آگاہ ہے جو یہ انجام دے رہے ہیں اور آپ مومن عورتوں سے فرمادیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ (پ:۱۸، النور:۳۰، ۳۱)

مرد کو چاہئے کہ وہ غیر محرم عورتوں کی طرف نگاہ نہ کرے اور اگر کبھی نگاہ پڑ جائے تو ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی نگاہ فوراً جھکالے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان عورت کے محاسن کی طرف دیکھے پھر اپنی نگاہ جھکالے اللہ عزوجل اسے ایسی عبادت کی توفیق عطا فرمائے گا جس کی حلاوت وہ اپنے قلب میں پائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل: ۸/۲۹۹، الرقم: ۲۲۳۴۱)

شہوت بھڑکانے والے اسباب کا خاتمہ:

شہوت بھڑکانے والے اسباب ختم کئے جائیں، مثلاً گندی تصویریں اور فلمیں وغیرہ یا کوئی اور خاص سبب مثلاً شوہر بیوی سے دور ہو، یا حالت حیض میں ہو، لیکن غیر شادی شدہ کے لئے ان اسباب کا قلع قمع کرنا نہایت ضروری ہے۔

اجنبی عورتوں سے تعلق نہ رکھے:

عموماً اجنبی مرد اور عورتیں آپس میں تعلقات رکھتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تقریباً ہر شعبے میں مرد و زن کا اختلاط موجود ہے۔گھر میں بھی غیر محرم عورتیں، بھابی، ممانی، چچی یا کزنز وغیرہ ہوتی ہیں۔ان سے بے تکلفی اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو عورتوں کے فتنے سے زیادہ مردوں کو نقصان پہنچانے والا ہو۔(بخاری، کتاب النکاح،۳/۳۳۱، الرقم:۵۰۹۶)

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ملے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: تم میں سے کوئی کسی (محرم) عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی اختیار نہ کرے کیونکہ ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب الرضاع،۲/۳۹۱، الرقم:۱۱۷۴)

خلاصہ کلام:

ان تمام حفاظتی تدابیر پر عمل کرنے کے ساتھ اللہ سے توبہ کریں کہ توبہ سے گناہ مٹ جاتے ہیں مگر شیطان اور برائی کا حکم دینے والا نفس بعض اوقات انسان کے احساسات کے ساتھ کھیلتے ہیں۔اس میں مایوسی پیدا کر دیتے ہیں اور اس کے تصورات پہ منظر کشی کرتے ہیں جس سے وہ ٹوٹا ہوا اور شکست خوردہ نظر آتا ہے جبکہ گناہ سے توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔

وہ لوگ جو مشت زنی کے سفر کے آغاز پر ہیں یا آدھا سفر طے کر چکے ہیں۔ان سے درخواست ہے کہ وہ مزید آگے نہ بڑھیں۔ورنہ مشکل دو چند ہو جائے گی۔

باب نمبر 7

بچوں کی تعلیم وتربیت

اولاد کی کفالت کی ذمہ داری باپ کے سپرد ہوتی ہے..... بچے کی ولادت سے لے کراس کے بالغ ہونے تک ہرطرح کے مصارف باپ برداشت کرتا ہے..... اللہ تعالیٰ نے باپ کے ذمہ پدری محبت کا بے پناہ جذبہ رکھا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری بھی باپ کے سپرد کی ہے۔

ارشادخداوندی ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

اے ایمان والو!تم اپنے آپ کواوراپنے اہل وعیال کوآگ سے بچاؤ۔

(پ:۲۸،التحریم:۶)

باپ اپنی اولاد کی کفالت کے لئے سخت سے سخت مشقتیں برداشت کرتا ہے اور بے انتہا قربانیاں دے کراولاد کی کفالت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔باپ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اس انداز سے کرے کہ اسے ایک عظیم شخصیت بنائے۔بچوں کی تعلیم وتربیت کے زمرے میں چند اہم گزارشات درج ذیل ہیں۔

(i) قرآن سکھایئے:

دنیاوآخرت میں کامیابی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ قرآن مجید کی تعلیم ہے۔بچوں کوابتداء سے ہی قرآن کریم کی تعلیم دی جائے..... قرآن کی تعلیمات تفصیل سے سکھائی جائیں..... حرام وحلال میں تمیز سکھائی جائے..... توحید وایمان کی حقیقت سے آگاہ کیا

جائے...... خیر و بھلائی سے واقف کرایا جائے...... نیکی اور بدی میں فرق بتایا جائے......
صحیح اور غلط میں تمیز سکھائی جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِفْتَحُوْا عَلٰی صِبْیَانِکُمْ اَوَّلَ کَلِمَۃٍ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ

"اپنے بچوں کو زبان کھولنے کے بعد سب سے پہلا کلمہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللہُ کہلواؤ۔" (کنز العمال، ۱۸۳/۱۶، الرقم: ۴۵۳۲۴)

(ii) نمازی بنایئے:

اپنی اولاد کو نماز کی تلقین کریں، نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے اہم رکن ہے۔ نماز انسان کو ہر برائی اور بے حیائی سے بچاتی ہے...... صحیح اور غلط میں فرق کرنا سکھاتی ہے...... رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنتی ہے...... قبر و حشر میں مددگار بنتی ہے۔ اپنے بچوں کو نمازی بنائیں اور دار آخرت میں کامیابی کی ضمانت حاصل کریں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلَاۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَ فَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کے سونے کی جگہیں علیحدہ کرو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، ۲۰۸/۱، الرقم: ۴۹۵)

(iii) آداب سکھایئے:

اپنی اولاد کو تمام آداب سکھا دیجئے کہ وہ معاشرے میں ایک مکمل اور کامیاب شخصیت

بن کر سامنے آئے...... کھانا کھانے کے آداب...... پانی پینے کے آداب...... اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے کے آداب...... گفتگو کے آداب...... ملاقات کرنے کے آداب...... سلام کے آداب...... بڑوں، چھوٹوں کا ادب واحترام اور اس کے علاوہ زندگی میں ہر قدم پر مختلف آداب بچوں کو سکھائے جائیں۔

(iv) مسنون دعائیں یاد کروایئے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کے معمولات کی جو دعائیں سکھائی ہیں وہ بچوں کو ابتداء ہی سے یاد کروادی جائیں اگر بچوں کو بچپن ہی سے یہ دعائیں یاد کروادی جائیں اور روزانہ پڑھنے کی عادت ڈال دی جائے تو بڑے ہونے تک ان کو روحانی تسکین، ذہنی سکون اور اطمینان قلب نصیب ہو جاتا ہے۔ چند مسنون دعائیں درج ذیل ہیں:

سوتے وقت کی دعا

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر جاتے تو کہتے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا

اے اللہ تیرے نام کے ساتھ سوتا اور جاگتا ہوں۔ (صحیح بخاری، ۵/۲۳۲۶، الرقم: ۵۹۵۳)

بیدار ہونے کی دعا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْر

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف (مرنے کے بعد) اٹھ کر جانا ہے۔

(صحیح مسلم، ۴/۲۰۸۱، ۲۰۸۲، الرقم: ۲۷۱۰)

بیت الخلاء میں داخلے کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو کہتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

''اے اللہ! میں ناپاکی اور ناپاکیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

(صحیح بخاری، کتاب الوضوء، ۱/ ۶۶، الرقم: ۱۴۲، صحیح مسلم، کتاب الحیض، ۱/ ۲۸۳، الرقم: ۳۷۵)

گھر سے باہر نکلنے کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھر سے باہر جاتے وقت یہ کلمات کہے جائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

''اللہ کے نام سے (باہر جاتا ہوں) میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا نیکی کرنے اور برائی سے باز رہنے کی قوت اسی (کی عطا) سے ہے۔''

(ترمذی، ۵/ ۴۲۶، الرقم: ۳۴۲۶)

سفر کی دعا

حضرت علی ازدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بتلایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں سفر پر جاتے تو سورۃ الزخرف کی درج ذیل آیت نمبر ۱۳ اور ۱۴ پڑھتے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝

''پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے تابع کر دیا حالانکہ ہم اسے قابو میں نہیں لا سکتے تھے اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹ کر جانے والے ہیں۔'' (صحیح مسلم، ۲/ ۹۷۸، الرقم: ۱۳۴۲)

نوٹ:

ان دعاؤں کے علاوہ مزید مسنون دعاؤں کے لئے اسی کتاب کے حصہ ہفتم کا مطالعہ کریں۔

(v) نصیحت آموز باتیں بتایئے:

بچوں کو دنیا و آخرت میں کامیاب بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً نصیحت آموز باتیں بتا کر ذہن سازی کرتے رہنا چاہیے چند نصیحت آموز باتیں درج ذیل ہیں۔

☆......اللہ کی عطا کی گئی نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کریں۔

☆......وعدہ کریں تو اس کو پورا بھی کریں۔

☆......دنیا کے مصائب و مشکلات پر صبر کرتے ہوئے اللہ سے مدد مانگیں۔

☆......دنیاوی مال و دولت سے محبت کرنے کی بجائے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔

☆......اپنے حسب و نسب اور کسی اور چیز میں اپنی بڑائی بیان کر کے فخر و تکبر نہ کریں۔

☆......عیب جوئی اور ایک دوسرے پر طعن کرنے سے بچیں۔

☆......جاہل اور ضدی اشخاص سے واسطہ پڑ جائے تو ان سے بحث کرنے کی بجائے فقط سلام کرنے پر اکتفا کریں۔

☆......کسی کے گھر دعوت پر جائیں تو کھانے کی تعریف ضرور کریں۔ اس سے پکانے والے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

☆......کسی کو دھوکہ نہ دیں۔

☆......جھوٹ، چوری، چغلی سے باز رہیں۔

بچوں کو اچھی اچھی باتیں بھی بتائیں ساتھ ان کے لئے اخلاقی اور تربیتی رسالے بھی خریدیں اور بچوں کو پڑھنے کی ترغیب دلائیں۔

(vi) بچوں کو ادب سے پکاریں:

بچوں کو ان کا پورا نام لے کر بلائیں یا پھر پیار و محبت کے الفاظ مثلاً بیٹا اور اس جیسے

الفاظ سے مخاطب کریں تا کہ بچے والدین کے ان الفاظ کو سننے کے لئے بے چین رہیں اور والدین کے ایک بار بلانے پر بھاگتے ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔

اپنی اولاد کو برے برے اور الٹے ناموں سے نہیں پکارنا چاہئے کہ ان الفاظ کو سنتے ہی ان کا دل ڈوب جائے وہ شرمندگی محسوس کریں بچے نرم دل ہوتے ہیں ان کے ساتھ جیسا سلوک کیا جائے ان کے اندر اسی طرح کے احساسات جنم لیتے ہیں اس لئے ان کے لئے محبت و شفقت والا لہجہ استعمال کریں۔ جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنے بچوں کو انتہائی شفقت آمیز الفاظ سے مخاطب کرتے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ○

بیٹا سوار ہو جاؤ ہمارے ساتھ، اور نہ ملو کافروں کے ساتھ۔ (پ:۱۲، ہود:۴۲)

(vii) بچوں کے لئے دعائیں کریں:

اولاد کی دینی و دنیاوی اصلاح اور بہتری کے لئے دعائیں مانگنی چاہئیں۔ امت مسلمہ کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہ درس موجود ہے کہ والدین اپنی اولاد کی کامیابی کے لئے، ان کے حالات کی تبدیلی کے لئے دعا کریں کہ والدین کی دعا بچے کے حق میں جلدی قبول ہوتی ہے۔ بالخصوص پانچ وقت نماز ادا کر کے بچوں کے لئے دعا مانگنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے دعا فرمائی۔

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ○

اے ہمارے رب! میں لے بسا دیا ہے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں جس

میں کوئی کھیتی باڑی نہیں۔ تیرے حرمت والے گھر کے پڑوس میں اے ہمارے رب! یہ اس لئے تا کہ وہ قائم کریں نماز پس کردے لوگوں کے دلوں کو کہ وہ شوق ومحبت سے ان کی طرف مائل ہوں اور انہیں رزق دے پھلوں سے تا کہ وہ تیرا شکرادا کریں۔ (پ:۱۳، ابراہیم:۳۷)

بچوں کو کامیاب کیسے بنایا جائے

بچوں کو کامیاب بنانے کے لئے باپ کو اہم کردار ادا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ باپ کی اہم ترین ذمہ داریاں درج ذیل ہیں۔

(i) احساس کمتری سے بچائیں:

بعض بچے انتہائی خاموش طبیعت کے مالک ہوتے ہیں، وہ بچپن سے ہی سہمے سہمے اور زیادہ بولنے سے گھبراتے ہیں۔ ایسے بچوں کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو ان میں احساس کمتری پیدا ہو جاتی ہے۔ ان بچوں کا دوسرے ذہین بچوں کے ساتھ موازنہ کرنے کی بجائے ان کو الگ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ باپ کو چاہئے کہ اس بچے کی طرف خصوصی توجہ دے اور کمزور اور معذور سمجھتے ہوئے نظر انداز نہ کرے کیونکہ خصوصی توجہ کے ذریعے ان بچوں کو کامیاب بنایا جا سکتا ہے۔

(ii) کھیل کود کے مواقع فراہم کریں:

بچوں کو ذہنی شگفتگی اور تروتازگی کے لئے سیر وتفریح اور کھیل کود کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں۔ بچے کی فطرت میں شرارت، شوخی، اچھل کود، بھاگ دوڑ، شور وشغل، چلبلا پن، توڑ پھوڑ کی خاصیت پائی جاتی ہے۔ اگر بچے کو ان صفات سے محروم کر دیا جائے تو وہ اپنی ذہانت کھو بیٹھتا ہے۔ اس لئے بچوں کی روٹین ایسی بنائی جائے کہ ان کی پڑھائی کا وقت الگ مقرر کیا جائے اور کھیل کا وقت الگ مقرر کیا جائے۔

(iii) جبر و ظلم نہ کریں:

بچپن میں اولاد کے لئے سب سے بڑی طاقت اس کا باپ ہوتا ہے۔ بچہ اپنی ہر خواہش کے لئے باپ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس صورت میں اگر باپ کا رویہ بچے کے ساتھ جارحانہ ہو۔ ظلم و تشدد کا ہو تو بچہ ڈر کے مارے اپنے باپ کے قریب بھی نہیں آتا۔ اس کا اعتماد ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اس کے دل میں احساس کمتری پیدا ہو جاتی ہے یا پھر وہ ضدی اور ہٹ دھرم بن جاتا ہے۔

بچہ جب بالغ ہو جائے تو وہ زندگی کے ہر قدم میں اپنی مرضی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس وقت بچے کو مکمل رہنمائی فراہم کرنی چاہئے۔ بچے پر اپنی مرضی ٹھونسنے کی بجائے اس کی ذہنی تربیت اس انداز سے کرنی چاہئے کہ وہ اپنا سب سے بڑا رہنما اپنے باپ کو سمجھے۔ سختی اور جبر و ظلم سے بچہ باغی ہو جائے گا۔ وہ ہٹ دھرمی میں آ کر کوئی غلط قدم بھی اٹھا سکتا ہے۔ اس لئے باپ کی یہ انتہائی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کو اپنی محبت کا یقین دلائے اور اس کی نظروں میں اپنی اہمیت کو اجاگر کرے۔

(iv) ٹی وی کے خطرات سے بچائیں:

ٹی وی کی تباہ کاریوں سے ہر کوئی واقف ہے کہ ٹی وی بچے کی تربیت میں کتنا اثر انداز ہوتا ہے۔ ٹی وی میں لگنے والے ڈرامے اور فلمیں، اخلاق سوز پروگرام بچے کے اخلاق کو تباہ کر دیتے ہیں۔ بے پردگی کے مناظر...... بےہودہ لباس کی نمائش...... غیر محرم عورتوں کو دیکھنا اس سے گھر کا ماحول خراب ہوتا ہے۔ بچوں کو ٹی وی سے دور رکھنا چاہئے۔ ہاں! اگر بچے اس بات پر زور دیں کہ انہوں نے ٹی وی دیکھنا ہے تو بچوں اسلامی چینل دیکھنے کی اجازت دیں، بالخصوص مدنی چینل جس پر ہر وقت اصلاحی اور اخلاق کی تعمیر پر مشتمل پروگرامز چلتے ہیں۔ بچوں کے لئے خصوصی تربیتی پروگرام چلتے ہیں۔ اسلامی معلومات پر مشتمل پروگرام دیکھنے کا خود بھی اہتمام کریں اور بچوں کو بھی ترغیب دلائیں۔ بچوں کو ٹی وی کے خطرات سے بچانے کے لئے والدین کو پہلے خود اس سے آزادی

حاصل کرنی ہوگی۔

(V) بچوں کے دوستوں پر نظر رکھیں:

انسان کی زندگی پر صحبت کا گہرا اثر پڑتا ہے جیسے اس کے ساتھی ہوں گے ویسی ہی اس کی طبیعت ہوگی۔ باپ کی یہ انتہائی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے دوستوں پر نظر رکھے۔ اخلاق اور اعمال میں بگڑے سے دوستوں سے اپنے بچوں کو بچائے۔ بچوں کو اچھے دوستوں کی صفات بتاتے رہیں تا کہ وہ محتاط رہے اور خود بھی بری صحبت سے بچتا رہے۔ بچے کے دوست اس کے ہم عمر ہونے چاہئیں...... بچہ نیک اور شریف خاندان سے ہو...... دوست پیار محبت کا حامی ہو...... لڑائی جھگڑوں سے اجتناب کرتا ہو...... وقت ضائع نہ کرتا ہو...... نماز، روزہ اور شرعی احکام کی پابندی کرتا ہو۔ اگر بچے کے دوست ان خصوصیات کے مالک ہوں گے تو یقیناً بچہ بھی انہی خوبیوں سے آراستہ ہوگا اور بچے کے دوست ان صفات کے حامل نہ ہوں تو بچے کو ان کی ہم نشینی سے روکا جائے۔

(Vi) بچوں میں قوت فیصلہ پیدا کریں:

اگر بچے کو بار بار ٹوکا جائے...... اس کے ہر کام میں نکتہ چینی کی جائے...... توہین آمیز کلمات سے مخاطب کیا جائے...... ہم عمر بچوں کے سامنے ان کی مثالیں دے کر طعن تشنیع کی جائے...... اچھے کاموں پر حوصلہ افزائی کرنے کی بجائے کوسنا شروع کر دیا جائے تو بچہ بددل ہو جاتا ہے۔ اس کا فیصلہ کرنے کی قوت ختم ہو جاتی ہے جس سے وہ بڑے بڑے کام کرنے سے ڈرتا ہے۔ ذہنی طور پر پریشان اور ناپختہ ہو جاتا ہے۔

باپ کی اور گھر کے دیگر افراد کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ بچے میں قوت فیصلہ پیدا کی جائے اس کے اچھے کام کی تعریف کر کے دعائیں دی جائیں...... غلطی کو کوسنے کی بجائے اصلاح کی جائے...... اس کی منتخب کی ہوئی چیزوں کو رد کرنے کی بجائے اس پر خوشی کا اظہار کیا جائے...... چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے بچے کی مرضی کا خیال رکھا جائے۔ اس سے بچے کی مخفی صلاحیتیں نکھرتی ہیں...... وہ ذہنی سکون اور اطمینان کے ساتھ

فیصلہ کرتا ہے.....غفلت وکوتاہی سے بچتے ہوئے کامیاب زندگی گزارتا ہے۔

(vii) بچے کی غلطی پر حوصلہ افزائی نہ کریں:

اگر بچے سے کوئی غلطی ہو جائے اس کی حوصلہ افزائی کرنے کی بجائے اس کی درست طریقے سے اصلاح کی جائے۔ بچہ ایک بار غلط کام کرے تو اسی وقت اس کی اصلاح کی جائے اگر غلطی پر بچے کی حوصلہ افزائی کی جائے تو اس سے بچے میں مزید غلط کام کرنے کی ہمت پیدا ہو جاتی ہے جس کے باعث ان کی زندگی کامیابی کے راستے پر جانے کی بجائے ناکامی کا شکار ہو جاتی ہے۔

(viii) اچھی گفتگو سکھائیں:

باپ کو چاہئے کہ اپنی زبان، لب ولہجہ، انداز تخاطب اور طرز گفتگو شیریں، خوشگوار اور خوبصورت بنائے۔ باپ کی شخصیت کا بچے کی زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ بچوں کو اچھی اور خوبصورت گفتگو سکھائیں۔ اچھا لہجہ دلوں میں محبت پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اچھی گفتگو مشکلات ومصائب میں آسانی کا باعث بنتی ہے۔ بچوں کی تربیت اس انداز سے کریں کہ وہ تبسم اور مسکراہٹ سے تمام مسائل حل کر سکیں۔

(ix) غبی/کند ذہن بچوں پر خصوصی توجہ دیں:

بعض بچے غبی اور کند ذہن ہوتے ہیں۔ ایسے بچوں پر نکما پن کا لیبل لگا کر ان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے بلکہ ان کی طرف خصوصی توجہ دے کر ان کے اندر بہترین صلاحیتیں اجاگر کی جائیں۔ زندگی کے ہر قدم پر ان کی مکمل رہنمائی کریں۔ مختلف مواقع پر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ ان کے دلچسپ مشاغل مثلاً آرٹ، کرافٹ مناسب کھیل کود کا اہتمام کریں تا کہ وہ بھی صحت مند بچوں کی طرح زندگی کے ہر قدم پر کامیابی کے زینے طے کر سکیں۔

حصہ دوم

اسلام میں خاوند پر بیوی کے حقوق

اسلام میں میاں بیوی کے حقوق پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں بھی بیوی اور خاوند کے کچھ حقوق روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ چند حقوق ایسے ہیں جن پر کھرا اترنا اور ان کو پورا کرنا بغیر کسی کوتاہی کے خاوند کا فرض ہے اور اسی طرح بیوی کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ بھی بغیر کسی مکر وفریب کے خوش دلی کے ساتھ اپنے خاوند کا ہر حکم مانے اور اس کی فرمانبرداری کرے۔

اگر بیوی اور خاوند ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے۔ ایک دوسرے کی عزت کریں گے۔ آپس میں محبت کریں گے تو دونوں مل کر اپنے گھر کو جنت بنا سکتے ہیں۔ اگر وہ اس طرح نہیں کریں گے آپس میں لڑائی جھگڑے ہوں گے۔ ایک دوسرے کی عزت نہیں ہوگی تو گھر کبھی بھی جنت کا گہوارہ نہیں بن سکتا۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ گھر کے تمام معاملات میں عورت کو قصوروار سمجھا جاتا ہے جبکہ قصور خاوند کا ہوتا ہے اور بعض گھروں میں ایسا ہوتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کا احترام نہیں کرتی۔ اس کی دل سے قدر نہیں کرتی۔ اس کی عزت نہیں کرتی تو اس طرح خاوند ذہنی اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ بیوی ایسا کیوں کرتی ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی کون سی وجوہات ہیں؟ جنہوں نے اس کے دل سے خاوند کی محبت اور قدر چھین لی ہے۔ ان وجوہات کو حل کرنے کے لئے ہم اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا مطالعہ

بحیثیت شوہر کریں گے تو مل جائے گا۔ اگر آپ بیوی کی قدر کریں گے اور اس کی عزت کریں گے معاشرے میں اس کی عزت ہوگی تو آپ کی زندگی لطف و مسرت اور خوشیوں کا گہوارہ بن جائے گی۔

اگر آپ بیوی کے حقوق کی ادائیگی کریں گے تو بیوی آپ کی قدر کرے گی۔ آپ اگر اس کی غلطیوں کو حکمت کے ساتھ حل کریں گے تو گھر امن و چاشنی کا گہوارہ بن جائے گا۔

اور شریعت اسلامی کا کمال یہ ہے کہ! احکام کو کسی سے بھی جبراً نہیں منوایا جا سکتا بلکہ ان حقوق کے ادا کرنے پر فضائل بیان کئے جاتے ہیں کہ ان حقوق کی ادائیگی کرنے پر اللہ کے ہاں کتنا اجر ملنے والا ہے۔ اس لئے خاوند کا حق ہے کہ وہ بیوی کے تمام حقوق کو پورا کرے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پیروی کرے تا کہ دارین میں فوز و فلاح حاصل کر سکے۔ اللہ کریم عز و جل ہر شوہر کو اپنی زوجہ کے حقوق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

بیوی کا پہلا حق

عرب میں اسلام کی آمد سے پہلے عورتوں کے ساتھ بہت برا اور غلط سلوک کیا جاتا تھا۔ عورتوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ معاشرے میں عورت کی کوئی عزت نہیں تھی۔ اسلام نے عورت کو معاشرے میں عزت بخشی اور ایک الگ مقام عطا فرمایا اور اس کے معیار زندگی کے مطابق حق مہر مقرر کیا۔ اس کی حیثیت کے مطابق زیورات، نقدی اور دیگر ضروریات زندگی کی صورت میں کچھ نہ کچھ دینا عورت کا واجبی حق ٹھہرایا۔ جسے شریعت کی اصطلاح میں حق مہر کہا جاتا ہے۔

حق مہر کا مقصد:

حق مہر کا مقصد یہ ہے کہ جب مرد اپنی بیوی کو گھر میں لائے تو اس کی عزت کرے اور ایسا تحفہ پیش کرے جو اس کی عزت و توقیر کے لائق ہو۔

حق مہر کتنا ہونا چاہئے:

شریعت اسلامیہ کا تقاضا یہ ہے کہ مہر کی رقم اتنی کم نہ رکھی جائے کہ جس سے عورت کی عزت واحترام کا پہلو مفقود ہو جائے اور نہ اتنی زیادہ رکھی جائے کہ شوہر اسے ادا کرنے کی طاقت ہی نہ رکھتا ہو اور آخر کار اسے مجبوراً یہ رقم بیوی سے معاف کروانی پڑے یا پھر حق مہر ادا کئے بغیر ہی دنیا چھوڑ جائے۔

بعض لوگ محض ریا کاری کی غرض سے بہت زیادہ مہر مقرر کر لیتے ہیں اور لوگوں میں اپنی شان وشوکت کے اظہار کے لئے غیر معمولی مہر مقرر کر لیتے ہیں۔

اور اکثر علاقوں میں رواج کے طور پر مہر کی رقم بہت زیادہ باندھ لیتے ہیں اور پھر بعد میں بیوی پر دباؤ ڈال کر معاف کروا لیتے ہیں۔ یہ خود ساختہ طریق کار...... اسلام میں پسندیدہ نہیں ہے۔

32 روپے مہر کی حقیقت:

بعض علاقوں میں محض 32 روپے مہر مقرر کرنے کا رواج ہے جس سے عورت کے اعزاز کو کم کر دیا جاتا ہے۔ (یہ بھی زیادتی ہے)

یاد رہے کہ متعدد علمائے کرام نے علاقائی رواج کی وجہ سے غیر معمولی مہر مقرر کرنے سے منع فرمایا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کچھ مہر ادا کر دو۔ عرض کی میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا تمہاری تانت والی ذرہ کہاں ہے؟

چنانچہ آپ نے وہی ذرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی۔

(سنن ابی داؤد، کتاب نکاح، الرقم الحدیث: ۲۱۲۵، سنن نسائی، کتاب النکاح، الرقم الحدیث ۳۳۷۷، ۳۳۷۸)

حق مہر ادا نہ کرنے کا وبال:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے تھوڑے یا زیادہ جس قدر مہر پر بھی کسی عورت سے نکاح کیا اور اندر سے تہیہ کرلیا کہ بیوی کے اس حق کو ادا نہ کرے گا اور مر گیا تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے زنا کار کے روپ میں پیش کیا جائے گا۔

(المعجم الصغیر ا/۴۴، المعجم الاوسط، الرقم الحدیث:۱۸۵۱، مجمع الزوائد، الرقم الحدیث ۷۵۰۷)

درس عبرت:

وہ شخص جو اپنی بیوی کا حق مہر ادا نہیں کرتا۔ اس کی بیوی اس کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ ایسا شخص بظاہر تو دنیا میں بڑی عبادتیں کرتا ہے۔ نماز روزے کا پابند ہوتا ہے۔ بڑی فراخ دلی سے صدقہ کرتا ہے لیکن بیوی کا حق مہر ادا نہ کرنے سے اسے قیامت کے دن زنا کاروں میں اٹھایا جائے گا تو پھر وہ اس وقت اپنے نامہ اعمال میں موجود نیکیوں کے باوجود ذلیل و رسوا ہو جائے گا کیونکہ زنا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور زنا کرنے کی شدید سزا ہے۔

بیوی کا دوسرا حق

اسلام نے اہل و عیال کی ضروریات زندگی فراہم کرنا مرد کی ذمہ داری بتائی ہے کیونکہ مرد جسمانی اعتبار سے کارزار حیات میں بھرپور حصہ لے سکتا ہے۔

خاوند اپنی بیوی کو خرچ دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا طاقت تو رکھتا ہو لیکن دینے کا انکاری ہو تو عورت اس صورت میں نکاح فسخ کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ اس لئے شوہر پر لازم ہے کہ بیوی کے خرچ میں کوتاہی نہ کرے۔ یہ اہم حق ادا کرے۔

مرد کی عورت پر فضیلت کی وجہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ط

ترجمہ: مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے (بھی) کہ مرد (ان پر) اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ (پ۵، النساء، ۳۴)

چونکہ مرد پر ہی عورت اور تمام اہل وعیال کے نان ونفقہ کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے۔

وہ خرچ ...... جس کی بڑی فضیلت ہے:

ایسا پیسہ جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے اس کا اجر وثواب سب سے زیادہ ملتا ہے اور پھر یہ کتنی بڑی سعادت مندی ہے کہ انسان اپنے مال کو سب سے زیادہ قیمتی اور قریبی انسان پر خرچ کرتا ہے اور اجر بھی سب سے زیادہ پاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دِیْنَارًا اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

ترجمہ: ایک وہ دینار ہے جسے تو فی سبیل اللہ خرچ کرے۔

وَدِیْنَارًا اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ

ترجمہ: ایک وہ دینار ہے جسے تو غلام آزاد کروانے پر خرچ کرے۔

وَ دِیْنَارًا تَصَدَّقْتَهٗ عَلٰی مِسْکِیْنٍ

ترجمہ: ایک وہ دینار جو تو کسی مسکین پر صدقہ کرے۔

وَدِیْنَارًا اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ

ترجمہ: ایک وہ دینار جسے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔

اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ

ترجمہ: ان تمام میں سب سے زیادہ اجر اس دینار میں ہے جو تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔

(صحیح مسلم، الرقم الحدیث: ۹۹۵)

میزان پر رکھی جانے والی پہلی نیکی:

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَا یُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ الْعَبْدِ نَفَقَتُہٗ عَلٰی اَھْلِہٖ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مسلمان کی نیکی کے پلڑے میں جو چیز سب سے پہلے رکھی جائے گی وہ نفقہ ہے۔ جو اس نے اہل وعیال پر خرچ کیا۔

(الترغیب والترھیب، ۲/۶۸۹)

ذمہ داری پوری نہ کرنا...... گناہ ہے:

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کا یہی گناہ سب سے بڑا ہے کہ جن لوگوں کا خرچ کا وہ ذمہ دار ہے ان کی روزی ضائع کر دے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، الرقم الحدیث: ۹۹۶)

دعوتِ فکر:

بیوی پر خرچ کرنے سے کسی اعتبار سے بھی بندے کو نقصان نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ بیوی کے پاس کوئی چیز ہوگی تو وہ گھر میں ہی استعمال ہوگی اور بیوی اس لحاظ سے خوش رہے گی کہ یہ چیز میں نے خریدی ہے۔ کنجوس مرد بیوی کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ گھر میں اگر تنگدستی ہو تو الگ بات ہے۔

ایسی صورت میں بیوی کو بھی پتہ ہوتا ہے کہ خاوند کی جیب میں پیسے نہیں ہیں لیکن اگر وہ مال ہونے کے باوجود بھی بیوی پر خرچ نہیں کرتا تو یہ غلط بات ہے اور گناہ ہے۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ سگریٹ نوشی کرتے اور پان کھاتے رہتے ہیں۔

دوست واحباب سے مل کر ہوٹلوں میں کھانے کی عادت ہوتی ہے۔ فلمیں سینما میں جا کر دیکھنے کی عادت ہوتی ہے...... ان عادتوں میں پیسے خرچ کرتے رہنا...... اور بیوی بچوں کو نظر انداز کر دینا...... کہاں کی عقلمندی اور کہاں کا انصاف ہے۔

تیسرا حق

Education ایک ایسا لفظ ہے جس سے کوئی بھی انسان ناواقف نہیں ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہی ہر انسان ترقی کرتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اس لئے اگر عورت پڑھی لکھی ہوگی تو وہ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کر سکے گی۔ ایک پڑھا لکھا خاندان اور پڑھی لکھی لڑکی/لڑکا ہی کامیاب رہتے ہیں۔ اگر عورت پڑھی لکھی ہوگی تو وہ اپنے خاوند کے کام میں اس کا ہاتھ بٹا سکے گی اور اس کی کمائی کو بھی اچھے طریقے سے استعمال کر سکے گی۔ بیوی کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا اس کا تیسرا، انتہائی اہم حق ہے۔

عورت کو تعلیم دینا...... سرکار دو عالم کی سنت ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مرد آپ کی حدیث لے گئے (یعنی آپ سے سب کچھ مردوں ہی نے سیکھ لیا)

آپ اپنی طرف سے ہمارے لئے ایک دن مخصوص کر دیجئے کہ ہم اس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے اس میں سے کچھ ہمیں سکھلا دیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِجْتَمِعْنَ فِیْ یَوْمِ کَذَا وَکَذَا فِیْ مَکَانِ کَذَا وَ کَذَا

ترجمہ: فلاں فلاں دن فلاں جگہ اکٹھی ہو جانا۔

پس وہ عورتیں (اس مقام پر) جمع ہوئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔

فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ

ترجمہ: اور جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سکھلایا تھا۔ اس میں سے انہیں سکھلایا۔

(صحیح بخاری ۲۹۲/۱۳، الرقم الحدیث: ۷۳۱۰)

علم دین کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَسْئَلَةٌ وَّاحِدَةٌ یَتَعَلَّمُهَا الْمُؤْمِنُ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ وَّ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ عِتْقِ رَقَبَةٍ

ترجمہ: دین کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت اور غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور بے شک دین کا طالب علم (بشرطیکہ وہ نبیوں ولیوں کی شان میں بے ادبی کرنے والا نہ ہو) اور وہ عورت جو اپنے خاوند کی فرمانبردار ہو اور وہ لڑکا جو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہو۔ یہ تینوں جنت میں بغیر حساب پہنچ جائیں گے۔

(نزہۃ الناظرین ص: ۱۴۸، کنز العمال ۱۶۰/۱۰)

چوتھا حق

بیوی کی تعریف اور حوصلہ افزائی...... اس کا چوتھا بنیادی حق ہے۔ خاوند اور بیوی کا رشتہ آپس میں خوب گہرا ہونا چاہئے۔ انہیں ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھنا چاہئے۔ خاوند کا حق ہے کہ وہ اپنی بیوی کی تعریف کرے۔ اس سے بیوی خوش ہوگی اور اس کو اس بات کا احساس ہوگا کہ اس کا خاوند اس سے پیار کرتا ہے اور اس کے دل میں اس کے لئے

محبت ہے۔ ہر بات پر بیوی پر تنقید اور غصہ نہ کرے بلکہ اس کو خوش رکھے اور تعریف کا مقصد صرف ریاکاری نہ ہو بلکہ بیوی کو خوش کرنا ہو۔

اس کی عزت کرتا ہو تاکہ وہ اپنی زندگی اچھے طریقے سے گزار سکیں۔

کریم لوگ...... بیوی کی عزت کرتے ہیں:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي مَا أَكْرَمَ النِّسَاءَ إِلَّا كَرِيْمٌ وَلَا أَهَانَهُنَّ إِلَّا لَئِيْمٌ

ترجمہ: اے میری امت تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں (بیوی) کے ساتھ بہتر ہے اور میں تم سب سے اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہوں۔ بیوی کی عزت کرنے والا کریم ہے اور بیوی کو ذلیل کرنے والا کمینہ ہے۔

(ترمذی شریف ۲/۲۵۲، الترغیب والترہیب، ۳/۴۹)

آئینہ دل...... مت توڑیئے:

ہر بیوی کی فطری طور پر یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے اچھے کاموں پر اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ خاص طور پر جب دیورانی، جٹھانی، نند وغیرہ کی طرف سے اس کی حوصلہ شکنی کی جا رہی ہو۔ ہر وقت تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہو تو ایسے وقت میں بیوی چاہتی ہے کہ اس کا شوہر اس کے کاموں کو سراہے۔

اس کی تعریف کرے تو اگر شوہر بھی بات بات پر اس کی حوصلہ شکنی کرے گا۔ اس کے کسی کام کی تعریف نہیں کرے گا۔ تو عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور وہ عورت اپنے آپ کو ایک خادمہ سمجھے گی اور حوصلہ ختم ہونے کی صورت میں اپنی ملازمت کو خیر باد کہنا چاہے گی۔ اس لئے خاوند کو چاہئے کہ وہ بیوی کے اچھے کاموں میں اس کی حوصلہ افزائی کرے۔

بیوی کو راحت پہنچا کر......ایمان کی تکمیل کیجئے:

شوہر کو چاہئے کہ بیوی کی دل آزاری نہ کرے اگر بیوی سے کوئی غلطی بھی ہو جائے تو اس پر غصہ نہ کرے بلکہ یہ سوچے کہ وہ ہر وقت آپ کی خدمت کرتی ہے۔ دن بھر گھر کے کام کاج کرتی ہے۔ اس کے بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے تو اگر اس سے کوئی بات خلاف طبیعت ہوگئی ہے تو اس کو برداشت کیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کامل ایمان والا وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ (بخاری، کتاب الایمان ۱/۶)

درس ہدایت:

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ مکمل طور پر ایمان والا بن جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی جاندار چیز کو تکلیف نہ دے نہ کسی کو ہاتھ سے تکلیف دے اور نہ ہی زبان سے۔ اور نہ ہی کسی اور انداز سے۔ عموماً لوگ زبان سے تکلیف دینا بہت معمول بات سمجھتے ہیں۔ جبکہ یہ معمولی چیز نہیں بلکہ بعض اوقات زبان کے زخم تلوار کے زخم سے بھی گہرے اور خطرناک ہوتے ہیں۔

بیوی......توجہ مانگتی ہے:

خاوند کو چاہئے کہ وہ روزانہ کچھ وقت بالخصوص اپنی بیوی کے ساتھ گزارے۔ اس کی ضروریات کا خیال رکھے۔ اسے تنہا ہونے کا احساس نہ ہونے دے جب دونوں میاں بیوی پر سکون لہجے میں ایک دوسرے سے بات کریں گے تو گھر کی فضا بھی خوشگوار ہوگی۔

اکثر گھروں میں میاں بیوی بات چیت نہیں کرتے۔ کھانے کی میز پر یا مصروفیت کے دوران جو بات چیت ہوتی ہے وہ اصل بات چیت نہیں ہوتی بلکہ دونوں روزانہ کم از کم ایک گھنٹہ مل بیٹھ کر باتیں کریں۔

اس طرح بیوی خوش رہے گی اور وہ گھر کے ماحول کو بھی خوشگوار بنائے گی۔

یاد رکھئے! بے توجہی سے شدید مسائل اور خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ نظر انداز کی جانے والی بیوی...... اپنے شوہر کو نظر انداز کر کے کسی دوسرے پر نظر گاڑ سکتی ہے۔

ہاں! ایسا بھی نہیں ہونا چاہئے کہ جھگڑے کے لئے اپنی بیوی کو توجہ کا مرکز بنایا جائے۔ زندگی میں مشکلات اس وقت پیش آتی ہیں جب انسان بے صبری، جلد بازی اور شدت پسندی کا مظاہرہ کرے۔ اگر خاوند کے اندر صبر کی صفت موجود ہوگی تو وہ کبھی بھی اپنی بیوی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرے گا۔

جانور خادم بن گیا:

ایک نیک شخص کا ایک بھائی تھا اور وہ بھی نیکوکار تھا۔ یہ ہر سال اس کی ملاقات کے لئے جاتا تھا۔ چنانچہ یہ اس کی ملاقات کے لئے آیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بیوی نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا میں تمہارے خاوند کا بھائی ہوں۔ اس کی ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ عورت نے کہا وہ لکڑیاں لانے گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے واپس نہ لائے۔ نہ سلامت رکھے اور اسے یوں کرے یوں کرے۔ وہ مسلسل اس کی مذمت کرتی رہی۔

چنانچہ وہ اس کے دروازے پر کھڑا ہی تھا کہ وہ شخص پہاڑ کی طرف سے آیا اور اس نے لکڑیوں کا گٹھا شیر کی پیٹھ پر رکھا ہوا تھا۔ جس کو وہ سامنے چلا رہا تھا۔ اس نے اپنے آنے والے بھائی کو سلام اور خوش آمدید کہا اور گھر میں داخل ہو گیا۔ لکڑیاں بھی اندر لے گیا اور شیر سے کہا جاؤ۔ اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے۔ پھر اپنے مسلمان بھائی کو اندر لے گیا اور اس کی بیوی اسی پہلی حالت پر تھی۔

وہ اس کی برائی بیان کر رہی تھی۔

اور وہ شخص اسے کوئی جواب نہیں دے رہا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے ساتھ کچھ کھایا۔ پھر اسے رخصت کر دیا۔ مہمان بھائی کو اس شخص پر تعجب ہو رہا تھا کہ اس نے کس طرح اپنی بیوی کی بات برداشت کی۔

راوی کہتے ہیں جب دوسرا سال آیا تو اس کا وہ بھائی حسب معمول اس کی ملاقات کے لئے آیا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو عورت نے پوچھا دروازے پر کون ہے؟ اس نے کہا میں تمہارے خاوند کا فلاں بھائی ہوں۔

اس عورت نے کہا آپ کا آنا مبارک ہو۔ بیٹھئے انشاء اللہ میرا خاوند عنقریب خیریت اور عافیت کے ساتھ آئے گا۔

راوی کہتے ہیں اس شخص کو اس عورت کی اچھی گفتگو اور ادب پر تعجب ہوا۔ اتنے میں اس کا بھائی آیا جس نے اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھا رکھی تھیں۔ اس کو اس پر بھی تعجب ہوا۔ وہ آیا سلام کیا اور گھر کے اندر خود بھی داخل ہوا اور مہمان کو بھی لے گیا۔ عورت نے دونوں کے لئے کھانا حاضر کیا اور ان دونوں کو بڑے نرم لہجے میں بلاتی تھی۔

جب اس نے جدائی کا ارادہ کیا تو کہا اے میرے بھائی میں جو کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس کا مجھے جواب دو۔ اس نے کہا میرے بھائی کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں گزشتہ سال آیا تو تیری بیوی سخت لہجے میں کلام کر رہی تھی۔ اس نے ادب کا کم مظاہرہ کیا اور تیری مذمت بہت زیادہ کی اور تجھے دیکھا کہ تو پہاڑ سے لکڑیاں شیر پر رکھ کر لا رہا تھا۔ اور تیرے ساتھ مسخر تھا اور اس سال تیری بیوی کو دیکھا کہ وہ نرم لہجے میں گفتگو کرتی ہے۔ تیری مذمت بھی نہیں کرتی۔ اور یہ بھی دیکھا کہ تو لکڑیاں خود اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟

اس نے جواب دیا اے میرے بھائی! میری وہ بیوی فوت ہوگئی ہے۔ میں اس کی بداخلاقی پر صبر کرتا تھا۔ میں اس کے ساتھ نہایت سختی اور تکلیف کے دن گزار رہا تھا۔

تو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے شیر مسخر کر دیا جس کو تم نے دیکھا کہ وہ میری لکڑیاں اٹھائے ہوئے ہے۔

اور یہ میرے صبر اور تکلیف برداشت کرنے کی وجہ سے تھا۔

جب سے میں نے اس نیک عورت سے شادی کی ہے تو میں اس کے ساتھ آرام

میں ہوں۔

لیکن وہ شیر مجھ سے چلا گیا اور میں اس مبارک اطاعت گزار عورت سے آرام پانے کی وجہ سے خود لکڑیاں اٹھا رہا ہوں۔

(علامہ محمد بن احمد ذہبی، کتاب الکبائر (اردو) ص:۳۰۳)

پانچواں حق

بیوی کا پانچواں اور اہم ...... حق یہ ہے کہ اس کی عزت وتکریم کی جائے۔ خاوند کو چاہئے کہ وہ عورت کی عزت کرے۔ اسے اپنی محبوب بنا کر رکھے۔ اس کے سامنے اس کے گھر والوں کو اچھے الفاظ میں یاد کرے۔ اس کو عزت بخشے۔ ان کے پاس آتا جاتا رہے۔ مختلف مواقع اور تقریبات پر ان کو دعوت دے۔

اس کی بات توجہ سے سنے۔ اس کی رائے کا احترام کرے۔ تحمل مزاجی سے کام لے۔ مختلف مواقع پر تحائف دیتا رہے۔ اس کی خوشنودی حاصل کرے۔

اسلام نے عورت کو بیوی کی حیثیت سے بہت سے حقوق سے نوازا ہے۔ مثلاً حسن معاشرت، تفریح، دل بستگی کے مواقع فراہم کرنا، معاشی تحفظ، ازدواجی معاملات میں عدل اور توازن۔

نکاح میاں بیوی کے درمیان ایک عہد ہوتا ہے کہ وہ احکام الٰہی کے تحت خوشگوار ازدواجی تعلقات قائم رکھیں گے۔ اسی کو حسن معاشرت کہتے ہیں۔

قرآن کریم کی پکار سنئے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

ترجمہ: اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے برتاؤ کرو۔ (پ:۴، النساء، ۱۹)

درس ہدایت:

اللہ تعالیٰ نے خاوند کو بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ نہ

کسی خاص عمر کی قید رکھی ہے اور نہ کسی خاص حالت کی بلکہ جوانی میں بھی حسن سلوک کرو۔ بڑھاپے میں بھی حسن سلوک کرو۔ بیوی حسین و جمیل ہو پھر بھی حسن سلوک کرو...... بڑھاپے میں بھی حسن سلوک کرو اور حسن و جمال ظاہری سے محروم ہو پھر بھی حسن سلوک کرو...... وہ ڈھیروں مال لے کر آئے یا خالی ہاتھ آئے۔ اس کے رشتہ دار بااثر ہوں یا کمزور ہوں۔

ہر حال میں اس سے حسن سلوک کرو...... وہ عزت رکھتی ہے شوہر کی آمدنی پر حق رکھتی ہے۔ حیثیت و مرتبہ رکھتی ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ شوہر صرف اسی وقت اپنی بیوی سے حسن سلوک کرتا ہے جب وہ گھریلو کام کاج میں اس کا ہاتھ بٹائے۔

اس کے آرام و راحت کا خیال رکھے۔ گھریلو معاملات میں اس کو ساتھ لے کر چلے اور اس کے مشوروں کو اہمیت دے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا، اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنین میں کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور اپنی بیوی پر سب سے زیادہ مہربان ہو۔ (جامع ترمذی،۲/۸۹)

دعوتِ فکر:

ایمان وہی قابل ستائش ہے جو کامل ہو۔ نامکمل چیز کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ دنیا میں انسان اپنی کسی چیز کو نامکمل نہیں رکھنا چاہتا اور نہ ہی ایسا ہونا پسند کرتا ہے تو پھر ایمان نامکمل کیوں ہو؟ ایک شخص اگر شہد بیچے اور اس میں خوش اخلاقی نہ ہو تو اس سے شہد کوئی نہیں خریدے گا اور دوسرا شخص اگر خار بیچتا ہو لیکن خوش اخلاق ہو تو لوگ اس سے بات کرنے کے لئے خار بھی خرید لیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا

ترجمہ: تم سب میں سے مجھے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔

(ترمذی، باب ماجاء فی معالی الاخلاق ۲/۲۲)

چھٹا حق

بیوی کا چھٹا حق یہ ہے کہ خاوند اسے رزق حرام سے بچائے۔ رزق حلال کا اہتمام کرے۔ کوئی شخص جتنا بھی مال کمالے۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ اسے یہ سارا مال دنیا میں ہی چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے جانا ہے۔ کیونکہ نہ تو کفن میں تھیلی ہوتی ہے نہ قبر میں تجوری۔ پھر قبر کو نیکیوں کا نور روشن کرے گا نہ کہ سونے چاندی کی چمک دمک! آج کا صاحب مال کنگال اور آج کا کنگال کل مالا مال ہوسکتا ہے۔

پھر مال حرام جیسی ناپائیدار شے کی وجہ سے اپنے اللہ رب العزت کو کیوں ناراض کیا جائے! اس لئے ہمیں چاہئے کہ آج اور ابھی اپنے مال واسباب پر غور کریں کہ خدانخواستہ کہیں اس میں حرام مال شامل تو نہیں۔ اگر ایسا ہو تو فوراً توبہ کرلیں۔

جہنم میں جانے والا جسم:

تکمیل ضروریات اور حصول آسائشات کے لئے ہرگز حرام مال کمانے کے جال میں نہ پھنسے۔ یہ آپ کے لئے اور آپ کے گھر والوں کے لئے دنیا و آخرت میں عظیم خسارے کا باعث ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: آپ نے فرمایا:

''وہ گوشت ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام میں پلا بڑھا ہے۔''

(سنن الدارمی، کتاب الرقاق ۲/۴۰۹، الرقم الحدیث: ۲۷۷۶)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس جسم کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہے وہ جنت نہ جا سکے گا۔ ہر وہ جسم جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی۔ وہ دوزخ کا زیادہ حق دار ہے۔

(مسند امام احمد ۲/۳۰۳، شعب الایمان ۵۷۶۲، مشکوۃ شریف ص: ۲۴۲، مستدرک حاکم ۴/۴۲۲)

بندے کو حرام کام پر لگانے میں بیوی کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے:

زوجہ کو چاہئے کہ وہ شوہر کی آمدنی کے اندر رہ کر گزارہ کرے۔ چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائے۔ کار، کوٹھی، بینک بیلنس اور بانڈز کے چکروں میں نہ پڑے کیونکہ یہ چیزیں آسائش کا سامان ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ چیزیں سکون دینے کے قابل نہیں۔ مال و دولت کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

اگر بیوی کے مطالبات میں اعتدال ہوگا۔ مطالبات محدود ہوں گے تو شوہر کی تنگ و دو کم ہوگی۔ اور اگر مطالبات وخواہشات کا سلسلہ آگے ہی بڑھتا چلا جائے گا تو پھر خاوند اس کے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے ناجائز ذرائع اختیار کرنا شروع کر دے گا۔ وہ اس طرح کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عبرت نشان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔

ترجمہ: لوگوں پر زمانہ ایسا بھی آئے گا جبکہ کوئی اس بات کی پرواہ نہ کرے گا کہ اس نے جو مال حاصل کیا وہ حلال ہے یا حرام۔

(صحیح بخاری، کتاب، البیوع ۲/۷، الرقم الحدیث: ۲۰۵۹)

آج ایسا وقت آ گیا ہے کہ لوگ مال حاصل کرتے وقت یہ پرواہ نہیں کرتے کہ آیا وہ مال حلال ہے یا حرام۔ کیونکہ ہر طرف نفس پرستی کا بازار ہے...... خواہشات کی بھرمار ہے...... شیطان کی للکار ہے...... برائیوں کے آثار ہیں...... نیکیوں سے انکار ہے......

حرام کمائی کی نحوست:

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی مقام سے گزرے تو دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ اٹھائے رو رو کر بڑے رقت انگیز انداز میں مصروف دعا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دیکھا اور پھر بارگاہ خدا میں عرض کی: اے میرے رب تو اپنے اس بندے کی دعا کیوں نہیں قبول کر رہا؟ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی: اے موسیٰ! اگر یہ شخص اتنا روئے کہ اس کا دم نکل جائے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کرلے کہ آسمان کو چھو لیں تب بھی میں اس کی دعا قبول نہیں کروں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے مولیٰ! اس کی کیا وجہ ہے۔ ارشاد ہوا: یہ حرام کھاتا اور پہنتا ہے اور اس کے گھر میں حرام مال ہے۔ (عیون الحکایات، ص ۳۱۲)

درس عبرت:

ہمیں اس حکایت سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ کتنا عبرت ناک انجام اور سزا ہے حرام مال کمانے، کھانے اور پہننے کا۔ ہمیں اس سے بچنا چاہئے۔ کہیں کل کو بروز قیامت اجر الٰہی سے محروم ہو کر غضب الٰہی کے مستحق نہ ہو جائیں۔

حرام مال کمانا بہت بڑا گناہ ہے لیکن بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہم تنگدستی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں لیکن ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر جان کا رزق مقرر ہے جو اسے ضرور ملے گا تو پھر کیوں حلال روزی کمانے کے بجائے حرام مال کمائیں۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اپنا رزق پورا نہ کرے۔ اس لئے رزق کے مل جانے کو دور خیال نہ کرو۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔ احسن انداز سے رزق حاصل کرو حلال کو اختیار کرو اور حرام سے اجتناب کرو۔ (المستدرک للحاکم ۲/۲۹۲، الرقم الحدیث: ۲۱۸۰)

ساتواں حق

علیحدہ رہائش...... بیوی کا ساتواں حق ہے۔ شوہر کو چاہئے کہ وہ شریعت کے قوانین اور ضابطہ اخلاق کی پابندی کرے اور ایسا راستہ اختیار کرے جس سے بیوی کے حقوق تلف نہ ہوں۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ شوہر اپنا یہ فرض ادا نہیں کر پاتے اور اپنے والدین کی خواہش پر ایک ہی گھر میں مل جل کر رہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ والدین کا خیال ہوتا ہے کہ اکٹھے رہنے سے اخراجات کم ہوں گے اور گھر کی حفاظت بہتر طور پر ہو سکے گی۔ مگر اس کی وجہ سے ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی بہو کے اس حق پر ڈاکہ ڈالیں جو اسے شریعت نے دیا ہے۔

بیوی کا یہ حق ہے کہ شوہر اس کے لئے علیحدہ رہائش کا بندوبست کرے جس میں شوہر کا کوئی عزیز نہ رہتا ہو تا کہ وہ کسی کی مداخلت کے بغیر مکمل خلوت محسوس کرے۔ بیوی چاہے تو سسرال والوں کے ساتھ مل جل کر بھی رہ سکتی ہے۔

مل کر رہنے میں مسائل:

اکٹھے رہتے ہوئے ہر آئے دن لڑائی ہوتی ہے۔ دل میل سے بھر جاتے ہیں۔ ہر ایک دوسرے کی غیبت و چغلی کرتا ہے۔ بچوں کا مستقبل تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ معصوم جانوں کو اخلاقی اور دماغی بیماریوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس کے نقصانات درج ذیل ہیں۔

لڑائی جھگڑا:

جب گھر میں ہر وقت جھگڑے ہوتے رہیں نا اتفاقیاں بڑھتی جائیں۔ گلے شکوے طول پکڑتے جائیں تو پھر گھر کا ماحول ایسا ناخوشگوار ہوتا ہے کہ انسان کو طرح طرح کی جسمانی، اعصابی اور نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

گھر کے افراد میں چڑچڑاپن آجاتا ہے۔ ساس سے جھگڑا ہو تو پھر ماں غصہ بچوں پر نکالتی ہے۔ اس طرح مختلف قسم کے فساد جنم لیتے ہیں۔

پردہ نہیں رہتا:

ایک گھر میں مل جل کر رہنے سے پردے کا مکمل اہتمام مشکل ہو جاتا ہے اور بے پردگی کے آثار زیادہ ہوتے ہیں۔ عموماً گھر میں دیور بھی ہوتے ہیں اور پھر دیور کے ساتھ خوب ہنسی مذاق بھی ہوتا ہے اور کھانا پینا بھی ایک ساتھ ہوتا ہے۔

بعض اوقات اس کے بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں۔

بداعتمادی:

آج کل عموماً بہو ساس کو ماں نہیں سمجھتی ...... ساس بہو کو بیٹی نہیں سمجھتی ...... جس کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر شروع ہونے والے جھگڑے سے بداعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے جھگڑے بڑے بڑے تنازعات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جس سے میاں بیوی دونوں کے درمیان کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ گھر کا سکون برباد ہو جاتا ہے۔ نہ دنیا کا کوئی کام صحیح طرح ہو سکتا ہے اور نہ دین کا۔

یہ تو عورت کے حق میں موت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَرَاَیْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ:

ترجمہ: تم لوگ تنہائی میں عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک آدمی نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیور کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(دیور تو عورت کے حق میں) موت ہے۔'' (عربی لغت میں شوہر کے بھائی کو اور اس کے قریبی رشتہ دار کو ''الحمو'' کہتے ہیں)۔ (بخاری، الرقم الحدیث: ۵۲۳۲، مسلم: ۲۱۷۲)

جس طرح کوئی شخص پریشانی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے...... مصیبت سے بچنے کی کوشش کرتا ہے...... آگ سے بچنے کی کوشش کرتا ہے...... تباہی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے...... اسی طرح عورت کو بھی غیر محرم سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور گھر میں موجود دیور، جیٹھ وغیرہ سے پردے کا خصوصی خیال رکھنا چاہئے۔

یاد رکھئے! عورت کی بقا پردے میں ہے...... عورت کی حیا پردے میں ہے۔ عورت کا حسن پردے میں ہے...... عورت کی عزت و تکریم پردے میں ہے۔ عورت کی قدر و منزلت پردے میں ہے عورت کی رفعت و عظمت پردے میں ہے۔

دوریاں ہی دوریاں:

جب ساس، بہو، یا نند، بھابھی یا دیورانی، جٹھانی کے جھگڑے طول پکڑ لیتے ہیں تو عموماً بہو میکے چلی جاتی ہے اور اپنے لئے الگ گھر کا مطالبہ کرتی ہے۔ پھر خاوند کو بھی اس بات کی فکر ہوتی ہے تو اپنی ماں کی بات سنے یا پھر اپنی بیوی کی اور پھر بچوں کی پرورش کے لئے بیوی کو واپس لانا بھی ضروری ہوتا ہے۔

تو اس صورت میں دلوں میں جب نفرتیں پروان چڑھ جاتی ہیں تو لڑائی جھگڑے کے بعد الگ رہائش ملنے پر بہو دوبارہ ساس کو بلانا پسند نہیں کرتی تو اگر پہلے ہی صلح صفائی کے ساتھ ماں نے بیٹے کو الگ رہائش کی اجازت دے دی ہوتی تو یہ نوبت ہی نہ آتی جس میں اب ہر ایک مبتلا ہے۔

آٹھواں حق

خاوند...... بیوی سے کبھی تعلق نہ توڑے...... یہ بیوی کا ہمیشہ کے لئے ایک اہم حق ہے۔ کسی دوست، عزیز اور رشتہ دار سے تعلق توڑ دینے یا ختم کر دینے کو قطع تعلق کہتے ہیں۔ اس طرح کتنی باتیں ایسی ہیں جنہیں بڑا سمجھ کر اس پر بڑے بڑے جھگڑے کھڑے کر لئے جاتے ہیں۔ میاں بیوی کے درمیان کوئی بات ہو جائے تو اس پر بھی بہت زیادہ آپس میں جھگڑا ہوتا ہے۔ خاندان کے خاندان جدا ہو جاتے ہیں۔

اس طرح لڑائی کر لی جاتی ہے جیسے پھر کبھی بات ہی نہیں کریں گے۔ اس لئے خاوند کا حق ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہ کرے اور نہ ہی قطع تعلق کرے۔ یہ باتیں انا کا مسئلہ بن جاتی ہیں اور دلوں میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے۔

قطع تعلقی کا نقصان:

اسلام نے ہمیں تعلقات توڑنے سے منع کیا ہے اور جوڑنے کا حکم دیا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ

"فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ"

ترجمہ: قطع رحمی کرنے والے کا عمل مقبول نہیں ہوتا۔

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، ۸/۱۹۳، رقم الحدیث: ۱۳۳۵۰)

نقصان ہی نقصان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ

ترجمہ: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق رکھے جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑے رکھا پھر وہ

مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد، کتاب الادب ۲/ ۳۱۷)

صلح نہ کرنے والا بخشش سے محروم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس دن ہر شخص کی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو مغفرت فرماتا ہے۔ البتہ وہ شخص بخشش سے محروم رہتا ہے کہ جس کی اپنے کسی مسلمان بھائی سے دشمنی ہو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو) کہا جائے گا۔

ان دونوں کو رہنے دو جب تک آپس میں صلح وصفائی نہ کرلیں۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، الرقم الحدیث: ۶۵۴۶)

درس ہدایت:

دیکھئے کہ کتنی سخت وعیدیں ہیں۔ تعلقات توڑنے والوں کے لئے۔ ہمیں ان احادیث سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور ہر خاوند کو چاہئے کہ وہ کبھی بھی اپنی بیوی سے قطع تعلق نہ کرے بلکہ اگر کوئی غلطی ہوجائے تو عفو ودرگزر سے کام لے۔

کوئی توڑتا ہے تو توڑے...... تم جوڑتے رہو:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو تعلقات جوڑنے کی قولی تلقین بھی کی ہے اور خود عمل کر کے بھی دکھایا ہے۔ ایک حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَاعْطِ مَنْ حَرَمَكَ وَاعْفُ عَنْ ظَلَمَكَ

ترجمہ: جو تم سے توڑے تم اس سے جوڑو، جو تم کو محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تمہارے اوپر ظلم کرے اس کو معاف کردو۔

(مسند احمد حدیث عقبہ ابن عامر الجہنی ۵/ ۱۶۱، رقم الحدیث: ۱۶۹۹۹)

اچھا برتاؤ کرنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا تو منطقی بات ہے۔اسی طرح ظلم کرنے والوں کے ساتھ ظلم کرنا اور برا سلوک کرنے والوں کے ساتھ برا سلوک کرنا عام طریقہ ہے۔اس طرح ہرگز نہیں ہونا چاہئے بلکہ صلہ رحمی کے ساتھ کام لینا چاہئے کہ یہی اسلام کے نزدیک پسندیدہ طریقہ ہے۔

اس سلسلے میں عملی نمونہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سب کو معاف کر دیا تھا جنہوں نے تکلیفیں پہنچائیں آپ علیہ السلام کے قتل کے منصوبے بنائے۔حتیٰ کہ جنہوں نے آپ علیہ السلام کے پیارے چچا کا مثلہ بنایا تھا انہیں بھی معاف فرما دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہا گیا۔کلام اللہ کو شعر کہا گیا۔صادق اور امین کہنے والوں نے مجنون اور دیوانے کا لقب دیا۔ان سب کو آپ علیہ السلام نے معاف فرما دیا تو ہم کیوں اس فانی دنیا کے لئے اپنی عزت کا پرچار کرتے ہوئے قطع تعلق جیسے مذموم فعل کے مرتکب ہو کر اپنی آخرت برباد کریں۔

دعوتِ فکر:

ہمیں ان تمام احادیث سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔خاوند کو چاہئے کہ وہ بیوی کے ساتھ قطع تعلق نہ کرے اور نہ ہی کسی اور مسلمان بھائی کے ساتھ کیونکہ اس کے بارے میں مختلف احادیث میں وعید آئی ہے۔
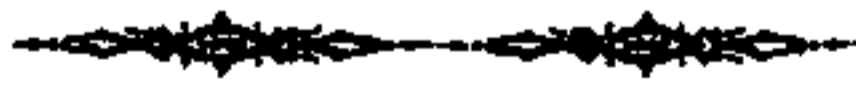
حصہ سوئم

مثالی کردار

ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ہماری اولاد کا نکاح ہو جائے تو اس کا گھر بس جائے اور امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے۔ نکاح نسل انسانی کی افزائش کا ذریعہ ہے اور اس سے میاں بیوی کے درمیان باہمی محبت اور الفت بڑھتی ہے لیکن آج کل ہمارے معاشرے میں یہ چیز دیکھنے میں آتی ہے کہ والدین اپنی لڑکی/لڑکے کا نکاح بڑی خوشی اور دھوم دھام سے کرتے ہیں۔ لیکن چند دنوں بعد لڑکی کے سسرال میں لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ شوہر اپنی بیوی کو اچھا نہیں سمجھتا...... اس کی عزت (Respect) نہیں کرتا ...... اس کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتا ...... بیوی کے ساتھ صبر و تحمل (Tolerance and Patience) سے بات چیت نہیں کرتا...... اور ساس بھی اپنی بہو کو اچھا نہیں سمجھتی جب ساس اپنی بہو کو گھر میں لے کر آتی ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ وہی رویہ اپنانا چاہتی ہے جو ماضی میں اس کے ساتھ اپنایا گیا تھا۔ یا پھر والدین اپنی بچی کو اتنا سامان دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ساس شوہر لڑکی سے اور سامان...... سونے ...... چاندی...... کار...... کوٹھی وغیرہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس پر ظلم وستم کئے جاتے ہیں۔ ساس اسے اپنا غلام سمجھتی ہے لیکن ساس کو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ جس لڑکی کو وہ بیاہ کر اپنے گھر لے کر آئی ہے...... جسے وہ اپنی بہو بنا کر لے آئی ہے...... جسے وہ اپنے بیٹے کی بیوی بنا کر لائی ہے...... وہ کسی کے جگر کا ٹکڑا ہے...... کوئی بازار سے خریدی ہوئی لونڈی نہیں ہے۔ بیوی کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کو پورا کرنا فرض ہے گھر اور خاندان کا سربراہ

سسران حالات سے واقف ہونے کے بعد بھی بہو کا ساتھ نہیں دیتا۔تمام شرعی فرائض کو جاننے کے بعد بھی ان حالات سے لاعلم ہو کر......غفلت کا شکار ہو کر......خود کو مروجہ حالات میں ایڈجسٹ (Adjest) کر لیتا ہے۔ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے آج ہر گھر میں لڑائی جھگڑوں نے بسیرا کر رکھا ہے۔ہر گھر ہر خاندان ان مسائل کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔نکاح جیسے عظیم رشتے کو اپنی انا کا مسئلہ بنایا جاتا ہے۔اس کی توہین کی جاتی ہے اور اکثر دفعہ بیوی ان حالات سے تنگ آ کر اپنے والدین کے گھر جا کر بیٹھ جاتی ہے۔انہیں تمام مسائل کے پیش نظر اس کتاب میں مثالی سسر......مثالی داماد......مثالی شوہر......مثالی بیٹے کے لئے رہنما اصول تحریر کئے گئے ہیں۔اگر آپ اپنی زندگی کو مثالی بنانا چاہتے ہیں......اور اپنے گھر کو امن وسلامتی اور خوشیوں کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں......اگر آپ اپنی زندگی کو مثالی بنانا چاہتے ہیں......اور اس مقدس رشتے کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اس پر عمل کی کوشش کریں۔انشاء اللہ آپ کا گھر جنت کا گہوارہ بن جائے گا اور دنیا و آخرت میں ڈھیروں بھلائیاں حاصل ہوں گی اور اس کتاب میں زندگی کو مثالی بنانے کے بے بہا اصول درج ہیں اور رشتوں کی قدر کرنے سے رضائے الٰہی اور رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگی۔
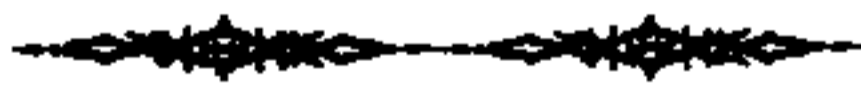
مثالی باپ

مثالی باپ اولاد کی پیدائش پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور نیک اولاد کے حصول کے لئے دعا کرتا ہے۔ اولاد کے لئے تمام جائز ضروریات کا بندوبست کرتا ہے۔ ان کے لئے حلال روزی کما کر لاتا ہے۔ بچوں کے ساتھ شفقت، ومحبت اور نرمی کا سلوک کرتا ہے۔ ان کی پاکیزہ تعلیم وتربیت کرتا ہے۔ ایک مثالی باپ میں پائی جانے والی خوبیوں کا جائزہ درج ذیل ہے۔

مثالی باپ......صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتا ہے:

صبر اور تحمل ایک ایسی چیز ہے جو کہ ہر والد کے لئے اہم ہے۔ ہر باپ کے کردار (Character) میں صبر وتحمل کی صفت کا ہونا ضروری ہے۔ اس صفت کے بغیر کوئی بھی باپ اپنے بچوں کی اچھی تربیت نہیں کرسکتا اور جو باپ اپنی اولاد کی تربیت نہیں کرسکتا وہ کبھی بھی مثالی باپ نہیں بن سکتا۔ اس لئے مثالی باپ بننے کے لئے ضروری ہے کہ مثالی باپ اپنے اندر صبر وتحمل کی صفت پیدا کرے۔

ایک مثالی باپ کو چاہئے کہ وہ ہر بات پر اپنے بچوں پر غصہ نہ ہو بلکہ صبر وتحمل سے کام لیتے ہوئے اس کی اچھے انداز میں تربیت کرے۔ پیار سے سمجھائے کہ کون سی چیز ان کے لئے غلط ثابت ہوتی ہے اور کون سی چیز ان کی زندگی میں بہتر ثابت ہوسکتی ہے۔ اگر باپ ہر بات پر اولاد پر غصہ کرے گا اور ان کو ڈانٹے گا تو اس طرح کبھی بھی بچوں کی تربیت نہیں ہوسکتی۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ باپ جب اپنے بچے کی تربیت کرتا ہے لیکن اگر

باپ کو اپنے بچے کے اندر تبدیلی نظر نہیں آتی ہے تو ہار کر بددل ہو کر بچے کی تربیت کرنا چھوڑ دیتا ہے ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ ایک باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی غلطیوں کو معاف کرے اور ان کو پیار سے سمجھائے۔ اور ہمت ہرگز نہ ہارے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے صبر و تحمل کے ساتھ مسلسل اولاد کی تربیت کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

اور جو شخص (ان مظالم پر) صبر کرے اور (طاقت کے باوجود) معاف کر دے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ (پ:۲۵، الشوریٰ:۴۳)

قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے ہمیشہ جلد بازی کا کیا ہوا کام غلط ہوتا ہے۔ اس لئے باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جذبات کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دے بلکہ صبر کے ساتھ تربیت کے تمام امور کو سرانجام دے۔

باپ کو چاہئے کہ وہ مسلسل اپنی اولاد کی تربیت کرے۔ اگر اولاد کی تربیت کرتے وقت ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑے ...... تربیت کرتے وقت راستے میں باپ کو کٹھن مراحل پیش آئیں تو اسے ہمت ہرگز نہیں ہارنی چاہئے بلکہ صبر کا دامن تھام کر بہادری سے کام لینا چاہئے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِا الصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِىْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ"

کشتی میں پچھاڑنے والا طاقتور نہیں ہے۔ اصل طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب:۴/۹۰۳)

مثالی باپ کے لئے اس حدیث پاک میں مکمل رہنمائی موجود ہے کہ کس طرح

اسے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے عفوو درگزر اور صبر و تحمل کے ساتھ اپنی اولاد کی رہنمائی کرنی ہے۔ اگر باپ مسلسل صبر و تحمل کے ساتھ اپنے بچوں کی تربیت کرے گا تو ضرور اس کے اچھے نتائج ایک نہ ایک دن سامنے آئیں گے۔ باپ کے صبر و تحمل کی وجہ سے اولاد بھی بلند کردار...... عزم و استقلال...... عفوو درگزر...... حسن سلوک...... صلہ رحمی...... صبر و تحمل ...... اور با اخلاق...... با ادب...... اور اچھی سیرت کی مالک ہوگی اور جس معاشرے میں ایسے افراد موجود ہوں گے وہ مثالی معاشرہ کہلائے گا۔

مثالی باپ...... اچھی گفتگو کرتا ہے:

مثالی باپ کو جن اوصاف کا حامل ہونا چاہئے ان میں سے ایک صفت اچھی گفتگو کرنا ہے۔ باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد سے نرم لہجے میں بات کرے اگر اولاد غلط کام کرتی ہے تو ان کو نرم لہجے اور پیار بھری گفتگو سے غلط کام کرنے سے روکا جائے۔ کیونکہ باپ کی شخصیت کا اولاد پر بہت اثر پڑتا ہے۔ اگر باپ نرم لب و لہجہ میں گفتگو کرے گا تو اولاد بھی اسی طرح گفتگو کرے گی اور اگر باپ اپنے بچوں سے سخت لہجے میں کرخت آواز میں گفتگو کرے گا۔ چیخ چیخ کر بولے گا تو اس کا اثر اولاد کی تربیت پر ہو گا۔ اولاد بھی اسی طرح اونچی آواز میں...... سخت لہجے میں...... بات کرے گی جس کے برے نتائج سامنے آئیں گے۔

اگر باپ اپنے بچوں سے میٹھی آواز میں گفتگو کرے گا تو بچے اس کی بات کو غور سے سنیں گے اور اس پر عمل بھی کریں گے۔ اس طرح بچوں کی تربیت بھی اچھے طریقے سے ہوگی۔ ان میں اکتاہٹ...... اور چڑچڑا پن پیدا نہیں ہوگا لیکن اگر باپ اس طرح اپنے بچوں سے گفتگو نہیں کرتا۔ سخت لہجے میں...... غصے سے...... اونچی آواز سے...... اور بد اخلاقی سے گفتگو کرتا ہے تو بچے اکتاہٹ کا شکار ہوتے ہیں۔ ان میں چڑچڑا پن آجاتا ہے۔ باپ کی کہی ہوئی کوئی بھی بات ان کے دل پر اثر نہیں کرتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ باپ اپنی اولاد سے اچھے انداز میں گفتگو کرے۔ جب باپ نرم لہجے میں گفتگو کرے

گا تو وہ بات اولاد کے دل پر اثر کرے گی اور وہ اپنے باپ کی ہر بات مانیں گے اور اس طرح سے باپ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کر سکے گا۔

اس معاملے میں باپ کو چاہئے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات طیبہ کا مطالعہ کرے کہ کس طرح آپ چھوٹوں اور بڑوں سے گفتگو کرتے تھے...... آپ کا گفتگو کرنے کا انداز کس قدر دلکش تھا...... آپ کی بات کس طرح کافروں ......اور مشرکوں...... کے دل پر اثر کرتی تھی...... آپ کی گفتگو کس قدر سادہ ہوا کرتی تھی ......آپ کس قدر آسان اور جامع الفاظ میں گفتگو کیا کرتے تھے...... آپ کسی کی بات کو کاٹ کر کبھی بھی اپنی بات شروع نہیں کیا کرتے تھے...... دوسروں کی بات کو مکمل توجہ سے سنا کرتے تھے...... آپ لایعنی باتوں سے پرہیز کیا کرتے تھے...... اگر بات کرتے ہوئے صحابہ کرام کو اکتایا ہوا محسوس کرتے تو موضوع کو بدل دیتے...... خاص باتوں کو بار بار دہراتے...... کلام سے پہلے سلام کرتے۔

ٹھیک اسی طرح ایک مثالی باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی بات کو غور سے سنے۔ ان کی تربیت پر توجہ دے۔ اونچی آواز میں نہ بولے۔ لایعنی باتیں نہ کرے۔ سادہ اور جامع الفاظ میں گفتگو کرے نہ تو گفتگو اتنی طویل ہو کہ سننے والا اکتا جائے اور نہ اتنی مختصر کہ سننے والے کو پورا مقصد ہی حاصل نہ ہو بلکہ میانہ روی اختیار کرے۔ ذیل میں دی گئی حدیث کا مطالعہ کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرمایا کرتے تھے کہ

يَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ كَلَامُهُ فَصْلٌ لَا فُضُوْلٌ وَّلَا تَقْصِيْرٌ .

''الفاظ نہ ضرورت سے زیادہ اور نہ ضرورت سے کم۔ نہ کوتاہ سخن، نہ طویل گو۔'' (شرح شمائل ترمذی: ص ۱۲۰)

مثالی باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس حدیث کو اپنے لئے راہ عمل بنائے اور اس حدیث کے مطابق اپنی اولاد کی تربیت کرے۔

مثالی باپ......بچوں کوآوارہ گردی سے بچاتا ہے:

مثالی باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو ہر بری حرکت اورآوارہ گردی سے بچائے۔ بعض بچوں کو اسکول وغیرہ سے بھاگ جانے کی عادت ہوتی ہے۔ یا پھر وہ گھر سے بھاگ جاتے ہیں۔ باپ کو چاہئے کہ وہ ان کی ایسی تربیت کرے کہ وہ اس طرح کی راہ ہرگز اختیار نہ کریں۔ بعض بچوں کو گھر سے اچھا ماحول نہیں ملتا۔ وہ مختلف مقامات کی سیر و تفریح کرنا چاہتے ہیں۔ گھومنا پھرنا چاہتے ہیں لیکن ان کو ان کے گھر والے اس طرح کی جگہوں پر نہیں لے جاتے تو پھر بچے اسکول سے بھاگ کر گھر سے بھاگ کر اپنے دوسرے دوستوں کے ساتھ گھومنے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ اچھی طرح پڑھ نہیں سکتے۔ وہ اپنی پڑھائی کے وقت میں اسکول سے کوئی بہانہ لگا کر چھٹی لے کر سیر و تفریح کرنے چلے جاتے ہیں۔ یا پھر گھر سے بیگ لے کر اسکول تو جاتے ہیں لیکن اسکول جانے کی بجائے وہ سیر و تفریح کرتے چلے جاتے ہیں۔

اور جب چھٹی کا وقت (Time) ہوتا ہے تو واپس آ جاتے ہیں اور گھر والوں کو یہ ہوتا ہے کہ ہمارا بچہ پڑھ کر اسکول سے آ رہا ہے۔ اس لئے باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی خواہشات کو پورا کرے۔ انہیں خرید و فروخت کے لئے اپنے ساتھ بازار لے کر جائے انہیں تاریخی مقامات کی سیر کروائے۔ اور ان کی خواہشات کو پورا کرے۔ اس طرح جب بچے کی خواہشات پوری ہوں گی تو اس کے جذبات کی تسکین ہوگی۔ تو وہ خوشی سے اسکول جائے گا اور دل لگا کر پڑھے گا۔ کبھی بھی گھر اور اسکول سے نہیں بھاگے گا۔

مثالی باپ......بچوں کو حد سے زیادہ مار سے بچاتا ہے:

ایک باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بات کو ذہن نشین کر لے کہ بچوں کو مارنا جائز نہیں۔ اگر بچے کوئی غلطی کریں تو ان کو سزا نہ دی جائے بلکہ پیار سے سمجھایا جائے اور اگر مارنا ضروری ہو تو اس طرح مارا جائے کہ جسم پر نشان نہ پڑیں لیکن آج کل ہمارے معاشرے میں یہ چیز عام ہے کہ استاد یا پھر گھر والے اپنے بچوں کو بے تحاشا مارتے ہیں

اور اکثر دفعہ اس قدر مارا جاتا ہے کہ بچے زہر کی گولیاں کھا کر یا پھر مختلف طریقوں سے اپنی جان لے بیٹھتے ہیں۔

آئے دن اخباروں میں اس طرح کی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ فلاں انسان نے فلاں طریقے سے خودکشی کر لی اپنے گھر والوں کے تشدد کی وجہ سے اپنی جان دے دی جبکہ اس طرح مارنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اگر مارنے سے زخم ہو جاتا ہے یا پھر خون نکل آتا ہے یا کوئی نشان پڑ جاتا ہے تو یہ عمل اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس گناہ کی معافی کی کیا شکل ہوگی؟ اس لئے کہ اس گناہ کی معافی کس سے مانگے؟ اگر بچے سے مانگے تو وہ نابالغ بچہ معاف کرنے کا اہل نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر بچہ معاف کر دے تو بھی شرعاً اس معافی کا اعتبار نہیں۔ یہ اتنا خطرناک گناہ ہے۔

اس لئے باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو ہرگز نہ مارے اور اگر مارنا ہو بھی تو غصے کی حالت میں نہ مارے کہ اس طرح غصے میں وہ زیادہ مار دے گا۔ جب غصہ اتر جائے تو اس وقت بچے کو مار لے۔ بچے کو پیار سے سمجھائیں۔ اسے ہرگز نہ ماریں کہ اس طرح بچہ خودکشی بھی کر سکتا ہے یا پھر گھر والوں کے تشدد کی وجہ سے گھر سے بھاگ کر مختلف قسم کے جرائم اپنا لیتا ہے۔

مثالی باپ...... غلطی پر درست انداز سے ٹوکتا ہے:

ہر باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی درست طریقے سے تربیت کرے اور اس کی تربیت کے لئے ایسے درست طریقے اختیار کرے جن کا اولاد کی زندگی پر مثبت اثر ہو۔ باپ کو اپنے بچے کی تربیت دانائی اور حکمت کو پیش نظر رکھ کر کرنی چاہئے۔ اگر بچے غلط کام کرتے ہیں تو ان کو درست طریقے سے ٹوکا جائے۔ ہرگز مار پیٹ نہ کی جائے۔ اگر گھر میں چار پانچ بچے ہیں ان میں سے کوئی ایک غلطی کرتا ہے تو باپ کو چاہئے کہ بجائے ایک کو ڈانٹنے کے تمام بچوں کو بلائے اور اس طرح کی غلطی کرنے سے درست طریقے سے منع

کرے۔ اگر ایک بچہ غلطی کرتا ہے تو اس کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے بلکہ تمام بچوں کو اجتماعی طور پر سمجھایا جائے کہ یہ غلطی کوئی بھی نہ کرے۔ اس طرح بچے اپنی غلطی کو درست کر لیتے ہیں۔ صرف ایک بچے کو مخاطب کر کے اسے نہ جھڑکے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس بات کا پورا خیال رکھا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے آپ کی بتائی ہوئی عبادات کو کم سمجھ کر غلو اختیار کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ ایک نے کہا میں کبھی گوشت نہیں کھاؤں گا۔ دوسرے نے کہا میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ جب آپ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے ان سے براہ راست گفتگو کرنے کے بجائے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

کیا بات ہے کہ کچھ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ حالانکہ میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں اور شادی کرتا ہوں تو جو شخص میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔ (مسلم شریف، کتاب النکاح، ۱/۴۴۹)

جب کچھ لوگوں کی غلو روش اور تشدد آمیز طرز فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعی طور پر خطاب کرتے ہوئے اس غلط طرزِ فکر کی اصلاح فرمادی۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ عام حضرات کے سامنے بھی اسلام کا صحیح طرز فکر آ گیا اور لوگوں کو غلو پسندی کے بجائے اعتدال کی راہ معلوم ہوگئی اور جنہوں نے غلو کیا تھا ان کی بات دوسروں کے سامنے نہ کھلی جس سے وہ شرمندہ ہونے سے بچ گئے۔

اس لئے ایک باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ بھی اپنے بچوں کو غلطی پر درست طریقے سے ٹوکے تاکہ وہ دوسروں کے سامنے شرمندہ بھی نہ ہوں اور اپنی غلطی کی اصلاح بھی کر لیں۔

مثالی باپ...... فارغ اوقات میں تربیتی مکالمات کرتا ہے:

باپ کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کا اہتمام کرے۔ ہفتے میں چھٹی کا ایک دن

ایسا رکھیں کہ بچوں کو اکٹھا کر کے ان کی تربیت کرے ان کو درس دے۔ نماز کی رکعتیں سکھائے، نماز کے آداب...... سنتیں...... واجبات...... مستحبات وغیرہ سکھائے۔ کھانے پینے کے آداب سکھائے...... بڑوں سے بات کرنے کا طریقہ، چھوٹوں سے گفتگو کرنے کا طریقہ سکھائے۔ بچوں کو مختلف قسم کی سنتیں اور آداب سکھائے اور پھر ایک دن ان سے سنے اور جو بچہ صحیح سنائے اس کو انعام دے۔ اس طرح یہ چیزیں بچوں کی زندگی میں مفید بھی ثابت ہوں گی اور جب ایک بچے کو انعام ملے گا تو دوسرے کے دل میں خواہش پیدا ہوگی کہ وہ بھی اس تربیتی درس میں حصہ لے اور انعام حاصل کرے۔

اس طرح سے ایک باپ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرسکتا ہے اور ان کی اچھے طریقے سے رہنمائی کرسکتا ہے۔

مثالی باپ...... کھانے، پینے کی اشیاء اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتا ہے:

ناشتہ انسانی صحت کے لئے بہت ضروری ہے۔ ناشتے کو انسانی صحت کے لئے بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔ ناشتہ کرنے سے انسان کا جسم صحت مند رہتا ہے اور ایک صحت مند جسم میں ہی صحت مند دماغ ہوتا ہے۔ اگر صحت مند جسم اور دماغ ہوگا تو بچہ اسکول میں صحیح پڑھے گا۔ اور یہی صحت مند دماغ بچوں کے لئے دنیاوی اور اُخروی امور میں کامیابی کا ذریعہ بنے گا۔ اس لئے ایک باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی کھانے پینے کی چیزوں کا دھیان رکھے اور اگر گھر میں ناشتے کا سامان نہ ہو تو وہ مہیا کرے۔

باپ کو چاہئے کہ جو رقم اس نے تعمیرات اور فضول نمائشی چیزوں کے خرید وفروخت اور کپڑوں کو خریدنے کے لئے استعمال کرنی ہے اس رقم سے پھل وغیرہ لے آئے۔ جس کو کھا کر بچے مدرسہ اسکول وغیرہ میں جائیں اور بچوں کو کھانے کے بعد کی دعا سکھائیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو کھانے کے بعد اس کا شکر ادا کرسکیں۔

رات بھر بھوکے رہنے کی وجہ سے معدہ طویل وقت تک خالی رہتا ہے۔ صبح اگر ناشتہ نہیں کریں گے تو معدہ کو نقصان ہوگا اور اس طرح دماغ اور صحت پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔

اگر بچے ناشتے میں روٹی نہ کھانا چاہیں تو ان کو ایک گلاس جوس ضرور پلائیں اور گھر میں ناشتے کے لئے مختلف قسم کے اناج رکھیں تا کہ اگر بچوں کا ایک چیز کھانے کو دل نہیں کر رہا تو وہ کوئی اور چیز کھالیں لیکن ناشتہ ضرور کریں۔

مثالی باپ......بچوں کے سامنے والدہ کی تعریف کرتا ہے:

باپ کو چاہئے کہ اپنی اولاد کے سامنے ان کی ماں کی تعریف کرے۔ اس طرح تعریف کرنے سے بیوی بھی خوش ہو جائے گی اور اولاد کے دل میں بھی ماں کے لئے محبت وشفقت پیدا ہوگی۔

باپ کو چاہئے کہ اولاد کے سامنے ماں کو اہمیت دے تا کہ بچے اپنی ماں کی عزت کریں۔

اگر کبھی بچوں کی اصلاح کے لئے ان کو ڈانٹنا مقصود ہو تو ماں کو پہلے ہی سے بتا دیں گے جب میں ان کو سمجھاؤں تو روک ٹوک نہ کرے اور ماں کو چاہئے کہ وہ اللہ سے دعا کرے کہ اے میرے رب! میری اولاد کو ہدایت عطا فرما اور میری اولاد کو ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔ باپ کو چاہئے کہ وہ کبھی کبھی ماں کی صفائی ستھرائی کی تعریف کرے کہ آپ کی ماں گھر کی کتنی اچھی صفائی کرتی ہے۔ اور کبھی کھانے پکانے کی چیزوں کی تعریف کر دے کہ آپ کی ماں کتنا اچھا کھانا بناتی ہے۔

اس طرح سے ایک تو اولاد کے دل میں ماں کے لئے محبت پیدا ہوگی۔ وہ اپنی ماں کی عزت کریں گے اور دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوگا میاں بیوی کے درمیان اچھے تعلقات پیدا ہوں گے۔ دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے ہمدردی پیدا ہوگی۔

مثالی باپ......بچوں کے اساتذہ کی قدر کرتا ہے:

باپ کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کے اساتذہ کی قدر کرے۔ ان کی عزت وتکریم کرے اس لئے کہ وہ اس کے بچے کے استاد ہیں اور انہیں اساتذہ کی محنت کی وجہ سے ان کے بچے پڑھ لکھ کر پروان چڑھتے ہیں۔ انہیں اساتذہ کی محنت کی وجہ سے اس بچے کی

اعلیٰ تربیت ہوئی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے جب سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے تو امام صاحب نے ان کے معلم کو پانچ سو درہم بطور انعام دیا۔

حضرت حسن بصری کے بھتیجے یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ جب میں قرآن پڑھنے میں حاذق و ماہر ہوگیا تو چچا سے کہا کہ معلم کچھ چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا قرآن کے معلم ایسا نہیں کرتے تھے۔ پھر کہا کہ پانچ درہم دے دو اور میرے اصرار پر کہا کہ اچھا دس درہم دے دو۔

اس لئے والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کے اساتذہ (Teachers) کی تعریف کریں۔ ان کی عزت (Respect) کریں۔
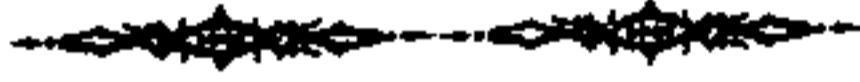
مثالی بیٹا

والدین اور اولاد کے درمیان ایسی لازوال محبت کا رشتہ ہوتا ہے کہ جو انہیں کسی بھی قربانی سے گریزاں نہیں ہونے دیتا۔ والدین کے اولاد پر بے شمار احسانات ہوتے ہیں۔اس لئے اولاد کے لئے ہر حال میں واجب ہے کہ وہ اپنے والدین کی عزت وتکریم کرے۔ان سے حسن سلوک کرے...... ان کی خدمت کرے...... ان کا شکر ادا کرتا رہے...... ان پر احسان کرتا رہے...... ایک مثالی بیٹے میں پائی جانے والی خوبیوں کا جائزہ درج ذیل ہے۔

مثالی بیٹا......والدین کا شکرادا کرتا ہے

کسی عقل مند کی پہچان کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے منعم کے حق کو پہچانتا ہے اور اس کے احسانات کا شکرادا کرتا ہے۔اللہ کریم کے بندے پر سب سے زیادہ احسانات ہوتے ہیں اور اس کے بعد سب سے زیادہ احسانات اور حقوق والدین کے ہوتے ہیں۔عقل مند شخص وہ ہے جو ان کے احسانات اور حقوق کا بدلہ چکانے کی پوری کوشش کرے۔

والدین کا شکرادا کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ٥

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (نیکی کا) تاکیدی حکم

فرمایا جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف کی حالت میں (اپنے پیٹ میں) برداشت کرتی رہی اور جس کا دودھ چھوٹنا بھی دو سال میں ہے (اسے یہ حکم دیا) کہ میرا (بھی) شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی (تجھے) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ (پ:۲۱،لقمان:۱۴)

اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ نیکی کرنا بندہ مومن پر فرض کیا ہے۔ اس طرح والدین کے احسانات کا شکر ادا کرنا فرض ہے۔

(احکام القرآن:۵/۴۰۱،مطبوعہ:القرآن پبلی کیشنز لاہور)

نعمت عطا کرنے والے کا شکر ادا کرنا واجب ہے اور اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر بڑی نعمتیں ہیں کیونکہ اس نے بندے کو پیدا کیا اور عدم سے وجود بخشا اس لئے واجب ہے کہ کسی اور کا شکر ادا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں پھر والدین کا بھی اولاد پر بڑا احسان ہے۔ کیونکہ وہ دونوں اولاد کے وجود کا باعث ہیں۔ پھر اولاد پر والدین کا حق تربیت بھی ہے اس لئے دوسرے مرحلے میں والدین کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔

(تفسیر الخازن ۱/۲۴۹،مطبوعہ:فرید بک سٹال لاہور)

ماں کو گردن پر سوار کر لیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا:

میں نے سخت گرمی میں اپنی ماں کو گردن پر سوار کر کے دو فراسخ (نو انگریزی میل) سفر کیا اور اتنی سخت گرمی تھی کہ اگر اس میں کچے گوشت کا ٹکڑا ڈال دیا جائے تو پک جائے تو کیا میں نے اس کا شکر ادا کیا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہاری طرف ایک دفعہ کشادہ روئی سے دیکھنے کا بدلہ ہوا۔

(تبیان القرآن:۹/۲۵۳،بحوالہ المعجم الصغیر:الرقم:۲۵۵)

درسِ ہدایت:

اس آیت قرآنی اور حدیث میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کا شکرادا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ماں اپنے بچے کو 9 مہینے تک اپنے پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے۔اس کا بوجھ اٹھا کر زندگی کے 9 ماہ گزارتی ہے۔اور پھر زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو کر بچے کو جنم دیتی ہے۔اس لئے والدین کا شکرادا کرنا نہایت ضروری اور اہم فرض ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔اگر وہ ناراض ہے تو خدا ناراض ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے تو جس نے اپنے باپ کو ناراض کیا تو اس نے اللہ کے رسول کو ناراض کیا اور ایسا شخص کسی بھی حال میں جنت میں نہیں جا سکتا ہے کیونکہ باپ کی ناشکری اور ناراضگی کی وجہ سے جنت کا دروازہ ہی بند ہے۔اس لیے قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہوئے ہمیں اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے اور ان کا شکرادا کرنا چاہئے اور ہمیشہ ان کا احسان مند رہنا چاہئے۔

مثالی بیٹا......والدین کی خدمت کرتا ہے:

اگر ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام پر تھوڑا سا بھی غور کریں تو ہمارا ضمیر گواہی دے گا کہ والدین سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی نعمت نہیں۔ ذرا تصور کیجئے ماں کی ممتا کا! بچے کی ولادت کے سلسلے میں اس نے کتنی تکلیفیں برداشت کیں۔ دودھ پلانے کے زمانے میں ذرا گرم سرد ہوا لگ گئی تو ماں کی راتوں کی نیند حرام ہوگئی۔ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کی گندگی دھوتی رہی۔ جب شیر خوار بیٹا ہنستا تو اس کا دل باغ باغ ہو جاتا۔ اور بیٹا رویا یا اس نے کوئی تکلیف محسوس (Feel) کی تو فرط غم (Tension) سے نڈھال ہوگئی۔ جب اس کا علاج نہ کروالیا سکھ کا سانس نہ لیا۔

ماں کی نسبت باپ کا ربط بچوں سے کم ہوتا ہے لیکن اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت اور پرورش کے اخراجات وغیرہ وہی اٹھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو بے لوث محبت سے نوازا ہے۔ اس کے سکھ (Relief) اور آرام کی خاطر اپنا سکھ اور آرام قربان کر دیتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب بیٹا جوان ہو جاتا ہے اور والدین کو بڑھاپے نے آلیا۔ بیٹے کے بچپن کا زمانہ محتاجی کا تھا۔ اب والدین کا بڑھاپا ان کی محتاجی کا ہے۔ اس وقت اسلام ایک مثالی بیٹے پر والدین کے ادب واحترام، ان کی خدمت اور دیکھ بھال کا فرض عائد کرتا ہے۔

اس لئے بیٹے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت کرے۔ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ ان کی خواہشات اور اخراجات کو پورا کرے تاکہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی وکامرانی حاصل کر سکے۔

خدمت والدین کی شرعی حیثیت:

وقت حاجت والدین کی خدمت کرنا فرض ہے اور عدم حاجت کے وقت ان کی خدمت کرنا مستحب ہے۔

(احکام القرآن: ۵/ ۴۰۷، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور، بحوالہ تفسیر روح البیان ۵/ ۱۴۷، مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ)

سعادت وعظمت کا حصول:

مثالی بیٹا والدین کی خدمت بجالانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا لیکن وہ تخلیے میں اپنے ملاقاتیوں سے بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ یہاں ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ وہ اس طرح سخت باتیں کہہ دیتے ہیں کہ جنہیں سن کر پریشانی اور پشیمانی لاحق ہوتی ہے لیکن کڑی آزمائش یہی ہے کہ ہر حال میں اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیا جائے اور حسب دستور ان کی خدمت میں کوتاہی نہ ہونے دی جائے۔

بیٹا چاہے وزارت یا صدارت کے منصب پر فائز ہو۔ اس کی سعادت یہی ہے کہ اپنے ماں باپ یا جو بھی ان میں سے حیات ہو اس کی قدم بوسی کرتا رہے۔ حسن سلوک کا تقاضا یہی ہے کہ ہمہ وقت ان کی خدمت میں مستعد رہا جائے۔ والدین کے ساتھ ادب اور محبت کا طریقہ اور قرینہ حسن سلوک کے سوا کچھ نہیں۔

چنانچہ ہر بیٹے کا فرض ہے کہ وہ ماں باپ کی دل و جان سے خدمت کرے یقیناً والدین کی خدمت کر کے بیٹا اپنے آپ کو جنت کا مستحق بنا سکتا ہے۔ ماں باپ کی خدمت سے ہی دونوں جہان میں عزت ملتی ہے۔ دونوں جہاں کی بھلائی، سعادت و کامرانی حاصل ہوتی ہے۔ انسان دونوں جہاں کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

خدمت والدین جہاد ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَاْذَنَہٗ فِی الْجِہَادِ فَقَالَ اَحَیٌّ وَالِدَاکَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَفِیْہِمَا فَجَاہِدْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر جہاد کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا:

''تیرے ماں باپ زندہ ہیں۔''

اس نے عرض کی:

''جی ہاں۔''

فرمایا: ''ان کی خدمت میں ہی جہاد کر۔''

(صحیح بخاری، کتاب الادب، ۵/ ۲۲۲۷، الرقم: ۵۶۲۷، صحیح مسلم، کتاب: البر والصلۃ ۴/ ۱۹۷۵، الرقم: ۲۵۴۹، سنن ابی داؤد، کتاب: الجہاد: ۳/ ۱۱۷، الرقم: ۲۵۲۷، ۲۵۲۹)

والدین کا خادم...... راہِ الٰہی کا متلاشی ہوتا ہے:

امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں ایک شخص گزرا جو بڑا جسیم تھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا:

کاش! یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہوسکتا ہے یہ اپنے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کے لئے کوشش کرتا ہو۔ پس یہ اللہ

کے راستے میں ہے۔ اپنے چھوٹے بچوں کے لئے کوشش کرتا ہو۔ پس یہ اللہ کے راستے میں ہے۔ ہوسکتا ہے وہ اپنی ذات کے لئے محنت کرتا ہوتا کہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے۔ پس یہ اللہ کے راستے میں ہے۔

(تفسیر درمنثور:۴/۴۵۷، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، بحوالہ: شعب الایمان ۶/۱۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران میں گھاٹی سے ایک نوجوان نمودار ہوا۔ ہم نے جب اس جوان کو دیکھا تو آپس میں کہا کاش! یہ جوان اپنی جوانی چستی اور قوت و بہادری کو اللہ کی راہ میں صرف کرنے والا ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری بات سن لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ کی راہ میں بہت سی راہوں میں سے ایک ہی راہ ہے اور اللہ کے راستے بہت سارے ہیں جو انسان اپنے ماں باپ کی خدمت میں کوشش کرتا ہے وہ اللہ کی راہ میں کوشش کرتا ہے۔ جو انسان اپنے اہل و عیال کی پرورش، تعلیم و تربیت کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں رواں دواں اور کوشاں ہے جو اپنے ذاتی مفادات کے لئے اس نیت سے سعی کرتا ہے کہ اس کا دامن پاک رہے۔ وہ بھی اللہ کی راہ میں ساعی اور کوشاں ہے اور جو اس مقصد کے لئے بھاگ دوڑ کرتا ہے تاکہ اس کے پاس بہت سارا مال جمع ہو اور کثرت مال کی وجہ سے وہ دوسروں پر فخر جتلا سکے تو ایسا شخص شیطان سرکش کی شاہراہ پر چلنے والا ہے۔ (اللہ کی راہ میں کوشش کرنے والا نہیں۔)

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب البر والصلۃ (اردو)، ص:۸۳، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

درس ہدایت:

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ راہ خدا کا متلاشی بیٹا والدین کی خدمت کرتا ہے اور مثالی بیٹے کا فرض ہے کہ وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کی خدمت کرتا رہے۔

مثالی بیٹا......والدین کے ساتھ احسان کرتا ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر بھیجا ہے۔آپ کی شریعت آخری شریعت ہے۔آپ کی رسالت وشریعت تمام لوگوں کے لئے سعادت مندی کا سامان ہے اور آپ کا پیغام تمام قوموں اور قبیلوں کے لئے حیات بخش ہے۔آپ جانتے ہیں کہ ایک خوش حالی اور خوشیوں بھری زندگی کا انحصار آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنے، نیکی، ہمدردی اور بھلائی حسن سلوک اور صلہ رحمی ہوتا ہے۔حسن سلوک اور صلہ رحمی کا اسلام میں بہت بڑا مقام ہے۔اسلام میں احسان اور صلہ رحمی کرنے کو عظیم عبادت قرار دیا گیا۔اس لئے بیٹے کو چاہئے کہ وہ والدین کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کرے۔

الاحسان......فی القرآن:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے۔

(پ:۱۴،النحل:۹۰)

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا .

اور تم اللہ کی عبادت کرو۔اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔(پ:۵،النساء:۳۶)

حکم ہوتا ہے کہ اے لوگو! اللہ کی عبادت میں کبھی شرک کو اپنے قریب تک نہ آنے دو۔تم اس بات کو اپنا معمول بنالو اور والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کو اپنا شعار بنالو۔ [illegible] اور شرک کی نفی کا حکم جہاں ختم ہے وہاں والدین [illegible] جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے

کے والدین کا کتنا پاس ہے کہ انسان کو اپنی بندگی کے بعد ان کی خاطر داری اور دل جوئی کی تاکید کی جارہی ہے اور یہاں یہ قید بھی نہیں کہ:

والدین کمانے والے ہوں......یا......نہ کمانے والے ہوں۔

بوڑھے ہوں......یا......جوان ہوں

متقی و پارسا ہوں......یا......عبادت گزار

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

اور (یاد کرو) جب ہم نے اولاد یعقوب سے پختہ وعدہ لیا کہ اللہ کے سوا (کسی اور کی) عبادت نہ کرنا اور ہاں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

(پ:۱،البقرہ:۸۳)

یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ اس کی یہی ترتیب حضرت آدم علیہ السلام کی اُمت سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تک جاری وساری رہی ہے۔ تمام بنی نوع انسان کو یہی تلقین کی جاتی ہے کہ تمہاری جبین نیاز سوائے ذات باری تعالیٰ کے کسی اور کے سامنے نہ جھکے اور اپنے والدین کے ساتھ احسان اور فروتنی سے پیش آؤ۔

ہر حال میں احسان کرنے کا حکم:

والدین اگر نیک ہوں تو یہ اولاد کی خوش قسمتی اور خود والدین کے لئے سعادت مندی ہے تاہم اولاد کے حسن سلوک کے لئے والدین کی نیک نامی شرط نہیں۔ والدین جیسے بھی ہوں ان سے حسن سلوک اور احسان کرنا ہر حال میں لازم ہے۔

ہاں! اللہ کریم کی نافرمانی اور گناہ کے کام میں اگر [illegible]
جیسے شادی کے موقع پر والدین اپنے بیٹے کو داڑھی کٹوانے [illegible]

کے والدین اپنی اولاد کو نماز روزہ سے روک دیں تو ان امور میں ان کی فرمانبرداری نہیں کی جائے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''مسلمان کو جب کسی گناہ کے کام کا حکم دیا جائے تو وہ نہ اس حکم کو سنے نہ ہی اس کی فرماں برداری کرے۔'' (صحیح بخاری، الرقم: ۲۱۴۴، صحیح مسلم، الرقم: ۱۸۳۹)

اور دوسری حدیث شریف میں فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی فرماں برداری نہیں کی جائے گی۔''

(مسند احمد ۵/۶۶، شرح السنہ: ۲۴۵۵، مشکوۃ المصابیح ص: ۳۲۱، مطبوعہ کراچی)

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا٘

اور اگر وہ دونوں (والدین) تجھ پر اس بات کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس کی (حقیقت) کا تجھے علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا اور دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھے طریقے سے ساتھ دینا۔ (پ: ۲۱ لقمان: ۱۵)

درس ہدایت:

اس آیت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ خلاف شرع امور میں والدین کی نافرمانی جائز ہے۔ اسی طرح نیک کاموں میں ان کی فرماں برداری نہیں کرنی چاہئے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر والدین مشرک یا کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے۔

[illegible]

[illegible] یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] آپ [illegible] اس کے گھر اس کی تیمارداری

کے لئے آئے اور اس کا باپ اپنے بیمار لڑکے کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کو اسلام لانے کی دعوت دی تو لڑکے نے باپ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

تو اس کے باپ نے جواب دیا:

''حضور ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہتے ہیں اس کی اطاعت کرو۔''

تو لڑکے نے کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

یہ کلمہ مبارک پڑھنے کے بعد وہ لڑکا وفات پا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر سے یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ بِیْ مِنَ النَّارِ

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے اس لڑکے کو میری وجہ سے آگ سے بچا لیا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ مبارک بلند آواز سے فرما کر واضح کر دیا کہ ہدایت دیتا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن دیتا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

(مسند احمد: ۱۱/ ۸، الرقم: ۱۲۷۲۸، سنن ابی داؤد: ۲/ ۲۰۱، الرقم: ۳۰۹۵، سنن الکبریٰ ۳/ ۵۲۷، الرقم: ۶۵۹۷)

مثالی بیٹا...... والدین سے حسن سلوک کرتا ہے:

اسلام نے جن طاعات وعبادات میں احسان کرنے کا حکم دیا ہے اس کی بہت سی قسمیں ہیں اور ان میں سب سے زیادہ توجہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور ان کے ساتھ احسان کرنے پر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ''والدین'' کی کیا قدر و اہمیت ہے اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے اور خوش معاملگی سے پیش آنے کی کتنی عظمت اور شان ہے۔ اس کا اندازہ ذیل کی احادیث سے لگایا جا سکتا ہے۔

حسن سلوک ہو اولاد کا...... ثواب ملے ہجرت وجہاد کا:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

اَقْبَلَ رَجُلٌ اِلٰی نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اُبَایِعُکَ عَلَی الْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ اَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰہِ قَالَ: فَھَلْ مِنْ وَّالِدَیْکَ اَحَدٌ حَیٌّ قَالَ: نَعَمْ بَلْ کِلَاھُمَا قَالَ فَتَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْکَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَھُمَا

ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں جہاد پر آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں اور اس کے اجر کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے طلب گار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟''

عرض کی:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم! دونوں زندہ ہیں۔''

ارشاد فرمایا:

''کیا تو اللہ سے اجر چاہتا ہے؟''

عرض کی،

''ہاں!''

فرمایا:

''اپنے والدین کے پاس واپس چلا جا اور ان سے حسن سلوک کر۔''

(احکام القرآن: ۴/۳۶۲، بحوالہ صحیح مسلم، الرقم: ۲۵۴۹، الترغیب والترہیب، الرقم: ۳۶۴۹، صحیح الالبانی، الرقم [illegible]، سنن النسائی، الرقم ۳۱۰۰)

حسن سلوک کرنے والا خوش نصیب ہے

دنیا میں خوش نصیبی کا دارومدار مختلف چیزوں پر ہے۔ مثلاً دنیا دار ہیرے،

جواہرات......سونے چاندی کے مالک کوخوش نصیب کہتے ہیں۔کاروبار میں زیادہ منافع کمانے والے کو......خوش نصیب کہا جاتا ہے۔طالب علم کے نزدیک......فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونے والا خوش نصیب ہے۔سائنس دان کا معیار......ان سب سے الگ تھلگ ہے۔

لیکن میرے خیال میں وہ بیٹا خوش نصیب ہے جو اپنے والدین کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کرتا ہے اور اس کے والدین اس سے راضی ہیں۔یہ خوش نصیبی ایسی دولت ہے جو دنیاوی دولت......خدام......اولاد کی کثرت......حکیمانہ موشگافیاں......ادیبانہ نکتہ فرینیاں......اور قابل ستائش......عادات سے حاصل نہیں ہوسکتی۔

پانچ وقت کا نمازی......حاجی......زکوٰۃ ادا کرنے والا......روزے رکھنے والا......نفلی عبادات کرنے والا بیٹا......اگر ماں باپ کا نافرمان ہوگا تو والدین اس کی موت کے بعد اللہ کے حضور اس کی نافرمانی پیش کردیں گے تو ایسا شخص خوش نصیب نہیں بلکہ بدنصیب ہوگا۔اس طرح کے بیٹے کے لئے جنت کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ اس کا انتظار کررہی ہوتی ہے۔

مگر جو بیٹا حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہو،دل میں ان کے لئے شفقت ومحبت کا والہانہ جذبہ رکھتا ہو......والدین کی خوشی کا ہر موقع پر خیال رکھتا ہو......جب بوڑھے ماں باپ اس کو دیکھیں گے تو ان کا دل باغ باغ ہوجائے گا تو ان کے منہ سے ہر وقت اپنے بیٹے کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

ان صفات کا پاکیزہ فطرت بیٹا جب اپنی جان جانِ آفرین کے حضور پیش کرے تو انشاءاللہ اسے کلمہ نصیب ہوگا اور آخرت میں بھی اللہ کریم کی رحمت کے سائے میں ہوگا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّمَدَّ لَهُ فِيْ عُمُرِهِ وَيُزَادَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جسے اس بات سے مسرت وشادمانی ہو کہ اس کی عمر لمبی کر دی جائے اور اس کے رزق میں اضافہ کر دیا جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے ماں باپ سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی اختیار کرے۔

(الترغیب والترہیب: من: ۴۲۵، الرقم: ۸۴۵، صحیح بخاری ۴/۱۸۹۶، الرقم ۵۹۸۶، صحیح مسلم: ۵/۱۴۲، الرقم: ۲۵۵۷، مسند امام احمد ۲/۱۰۵، الرقم: ۱۲۱۲)

درسِ عمل:

عمر میں اضافے سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنی زندگی کو ان کاموں میں صرف کرے جو آخرت میں فائدہ مند ہوں اور فضول کاموں میں وقت ضائع کرنے سے محفوظ رہے۔

اس لئے مثالی بیٹے کو چاہئے کہ وہ ان احادیث اور آیات قرآنیہ پر عمل کرے، اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو عملی نمونہ بنائے تاکہ دنیا و آخرت سنور سکیں اور بروز قیامت شرمندہ نہ ہونا پڑے اور والدین کی خدمت کر کے رضائے الٰہی اور اجر عظیم حاصل کرے۔

مثالی سسر

مرد اپنی زندگی میں بے شمار اہم کردار ادا کرتا ہے جن میں سے ایک اہم کردار سسر کا بھی ہے۔ ایک باپ اپنی بیٹی کی شادی کرتے وقت انتہائی احتیاط سے کام لیتے ہوئے بہت زیادہ اہمیت کے حامل شخص کو اپنی بیٹی کا ہاتھ تھماتا ہے۔ اپنے داماد کی سیرت و کردار... اس کے علم و عمل...... اس کے اخلاق و عادات کو دیکھتا اور اسے اپنے علم و عمل سے بھی متاثر کرتا ہے۔ ایک مثالی سسر کی شخصیت میں کیا کیا خوبیاں ہوتی ہیں آیئے پڑھتے ہیں......

مثالی سسر دولت دیکھ کر نہیں...... داماد کی سیرت دیکھ کر رشتہ دیتا ہے:

مثالی سسر وہی ہوتا ہے جو رشتہ کرتے دولت کو مدنظر نہیں رکھتا بلکہ اپنے داماد کی سیرت کو دیکھ کر رشتہ طے کرتا ہے۔ سسر رشتہ کرتے وقت اپنے داماد کے گھر کو نہ دیکھے۔ اس کی کارکوٹھی پر نظر نہ رکھے بلکہ اس بات کو مدنظر رکھے کہ وہ نماز پڑھتا ہے، حلال رزق کماتا ہے، روزہ رکھتا ہے۔ سنت رسول کے مطابق زندگی گزارتا ہے یا نہیں۔ آیئے مثالی سسر کے سیرت و کردار کے بارے میں درج ذیل حدیث کا مطالعہ کریں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے کہ! انصار کے کچھ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا:

عِنْدَكَ فَاطِمَةُ، تَأْتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ کے پاس فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جایئے۔ (یعنی ان سے رشتہ دینے کی درخواست کیجئے)

چنانچہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا حَاجَةُ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ؟

ابن ابی طالب کی حاجت کیا ہے؟

انہوں نے عرض کی:

ذَكَرْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَرْحَبًا وَّاَهْلًا

مَرْحَبًا وَّاَهْلًا

(یعنی خوش آمدید تم اپنے ہی گھر میں آئے ہو)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ ان انصاری لوگوں کے پاس گئے جو ان کا انتظار کر رہے تھے۔

انہوں نے پوچھا:

مَا وَرَاءَ كَ؟

آپ کے پیچھے کیا ہے؟ (یعنی کیا کر کے واپس آئے ہو)

انہوں نے کہا:

مَا اَدْرِیْ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ لِیْ: مَرْحَبًا وَّاَهْلًا

مجھے (کچھ) پتہ نہیں۔ سوائے اس بات کے کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجھ سے فرمایا:

يَكْفِيْكَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ اِحْدَاهُمَا، اَعْطَاكَ الْاَهْلَ اَعْطَاكَ الْمَرْحَبَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تو آپ کے لئے ان دونوں میں سے ایک (ہی) کافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آپ کو اہلاً اور مرحبا دونوں ہی عطا فرمائے ہیں۔

امام حمیدی اور امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

اَرَدْتُ اَنْ اَخْطُبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهٗ فَقُلْتُ: مَا لِیْ مِنْ شَیْءٍ فَکَیْفَ؟

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ طلب کرنے کا ارادہ کیا، تو میں نے (دل میں) کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، تو کیسے (میں یہ رشتہ طلب کروں)

ثُمَّ ذَکَرْتُ صِلَتَهٗ وَعَائِدَتَهٗ، فَخَطَبْتُهَا اِلَیْهِ

پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلہ رحمی اور احسانات کو یاد کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا رشتہ طلب کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هَلْ لَّکَ مِنْ شَیْءٍ؟

کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟

میں نے عرض کی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

فَاَیْنَ دِرْعُکَ الْحُطَمِیَّةُ الَّتِیْ اَعْطَیْتُکَ یَوْمَ کَذَا وَکَذَا؟

تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے۔ جو میں نے تمہیں فلاں فلاں دن دی تھی؟

میں نے عرض کیا: وہ (تو) میرے پاس ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاَعْطِیْهَا

پس وہی اسے دے دو۔ (المسند، ۲/۴۱، الرقم: ۶۰۳)

مسند الحمیدی میں ہے: انہوں نے بیان کیا:

فَاَعْطَیْتُهٗ اِیَّاهَا، فَزَوَّجَنِیْهَا

پس میں نے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا) کی شادی مجھ سے کر دی۔ (مسند الحمیدی، ۱/۲۳، الرقم: ۳۸)

درس ہدایت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کا رشتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے ان کی تکریم فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موافقت کا اظہار کس قدر خوبصورت انداز میں (مَرْحَبًا وَّاَهْلًا) کے الفاظ مبارکہ سے فرمایا:

ایسے موقع پر شیخی بھگارنا، احسان جتلانا اور آنے والے کو نیچا دکھانا، جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ اپنی بیٹی کے لئے ایسے کانٹے بونا ہے جو کہ بیچاری کو شاید تا عمر چننے پڑیں۔ مناسب نہیں ہے۔

مثالی سسر...... اچھے کام پر اپنے داماد کی تعریف کرتا ہے:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا۔

ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهٗ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ، فَاَثْنٰی عَلَیْهِ فِیْ مُصَاهَرَتِهٖ اِیَّاهُ فَاَحْسَنَ. قَالَ: حَدَّثَنِیْ فَصَدَقَنِیْ وَوَعَدَنِیْ فَاَوْفٰی لِیْ۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] بنو عبد شمس کے اپنے داماد کا [illegible] کی تعریف کی۔

آپ نے فرمایا: اس نے جو بات مجھ سے کہی سچ کہی اور جو مجھ سے وعدہ کیا اسے پورا کیا۔

(صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس: ۲۱۲/۶۔۲۱۳، الرقم: ۳۱۱۰)' (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ: ۱۹۰۳/۴، الرقم: ۹۵(۲۴۴۹))

خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اپنے داماد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ (شرح النووی: ۱۶/۴)

کہ انہوں نے غزوۂ بدر کے بعد مسلمانوں کی قید سے آزاد ہوتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو مدینہ طیبہ بھیج دیا۔

درس ہدایت:

مذکورہ بالا حدیث میں یہ بات واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد کی برسر منبر تعریف کی اور اس میں ان لوگوں کے لئے نصیحت ہے جن کے ہاں رشتہ داروں اور بالخصوص دامادوں کے بارے میں شکوہ شکایت کے سوا کچھ نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

مثالی سسر...... داماد کی غلطی پر سرزنش نہیں کرتا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے تو علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟

تمہارا عم(زاد (چچا کا بیٹا) کہاں ہے؟

انہوں نے عرض کیا:

كَانَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي

''میرے اوران کے درمیان کچھ چیز (یعنی کھٹ پٹ) تھی ،تو وہ مجھ سے خفا ہوکر باہر نکل گئے ہیں اور میرے ہاں قیلولہ (دو پہر کو کھانا کھانے کے بعد قدرے آرام کرنا) نہیں کیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا:

اُنْظُرْ اَيْنَ هُوَ؟

دیکھو وہ کہاں ہے؟

اس شخص نے واپس آکر عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللهِ! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔

فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْسَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، وَاَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ، وَيَقُوْلُ: قُمْ اَبَا تُرَابٍ قُمْ اَبَا تُرَابٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو وہ ایک پہلو پر لیٹے ہوئے تھے اوران کے (دوسرے) پہلو سے چادر نیچے گر چکی تھی اور انہیں مٹی لگ چکی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مٹی کو جھاڑنا شروع کیا اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ساتھ یہ (بھی) فرما رہے تھے۔ابوتراب اُٹھو،ابوتراب اُٹھو۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، ۱/۵۳۵، الرقم:۴۴۱.....وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ: ۴/۱۸۷۴، ۱۸۷۵، الرقم:۳۸ (۲۴۰۹))

حدیث شریف سے حاصل ہونے والے مدنی پھول:

اس حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی صاحبزادی کی عائلی زندگی سے

دلچسپی واضح ہے۔اس حوالے سے درج ذیل 5 باتیں خصوصی طور پر قابل توجہ ہیں۔

۱......اس صورت حال سے آگاہی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار نہ کی، بلکہ فوراً ہی معاملہ کی اصلاح کی خاطر کوشاں ہوئے۔ایک شخص کو دامادِ محترم رضی اللہ عنہ کی تلاش میں ارسال فرمایا۔

۲......ان کی جگہ معلوم کی۔انہیں اپنے پاس نہیں بلایا بلکہ خود ان کے پاس تشریف لے گئے۔

۳......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نہ باز پرس فرمائی اور نہ ہی کسی قسم کی خفگی کا اظہار کیا۔

۴......اپنے دست مبارک سے داماد محترم کے جسم پر لگی ہوئی مٹی کی جھاڑ پونچھ فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے داماد کو خوش کرنے کی خاطر از راہِ مزاح (ابا تراب) کے لقب سے پکارا اور یہ لقب انہیں اس قدر پسند آیا کہ بقول سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

"اِنْ کَانَتْ اَحَبَّ اَسْمَاءِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلَیْہِ لَاَ بُوْ تُرَابٍ"

"علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کا سب سے پیارا نام ابوتراب تھا۔"

۵......اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم اخلاق (جلوہ گر) ہے کیونکہ وہ (خود) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو راضی کرنے کی خاطر ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہیں خوش کرنے کی غرض سے مٹی کو ان کی پشت سے صاف کیا۔ان کے مناسب حال کنیت سے از راہِ مزاح انہیں پکارا۔اپنے ہاں صاجزادی کے بلند مقام کے باوجود ان (یعنی علی رضی اللہ عنہ) کی بیٹی کو خفا کرنے کی بنا پر سرزنش نہ فرمائی۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان (یعنی دامادوں) کے ساتھ باہمی محبت کی [illegible] کی خاطر ان کے ساتھ نرمی کرنا اور سرزنش نہ کرنا مستحب [illegible] پر دلوں میں کینہ پیدا ہوتا ہے۔

درسِ عبرت:

انتہائی دکھ کی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے برعکس بیٹیوں کے بعض نادان خیر خواہ باپ ایسے موقعوں پر آستینیں چڑھا کر بیچ کود پڑتے ہیں اور کچھ منہ زور، لیکن بزعم خود بہت زیادہ عقل و دانش والی مائیں جلتی پر تیل ڈال کر بیٹیوں کے گھروں کو برباد کر دیتی ہیں جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ ایک سسر کو چاہئے کہ وہ اپنے داماد کے ساتھ خیر خواہی کرے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنائیے۔ کہ اسی میں کامیابی و کامرانی ہے۔

مثالی سسر...... بیٹیوں اور داماد کو نیکیوں کی ترغیب دیتا ہے:

سیرت طیبہ میں بحیثیت باپ ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی اور داماد کے ہاں ان کو نماز تہجد کی ترغیب دینے کی خاطر تشریف لائے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ: اَلَا تُصَلِّيَانِ؟

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات کو تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم دونوں نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟

(صحیح مسلم: ۱/۵۳۷، ۵۳۸، الرقم: ۷۷۵-۲۰۶)، (صحیح بخاری، ۸/ ۲۰۷، ۴۹۸)

امام بخاری نے اپنی کتاب میں ایک مقام پر اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

بَابُ تَحْرِيْضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ اِيْجَابٍ، وَطَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible]

[illegible] کے لئے واجب کئے بغیر

ترغیب دینے کے متعلق باب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز (کے لئے بیدار کرنے) کی خاطر فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہما کے ہاں تشریف لائے۔ (صحیح بخاری، کتاب التہجد، ۹/۳)

حدیث پاک کے فوائد بیان کرتے ہوئے امام ابن بطال تحریر کرتے ہیں، اس میں نمازِ تہجد کی فضیلت اور اہل خانہ اور قرابت داروں کو اس کے لئے بیدار کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ (منقول از فتح الباری ۱۱/۳، صحیح البخاری لابن بطال ۵/۳)

مزید برآں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نماز تہجد کے لئے جگانے کی خاطر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی رات میں دو مرتبہ تشریف لائے۔ امام نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا۔

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَلٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنَ اللَّيْلِ، فَأَيْقَظَنَا لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى بَيْتِهِ فَصَلّٰى هُوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمْ يَسْمَعْ لَنَا حِسًّا، فَرَجَعَ إِلَيْنَا، فَأَيْقَظَنَا، فَقَالَ قُوْمَا فَصَلِّيَا .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات کو تشریف لائے اور ہمیں نماز کے لئے اٹھایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے اور رات کا کافی وقت نماز پڑھتے رہے۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری کوئی حرکت وحس محسوس نہ کی۔ تو دوبارہ ہماری طرف تشریف لائے اور ہمیں بیدار کرنے کی خاطر فرمایا اٹھو اور دونوں نماز (تہجد) پڑھو۔

درسِ فکر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی اور داماد کو نماز تہجد کی ترغیب دینے کا اہتمام کس قدر تھا اور کتنے دکھ کی بات ہے کہ ہم میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

دعویٰ کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد اپنے گھر کی چار دیواری میں موجود بیٹیوں اور بیٹوں کو جگانے کے لئے نماز تہجد کے لئے نہیں، بلکہ نماز فجر کے لئے بھی جگانے کا اہتمام نہیں کرتے۔

مثالی سسر...... اپنا علم داماد تک منتقل کرتا ہے:

امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مکاتب ان کے پاس آیا اور عرض کیا:

میں حصول آزادی کے لئے طے شدہ رقم ادا کرنے سے تنگ آ گیا ہوں۔ اس لئے آپ میرے ساتھ تعاون کیجئے۔ انہوں نے فرمایا:

أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيرٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ

کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے؟ اگر تمہارے ذمے جبل صیر کے برابر بھی (قرض) ہو تو اللہ تعالیٰ (ان کلمات کی وجہ سے) تمہاری طرف سے ادا کر دے گا۔

(پھر) فرمایا تم کہو:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

اے اللہ! اپنے حلال کے ساتھ اپنی حرام کردہ چیزوں سے میری کفایت فرما دیجئے اور اپنے سوا مجھے ہر شخص سے بے نیاز فرما دیجئے۔

(جامع ترمذی ۱۰/۶ـ۷، الرقم: ۳۷۹۸، صحیح سنن الترمذی ۳......۱۸۰)

درس ہدایت:

ان احادیث سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے اور ایک ایک سسر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا علم اپنے داماد تک منتقل کرے۔ اس کی ہر موڑ پر رہنمائی کرے اور اپنے لئے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو نمونہ بنائے تا کہ رضائے خدا اور رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو سکے۔

مثالی سسر...... داماد کو دعائیں دیتا ہے (بد دعائیں نہیں):

امام ابن ماجہ نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

كَانَ اَبُوْ لَيْلٰى يُسْمِرُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ يَلْبَسُ ثِيَابَ الصَّيْفِ فِي الشِّتَآءِ وَ ثِيَابَ الشِّتَآءِ فِي الصَّيْفِ

ابو لیلیٰ (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو گفتگو کیا کرتے تھے اور وہ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) سردیوں میں گرمیوں کے کپڑے اور گرمیوں میں سردیوں والے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

ہم نے (ابو لیلیٰ سے) عرض کیا: اگر آپ اس سے (اس بارے میں) پوچھیں۔

(ان کے دریافت کرنے پر) انہوں نے بیان فرمایا:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلَيَّ وَاَنَا اَرْمَدُ الْعَيْنَيْنِ، يَوْمَ خَيْبَرَ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (غزوہ) خیبر کے موقع پر بلا بھیجا اور تب میری دونوں آنکھیں دکھ رہی تھیں۔

میں نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَرْمَدُ الْعَيْنَيْنِ○

اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میری دونوں آنکھیں دکھ رہی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں تھوکا اور کہا:

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ○

اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی ختم کر دے۔

انہوں نے بیان کیا:

فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَّلَا بَرْدًا بَعْدَ يَوْمَئِذٍ

اس کے بعد نہ میں نے کبھی گرمی محسوس کی اور نہ کبھی سردی محسوس کی۔

(صحیح سنن ابن ماجہ:۱/۲۶،الرقم:۹۵،۱۱۷)

فائدہ:

اللہ اکبر! اللہ کریم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر عظیم شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اسی طرح ہر سسر کو چاہئے کہ وہ اپنے داماد کو دعائیں دے اور اس کی بیماری پر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرے۔ اس کو ہرگز بددعائیں نہ دے۔

مثالی سسر......اپنی بیٹی کو اپنے داماد کی تکریم کا حکم دیتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ایک تجارتی قافلہ پر حملہ کی غرض سے ایک دستہ روانہ کیا۔ اسلامی دستہ نے تجارتی قافلہ کے مال پر قبضہ کر لیا۔ اس تجارتی قافلہ میں ابوالعاص بھی تھے۔ وہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ ابوالعاص رات کے وقت مدینہ طیبہ پہنچ کر اپنی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پناہ میں چلے گئے۔ انہوں نے اپنے والد محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دی ہوئی پناہ کو تسلیم فرمایا:

امام حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ بے شک زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ابوالعاص بن ربیع نے پیغام بھیجا کہ میرے لئے اپنے والد سے امان لے لیجئے۔

انہوں نے اپنے حجرہ سے سر نکالا اور اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے کہا

[illegible] زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَاِنِّیْ قَدْ اَجَرْتُ اَبَا الْعَاصِ

اے لوگو! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب ہوں۔ اور بے شک میں نے ابوالعاص کو امان دے دی۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّہٗ لَا عِلْمَ لِیْ بِھٰذَا حَتّٰی سَمِعْتُمُوْہُ اِلَّا وَاِنَّہٗ یُجِیْرُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَدْنَاھُمْ

اے لوگو! تمہارے اس (بات) کے سننے تک مجھے (خود) اس بارے میں کچھ علم نہ تھا۔

خبردار! سب سے کم درجہ کا مسلمان بھی سب (مسلمانوں) کی طرف سے امان دے سکتا ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین: ۴/۴۵)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس کو زینب نے پناہ دی۔ ہم نے اسے پناہ دی بلاشبہ سب سے کم درجہ کا مسلمان بھی سب (مسلمانوں) کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے۔ (ایضا)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَیْ بُنَیَّۃَ! اَکْرِمِیْ مَثْوَاہُ، وَلَا یَخْلُصْ اِلَیْکِ فَاِنَّکِ لَا تَحِلِّیْنَ لَہٗ

اے میری بیٹیو! انہیں باعزت رہائش دو، (البتہ) وہ تمہارے قریب نہ پہنچے کیونکہ بے شک تم اس کے لئے حلال نہیں ہو۔

(المرجع السابق ۳......۲۳۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد ابوالعاص کو اپنی صاحبزادی کی طرف سے دی ہوئی پناہ کو برقرار رکھتے ہوئے اسلامی ریاست کی طرف سے امان عطا فرمائی۔

<u>درسِ عمل:</u>

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو داماد کی عزت و تکریم کے دوران شرعی حدود کی

پاسداری کی واضح طور پر تلقین کرتے ہوئے فرمایا: وہ تمہارے قریب نہ پہنچے کیونکہ تم اس کے لئے حلال نہیں۔

دعوتِ فکر:

کتنے دکھ کی بات ہے کہ دین سے تعلق رکھنے والے گھرانوں میں دامادوں کی خاطر مدارت کرتے ہوئے رشتہ کی نزاکت کی آڑ میں شرعی حدود کو بری طرح پامال کیا جاتا ہے جبکہ اس طرح نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے اور مثالی سسر کو چاہئے کہ وہ اپنے داماد کے تمام حقوق کا خیال رکھے۔ خود بھی اس کی عزت کرے اور اپنی بیٹی کو بھی اس کی عزت کرنے کی تعلیم دے۔

مثالی سسر......اپنے داماد سے حسن سلوک کرتا ہے:

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص کا مال حاصل کرنے والے فوجی دستے کو پیغام بھیجا:

إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ، وَقَدْ اَصَبْتُمْ ، لَهُ مَالًا ، فَإِنْ تُحْسِنُوْا تَرُدُّوْا عَلَيْهِ الَّذِيْ لَهُ، فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ

بے شک اس آدمی کے ساتھ تعلق کو تم یقیناً سمجھتے ہو اور تم نے اس کا مال لے لیا ہے۔ اگر تم بطور احسان اسے مال واپس کر دو تو بلاشبہ ہم اس کو پسند کرتے ہیں اور اگر انکار کر دو تو یہ مال فئے (کافروں سے لڑائی کے بغیر حاصل شدہ مال) ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے اور تم اس کے زیادہ حق دار ہو۔

انہوں نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَرُدُّهُ عَلَيْهِ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ہم اس کو(مال)واپس کر دیتے ہیں۔
اس (یعنی راوی) نے بیان کیا:
''انہوں نے اس کا مال واپس کر دیا۔ یہاں تک کہ کوئی آدمی رسی لا رہا ہے کوئی چھوٹی پرانی مشک اور برتن لا رہا ہے یہاں تک کہ کوئی دو ڈھیلوں کے درمیان ڈالنے والی لکڑی بھی لے کر آیا۔ اس طرح انہوں نے اس کا پورا مال واپس کر دیا اور اس نے ان میں سے کچھ بھی کم نہ پایا۔''
پھر وہ مال لے کر مکہ (مکرمہ) چلے گئے اور قریش میں سے جس جس شخص نے انہیں مال دیا تھا اس کا مال اسی کو واپس کر دیا۔ پھر انہوں نے کہا:
یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ! هَلْ بَقِیَ لِاَحَدٍ مِّنْکُمْ عِنْدِیْ مَالٌ لَمْ یَاْخُذْهُ؟
اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا مال باقی ہے جو کہ اس نے نہ لیا ہو؟
انہوں نے جواب میں کہا:
لَا، فَجَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا، فَقَدْ وَجَدْنَاکَ وَفِیًّا کَرِیْمًا۔
نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے۔ ہم نے آپ کو بہت باوفا اور کریم پایا ہے۔
انہوں نے کہا:
پس یقیناً میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بندے اور ان کے رسول ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اسلام لانے سے مجھے صرف اس خدشہ نے روکا کہ تم یہ گمان کرو گے کہ میں تمہارے مالوں کو ہڑپ کرنا چاہتا ہوں۔ (اب) جبکہ اللہ تعالیٰ نے وہ (مال) ادا کروا دیئے ہیں اور میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکا ہوں تو میں مسلمان ہوتا ہوں۔
پھر وہ (مکہ مکرمہ) سے نکلے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہو گئے۔ (المستدرک علی الصحیحین، ۳/۲۳۷)

فائدہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین سلوک کا اثر اس قدر ہوا کہ! مکہ مکرمہ پہنچ کر قریش کا مال واپس کر دینے کے فوراً بعد اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اور ساتھ یہ بھی بتایا کہ ان کا ارادہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہی یہ اعلان کرنے کا تھا لیکن قریش کی بدگمانی کے خدشے کے پیش نظر ایسے نہ کیا۔

درس ہدایت:

مذکورہ بالا حدیث میں یہ بات واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد کی برسر منبر تعریف کی اور اس میں ان لوگوں کے لئے نصیحت ہے جن کے ہاں رشتہ داروں اور بالخصوص دامادوں کے بارے میں شکوہ کے سوا کچھ نہیں ہے مثالی سسر کو چاہئے کہ وہ اپنے داماد کی تعریف کرے اس کے ساتھ حسن سلوک اور خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

مثالی سسر...... داماد کا خیر خواہ ہوتا ہے:

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ام منذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور ان کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ تھے اور علی رضی اللہ عنہ حالت نقاہت میں تھے اور ہمارے ہاں خشک کھجوروں کے لٹکائے ہوئے خوشے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کھاتے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے بھی کھانے کی خاطر (اس کو) پکڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَهْ، يَا عَلِيُّ! إِنَّكَ نَاقِهٌ

اے علی! رک جاؤ، بے شک تم حالت نقاہت میں ہو۔

انہوں نے بیان کیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو اور چقندر کا ([illegible]) تیار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ! مِنْ هٰذَا، فَاَصِبْ، فَإِنَّهُ اَنْفَعُ لَكَ

اے علی! رضی اللہ عنہ اس سے لو، بے شک یہ تمہارے لئے زیادہ مفید ہے۔

(المستدرک:۴۴/۲۰۳،الرقم:۲۷۰۵۱،وسنن ابی داؤد:۱۰/۲۴۰، ۲۴۱،الرقم:۲۸۵)

فَجَلَسَ عَلِيٌّ ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ

(جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرمایا) تو علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرماتے رہے۔

(صحیح سنن ترمذی:۲/۲۰۱)

حدیث مبارکہ سے حاصل ہونے والے نکات:

(۱)......اس حدیث پاک میں یہ بات واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس چیز کے کھانے سے روکا جو ان کے لئے ان کی صحت کے لئے ضرر رساں تھی۔ اور اس چیز کے کھانے کی ترغیب دی جو کہ ان کے لئے مفید تھی۔

(۲)......اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے فوراً کھجور کے خوشوں سے ہٹ کر نیچے بیٹھ گئے۔

اس سے ثابت ہوا کہ آپ اپنے سسر کی کتنی اطاعت کرتے تھے کہ انہوں نے فرمایا بیٹھ جاؤ تو آپ بیٹھ گئے۔ اسی طرح ہر سسر کو چاہئے کہ وہ داماد کی خیر خواہی کرے اور داماد کو چاہئے کہ وہ اپنے سسر کی اطاعت کرے تاکہ زندگی میں کامیاب و کامران ہو سکے۔
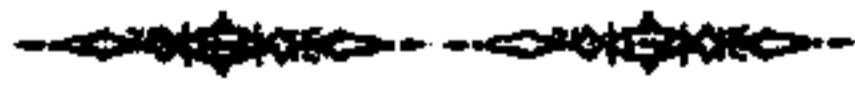
مثالی شوہر

ازدواجی زندگی میں میاں بیوی ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے ہیں۔ عورت اپنی ساری زندگی شوہر کے نام کر دیتی ہے تو شوہر بھی اپنی بیوی کے تمام حقوق پورے کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی کو پر لطف اور خوبصورت بنا دیتا ہے۔ ایک مثالی شوہر میں پائی جانے والی خوبیوں کا جائزہ درج ذیل ہے۔

(۱) مثالی شوہر......رحم دلی کا جذبہ رکھتا ہے:

ازدواجی زندگی کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لئے رحم دلی کا جذبہ انتہائی ضروری ہے۔ شوہر کے دل میں بیوی کی قدر و منزلت اور رحم دلی کے جذبات ہوں وہ ہر دکھ اور تکلیف میں بیوی کا ساتھ دے۔ اسے بات بات پر جھڑکنے کی بجائے خلوص و ایثار کے ساتھ اس کی اصلاح کرے۔ کم ظرفی کی بجائے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرے۔ بیوی گھریلو زندگی میں بے شمار مایوسیوں اور پریشانیوں کا سامنا کرتی ہے۔ شوہر کو چاہئے کہ اسے خوب رعایت دے۔ اس کے ساتھ رحم دلی کا سلوک کرے۔ عورت دن رات اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہے...... گھریلو کام کاج کرتی ہے...... بچوں کی پرورش کرتی ہے...... سسرالی رشتہ داروں کا خیال رکھتی ہے...... شوہر کا ہر کام اپنے ہاتھ سے کرتی ہے...... اپنا گھر بار...... اپنا خاندان چھوڑ کر شوہر کے گھر کو اپنا گھر سمجھتی ہے تو اگر کبھی چھوٹی چھوٹی بات پر بیوی کی طرف سے تلخ کلامی ہو جائے تو شوہر کو صبر کرنا چاہئے اور عورت کے ساتھ رحم دلی سے پیش آنا چاہئے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ رحم دلی:

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے ساتھ رحم دلی سے پیش آتے تھے اور ساتھ ہی

اپنی بیٹیوں کو اپنے شوہروں کی فرمانبرداری کرنے کی بھی نصیحت کرتے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہم قریشی لوگ عورتوں پر غالب تھے۔ جب ہم مدینہ منورہ میں انصاریوں کے پاس آئے تو یہ ایسے لوگ ہیں جن کی عورتیں ان پہ غالب تھیں۔ اب ہماری عورتیں بھی انصاری عورتوں کا ادب اپنانے لگیں۔ میری بیوی میرے سامنے زور سے بولی اور بحث وتکرار کیا۔ میں نے کہا اس طرح مجھ سے تکرار مت کرو تو اس نے جواباً کہا: تو اسے عجیب کیوں محسوس کرتا ہے؟ اللہ کی قسم! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بحث وتکرار کر لیتی ہیں۔ ان میں سے ایک تو دن بھر رات تک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ترک تعلق بھی کر لیتی ہے۔ میں نے خوفزدہ ہو کر کہا: جس نے اس عظیم گناہ کا ارتکاب کیا وہ تو ہلاک ہو گئی۔ پھر میں اپنے کپڑوں کو سمیٹتا ہوا حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا۔ میں نے کہا: اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی دن بھر رات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غصہ بھی ہو جاتی ہے؟ کہا: ہاں۔ میں نے کہا: وہ ہلاکت اور خسارے میں ہے۔ کیا تجھے ڈر نہیں لگتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں اور تو ہلاک ہو جائے۔'' (صحیح بخاری، الرقم: ۵۱۹۱)

(ii) مثالی شوہر...... اچھا اندازِ گفتگو اختیار کرتا ہے:

اچھا انداز گفتگو محبت شفقت، امید اور صبر کی علامت ہوتا ہے۔ محبت وشفقت کے سایے تلے زندگی کا ہر پہلو روشن اور پر مسرت ہوتا ہے۔ مثالی شوہر وہ ہوتا ہے جو بیوی کے ساتھ خوش کلامی اور خوش اخلاقی سے پیش آتا ہے۔ مختلف مسائل اور پریشانیوں کے باعث اپنا انداز گفتگو نہیں بدلتا۔

شوہر جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو اگر گھر کی فضا خوشگوار نہ ہو، بیوی مختلف مسائل میں گھری ہو...... صفائی ستھرائی نہ ہو...... کھانا تیار نہ ہو تو وہ [illegible] کا مظاہرہ

کرتے ہوئے اپنے نرم اندازِ گفتگو سے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنا دیتا ہے۔

جب شوہر کے دل میں بیوی کے لئے نرم جذبات ہوں...... وہ اپنی بیوی کو دل کی ملکہ...... گھر کی مالکن اور بچوں کی مربی سمجھے گا تو کبھی بھی بدکلامی کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔

خوش کلامی اور اچھے اندازِ گفتگو کے دنیا میں بھی بے شمار فوائد ہیں اور آخرت میں بھی فائدہ حاصل ہوگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ غُرَفًا یُریٰ ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا، وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا، قَالَ اَبُوْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لِمَنْ هِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ: لِمَنْ اَطَابَ الْكَلَامَ

وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ

وَبَاتَ قَائِمًا وَالنَّاسُ نِیَامٌ

"جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے اندر کی سب چیزیں باہر سے نظر آتی ہیں اور ان کے اندر سے باہر کی سب چیزیں نظر آتی ہیں۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول یہ (بالا خانے) کن (لوگوں) کے لئے ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱...... جو اچھی طرح بات کرے (یعنی نرم لب ولہجے میں)

۲...... اور لوگوں کو کھانا کھلائے

۳...... اور اس حال میں رات گزارے کہ وہ (اللہ کی عبادت کے لئے) کھڑا ہو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (مستدرک حاکم [illegible])

(iii) مثالی شوہر...... بیوی کو برائی سے روکتاہے:

شوہر کو چاہئے کہ وہ بیوی کو ہر برائی سے انتہائی حکمت عملی سے روکے۔ اگر بیوی بے جافرمائشیں کرے...... ناجائز کاموں میں رغبت رکھے...... بے پردگی کرے...... غیر محرموں سے گفتگو کرے...... اس کے علاوہ غیر شرعی باتوں پر عمل کرے تو شوہر کو چاہئے کہ وہ صبر وتحمل سے کام لے۔ غصے میں آکر جذباتی فیصلہ کرنے کی بجائے شفقت و ہمدردی سے بیوی کو اپنے قریب کرے اور پیار ومحبت سے اس انداز سے بات کر کے سمجھائے کہ بات بیوی کے دل میں اتر جائے...... جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکمت عملی کے تحت نصیحت کرتے تھے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک قریشی نوجوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عجیب وغریب فرمائش کرنے لگا ''یارسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔'' کوئی اور ہوتا تو اس گھناؤنے اور گھٹیا گناہ کی فرمائش پر اس نوجوان کو سخت برا بھلا کہتا...... بلکہ دھکے دے کر باہر نکلوا دیتا لیکن قربان جائیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ نے اسے بجائے دور کرنے کے قریب بلایا اور نہایت ٹھنڈے لہجے میں اس سے پوچھا:

''کیا تم اس عمل کو اپنی ماں کے لئے پسند کرتے ہو؟''

نوجوان بولا: ''نہیں! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، اللہ کی قسم! نہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اور لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے اس کو پسند نہیں کرتے۔''

پھر آپ نے مزید سمجھانے کے لئے یہی سوال بیٹی، پھوپھی، خالہ کی نسبت سے پوچھا، ہر دفعہ وہ نوجوان نفی میں جواب دیتا رہا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس گناہ کی نفرت اچھی طرح اس نوجوان کے دل میں بیٹھ گئی ہے تو آپ نے اپنا دست شفقت نوجوان پر رکھا اور دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ کَفِّرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَحَصِّنْ فَرْجَہٗ

یا اللہ! اس کے گناہ کو معاف فرما، اس کے دل کو پاکیزگی عطا فرما اور پاک دامنی نصیب فرما۔" (مسند احمد، ۴۵/۱۸۰)

اسی طرح شوہر کو بھی چاہئے کہ حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے بیوی کے دل میں برائیوں سے نفرت پیدا کرے اور اس کے لئے دعا کرے۔

(iv) مثالی شوہر...... پریشانیوں میں لہجہ نہیں بدلتا:

انسان کا مزاج ایسا ہوتا ہے کہ خوشی کے وقت خوشگوار اور مصیبت و پریشانی کے وقت غمزدہ ہو جاتا ہے لیکن مثالی شوہر وہ ہوتا ہے جو مصیبت و پریشانی میں بھی ضبط سے کام لے۔ اپنی ذاتی پریشانی کی وجہ سے گھر کا ماحول خراب نہ کرے۔

بعض حضرات جب مایوس اور پریشان ہوتے ہیں تو جلی کٹی باتیں کرتے ہیں...... دوسروں کے بارے میں غلط سوچنے لگتے ہیں ...... خود بھی تکلیف میں رہتے ہیں۔ دوسروں کو بھی تکلیف میں رکھتے ہیں...... بے چین، متفکر اور غیر مطمئن رہ کر ذہنی سکون اور مسرت ختم کر دیتے ہیں...... غصے میں بدکلامی بھی کر جاتے ہیں۔ ایسا رویہ اختیار کرنے سے انسان کی اپنی زندگی تو بے سکون ہوتی ہی ہے ساتھ بیوی بچوں کا سکون بھی غارت کر دیتے ہیں۔

ایسے لوگوں کو چاہئے کہ اپنے مزاج میں نرمی پیدا کریں۔ مہربانی اور حسن سلوک سے کام لیں۔ اپنے دماغ کو ٹھنڈا رکھیں، اپنے مزاج پر قابو پا کر بڑی سے بڑی پریشانی کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

(v) مثالی شوہر...... بے جا سختی نہیں کرتے:

کچھ لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ بلا وجہ گھر میں سختی کرتے ہیں۔ عورت کو قیدی کی طرح گھر میں رکھتے ہیں۔ رشتہ داروں کے گھر جانے پر پابندی لگا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے محرم رشتہ داروں کے ساتھ بھی اس کی بول چال بند کر دیتے ہیں۔ اسے اپنے ساتھ کہیں لے کر جانا پسند نہیں کرتے۔ ایسے شوہر کبھی بھی

مثالی نہیں ہو سکتے بلکہ مثالی شوہر تو وہ ہوتا ہے جو بیوی کو گھر کی مالکن بنا کر رکھے...... اسے اپنی مرضی سے فیصلے کرنے کی اجازت دے...... اس پر بے جا سختی نہ کرے کیونکہ اگر عورت کو گھر میں قید کر دیا جائے تو اس کی مثال اس قیدی پرندے کی سی ہوتی ہے جسے قید میں رکھ کر شہد اور مکھن بھی کھلایا جائے تو پھر بھی پنجرے کا دروازہ کھلتے ہی آزاد ہونا پسند کرتا ہے۔ اسی طرح بے جا سختی کرنے سے عورت کے دل میں محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔

(vi) مثالی شوہر...... زبان سے زخمی نہیں کرتا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ (بخاری، کتاب الایمان ۱/۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو نہیں مارا اور نہ ہی کبھی کسی خادم کو مارا اور اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو بھی نہیں مارا۔

(ابن ماجہ، ابواب النکاح: ص: ۱۴۲)

مندرجہ بالا احادیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی ایمان کے کمال درجہ تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک دوسرے مسلمان اس سے محفوظ نہ ہوں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

لَا تُؤْذِ نَمْلًا اِنْ اَرَدْتَّ كَمَا لَگَا

فَاِنَّ لَهَا نَفْسًا تَطِيْبُ كَمَا لَگَا

"اگر تم کمال درجہ تک پہنچنا چاہتے ہو تو چیونٹی کو بھی تکلیف نہ دو کیونکہ جیسے تمہارے اندر روح ہے تو ایسے ہی چیونٹی میں بھی روح ہوتی ہے۔"

اگر بندہ مومن انسانیت کے درجہ تک پہنچنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ

کسی بھی جاندار چیز کو نہ تو اپنے ہاتھ سے تکلیف دے اور نہ ہی اپنی زبان سے اور اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو زخم ہم دوسروں کو اپنی زبان سے دیتے ہیں وہ تلوار کے زخم سے تیز ہوتے ہیں۔ تلوار کے زخم تو بھر جاتے ہیں لیکن زبان کے دیئے ہوئے زخم کبھی بھی نہیں بھرتے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

جَـرَاحَـاتُ السِّـنَـانِ لَهَـا الْتِـئَـامُ

وَلَا يَـلْـتَـامُ مَـا جَـرَحَ اللِّـسَـانُ

''تیر و تلوار کے زخم تو بھر جاتے ہیں لیکن زبان کا زخم نہیں بھرتا۔''

اس لئے شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس کے ساتھ نرم لہجے میں بات کرے۔ اگر اس کی طرف سے کوئی غلطی ہو جائے تو درگزر سے کام لے۔ اسے ہرگز نہ مارے اور نہ ہی جھڑکے...... بیوی ہر وقت اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہے لیکن اگر کبھی کسی وجہ سے بیوی سے غلطی کوتاہی ہو جائے تو شوہر کو چاہئے کہ اس کی غلطی کو نظر انداز کرتے ہوئے معاف کر دے۔

<u>مثالی شوہر...... بیوی کو بات بات پر نہیں ٹوکتا:</u>

اللہ وحدہٗ لاشریک نے اس کائنات کو اور اس کائنات میں بسنے والی تمام چیزوں کو اور انسانوں کو تخلیق فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار انسان پیدا کئے ہیں لیکن تمام انسانوں کی شکل و صورت الگ بنائی ہے۔ تمام لوگوں کو ایک جیسا پیدا نہیں کیا۔ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہے اور جہاں انسان میں عیب موجود ہیں وہاں اس میں خوبیاں بھی موجود ہیں۔ نہ تو اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو بے عیب پیدا کیا ہے اور نہ ہی تمام خوبیاں کسی انسان میں رکھ دی ہیں (سوائے انبیاء کے)۔ ہر کسی میں کوئی نہ کوئی عیب موجود ہے۔ بے عیب ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

اس لئے اگر شوہر اپنی بیوی میں کوئی غلطی کوتاہی دیکھے تو اسے پیار سے سمجھائے۔

ہر بات پہ نہ تو اس کو روکے ٹوکے، اور نہ ہی ہر بات پر بیوی کو تنقید کا نشانہ بنائے۔ اگر بیوی میں کوئی خامی نظر آئے تو اسے نظر انداز کر دے۔ اس پر غصہ نہ ہو بلکہ یہ سوچے اس میں خوبیاں بھی تو ہیں۔ اس کو بات بات پر روکنے ٹوکنے کی بجائے اس کی خامیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کی خوبیوں کو مدنظر رکھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًاؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا۝

اے ایمان والو! نہیں حلال تمہارے لئے کہ وارث بن جاؤ عورتوں کے زبردستی اور نہ روکے رکھو انہیں تا کہ لے جاؤ کچھ حصہ اس (مہر وغیرہ) کا جو تم نے دیا ہے انہیں بجز اس صورت کہ ارتکاب کریں کھلی بدکاری کا اور زندگی بسر کرو اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے پھر اگر تم ناپسند کرو انہیں تو (صبر کرو) شاید تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور رکھ دی ہو اللہ نے اس میں (تمہارے لئے) خیر کثیر۔ (پ:۴ النساء:۱۹)

اس لئے شوہر کے لئے شریعت کا حکم یہ ہے کہ بیوی کی اچھی عادت کی طرف دیکھے۔ اس سے شوہر کے دل کو تسلی بھی ہوگی اور بدسلوکی کے راستے بھی بند ہوں گے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

لَا یَفْرُكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا آخَرَ

مومن مرد کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنی مومنہ بیوی سے بغض رکھے۔ اگر اس کی ایک عادت اسے ناپسند ہوگی تو دوسری پسند بھی تو ہوگی۔

(مسلم کتاب الرضاع [illegible])

اس لئے ایک مومن اور مثالی شوہر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔شوہر ہرگز اپنی بیوی سے یہ نہ کہے کہ تمہاری شکل وصورت اچھی نہیں ہے۔یا تم پڑھی لکھی نہیں ہو......اس طرح عورت مایوسی کا شکار ہو جاتی ہے اور اس طرح اس کی طبیعت میں انتقامی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔اس لئے شوہر ان تمام باتوں سے پرہیز کرے اور اپنی بیوی کی دل سے قدر کرے۔
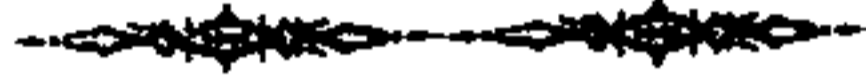
مثالی داماد

ازدواجی زندگی میں مرد و عورت جب ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں تو ان کے عزیز و اقارب اور دو خاندان بھی ایک دوسرے کے ساتھ ملتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک داماد کے ذمے کچھ فرائض ہوتے ہیں۔ داماد مثالی تب بنتا ہے جب وہ مکمل شخصیت کا مالک ہو اس کی نظروں میں عفت و پاک دامنی کا ثبوت ملتا ہو۔ مثالی داماد کی چند خوبیاں درج ذیل ہیں۔

مثالی داماد...... سسر کی اطاعت کرتا ہے:

ایک داماد کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے سسر کی اطاعت کرے۔ داماد ہونے کے ناطے اس کے کچھ فرائض ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کو چاہئے کہ وہ اپنے تمام فرائض کو اچھی طرح سرانجام دے اور سسر کی ہر بات کو مانے اور اس کی اطاعت کرے۔

بے شک علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی (اپنی زوجیت میں) موجودگی میں ابو جہل کی بیٹی رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کیا تو میں نے اس منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں لوگوں کو خطاب فرماتے ہوئے سنا اور میں اس وقت سن بلوغت کو پہنچ چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا مِنِّیْ، وَاَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ تُفْتَنَ فِیْ دِیْنِهَا

یقیناً فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ وہ (اس وجہ سے) اپنے دین میں مبتلائے فتنہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، ۴/۱۹۰۲، ۱۹۰۵، رقم: ۹۶، (۲۴۴۹))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردِ عمل معلوم ہونے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رشتہ کے طلب کرنے سے دستبردار ہو گئے۔ صحیح بخاری میں ہے۔

فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ

پس علی رضی اللہ عنہ نے اس رشتہ کے طلب کرنے کو چھوڑ دیا۔

(المرجع السابق: ۷/۸۵، الرقم: ۳۷۲۹)

مستدرک حاکم میں سوید بن غفلہ رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی تو انہوں نے عرض کیا:

لَا آتِيْ شَيْئًا تَكْرَهُهُ

میں کوئی ایسا کام نہ کروں گا جس کو آپ ناپسند کرتے ہوں۔

(المستدرک علی الصحیحین، ۳/۱۵۸-۱۵۹)

دعوتِ عمل:

مثالی داماد کے لئے ان احادیث میں رہنمائی موجود ہے۔ داماد کو چاہئے کہ وہ اپنے سسر کی عزت کرے۔ اس کی ہر بات کو مانے۔ اس کی سچے دل اور خلوص کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری کرے کہ اسی میں بھلائی ہے۔

مثالی داماد...... سسرالی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتا ہے:

مثالی داماد وہ ہوتا ہے جو اپنے سسرال والوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ بیوی کے گھر والوں اس کے والدین، بہن، بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ خوشی و غمی کے موقع پر ان کا ساتھ دیتا ہے۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے اور اپنے بہن بھائیوں کی طرح ان کی عزت کرتا ہے۔

حسن سلوک کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا

لِلنَّاسِ حُسْنًا

ماں باپ کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ یتیموں کے ساتھ اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور لوگوں سے بھلی بات کرنا۔ (پ:۱، البقرۃ:۸۳)

حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رشتہ داری کو پیدا کیا اور میں نے اس کے لئے اپنے نام سے نام نکالا۔ پس جو شخص رشتہ داری کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا اور جو شخص رشتہ داری کو توڑے گا میں اس کو توڑوں گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، الرقم:۱۶۹۴، جامع الترمذی، الرقم:۱۹۰۷، مصنف ابن ابی شیبۃ:۸/۳۴۷، ۳۴۸)

دوسری حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں اضافہ ہو اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب، الرقم:۵۹۸۵، ۵۹۸۶، صحیح مسلم:۶۵۲۴)

درس ہدایت:

مثالی داماد کو ان احادیث سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ اگر وہ رشتوں کی قدر نہیں کرتا ان کو توڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی توڑ دے گا اور اگر وہ رشتوں کی قدر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے رشتوں کو اور مضبوط بنا دے گا۔

مثالی داماد......ساس سسر کی تکریم کرتا ہے:

مثالی داماد ہمیشہ اپنے ساس سسر کی اپنے والدین کی طرح عزت وتکریم کرتا ہے۔ ان کو اپنے والدین کی طرح سمجھتا ہے اور ان کا ہر حکم مانتا ہے۔ خوشی وغمی کے موقع پر ان کا ساتھ دیتا ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت کو نہ پہچانے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

(اخرجہ الترمذی: ۱۹۲۰، ابوداؤد: ۴۹۴۳، البخاری، ۳۵۵)

دعوتِ فکر:

اس حدیث پاک میں بڑوں کی عزت کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ ایک داماد کے لئے اس میں دعوتِ فکر موجود ہے۔ اسے چاہئے کہ اپنے ساس سسر اور اپنے والدین کی عزت کرے اور اپنے اور اپنی بیوی کے چھوٹے بہن بھائیوں پر رحم کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو کل بروز قیامت اگر آپ اسے اپنے کرم سے محروم کر دیں گے تو یہ کتنے افسوس اور دکھ اور شرمندگی کی بات ہے۔

مثالی داماد...... سسرالی رشتہ داروں کا خیر خواہ ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ

اور وہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ انہیں خود شدید ضرورت ہوتی ہے۔ (پ: ۲۸، الحشر: ۹)

حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں بھوکا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک [illegible] پیغام بھجوایا۔ انہوں نے کہا (یعنی جوابی پیغام بھجوایا) اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے۔ میرے پاس صرف پانی ہے۔ پھر آپ نے

دوسری زوجہ محترمہ کو پیغام بھجوایا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ یہاں تک کہ ان تمام (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) نے یہی جواب دیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے۔ میرے پاس صرف پانی موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا آج رات کون اسے اپنا مہمان بنائے گا؟ ایک انصاری نے عرض کی: میں! یارسول اللہ! وہ انصاری اس شخص کو ساتھ لے کر اپنے گھر چلا گیا اس نے اپنی بیوی سے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی عزت کرنا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس نے اپنی بیوی سے یہ دریافت کیا کیا تمہارے پاس (کھانے کے لئے) کچھ ہے اس نے جواب دیا نہیں۔ صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ اس نے کہا تم انہیں بہلا لینا اور جب وہ کھانا چاہیں تو انہیں سلا دینا۔ جب ہمارا مہمان اندر آئے تو چراغ بجھا دینا اور یہ ظاہر کرنا کہ ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ جب وہ لوگ کھانے کے لئے بیٹھے تو مہمان نے کھانا کھا لیا اور وہ دونوں رات بھر بھوکے رہے اگلے دن جب وہ انصاری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم نے جو گزشتہ رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا۔

(اخرجہ البخاری، ۳۷۹۸، ومسلم؛ ۲۰۵۴، النسائی: ۲/۶۵۷)' (والترمذی: ۳۳۰۴، البیہقی ۴/۱۸۵)

مثالی داماد..... نظر کی حفاظت کرتا ہے:

مثالی داماد جب بیوی کے رشتہ داروں سے ملتا ہے۔ سسرال میں سالیوں سے گفتگو کرنے کا جب اسے موقع ملتا ہے تو انتہائی احتیاط سے کام لیتا ہے۔ سالیوں کی عزت و تکریم کرتا ہے۔ غیر محرم عورتوں کی طرف بری نظر سے دیکھنے سے بچتا ہے۔ اپنی نظر کی حفاظت کرتا ہے۔

رسول معظم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیعت لے رہے تھے۔ ایک شخص اس حال میں حاضر ہوا کہ اس کے ہاتھ پر زعفران لگا ہوا تھا۔ اس نے آتے ہی دہائی دینا شروع کر دی۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ہلاک و برباد ہوگیا۔'' سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: کیا ہوا؟ کس شے نے تجھے ہلاکت میں ڈالا؟ عرض کرنے لگا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کے لئے گھر سے نکلا تو راستے میں ایک عورت میرے پاس سے گزری، میں نے اس کی طرف دیکھا تو بس دیکھتا ہی چلا گیا اور اچانک میرے سامنے ایک دیوار آگئی جس نے میرا یہ حال کر دیا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دنیا ہی میں اس کی سزا دے دیتا ہے۔'' (مجمع الزوائد، ۱۰/۳۱۳، الرقم: ۱۷۴۷۰، ۱۷۴۷۱)

درسِ ہدایت:

داماد کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اپنی نگاہیں نیچی رکھے بدنگاہی سے بچے۔ نظر کی حفاظت کرنے سے اس کا سینہ وسوسوں اور دل خطرات و آفات سے محفوظ رہے گا۔ اس کے دل میں نیکیاں کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے گھر والوں کو بھی بے پردگی سے منع کرے۔ اگر وہ اپنی نگاہوں کو آزاد چھوڑ دے گا تو ہوسکتا ہے کہ بے فائدہ اور فضول ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دے پھر رفتہ رفتہ وہ حرام پر بھی نظر کرنا شروع کر دے گا اور جب حرام شے کی طرف نظر جانی شروع ہو جائے تو پھر تباہی و بربادی کا شکار ہو جائے گا۔

موجودہ دور میں بے پردگی عام ہو چکی ہے۔ اس سے بچنا مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔ اس لئے اگر کسی بے پردہ خاتون پر نظر پڑ جائے تو فوراً اپنی نگاہوں کو جھکا لینا چاہئے۔

حضرت سیدنا جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک اٹھنے والی نظر کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد [illegible]

(سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، ۲/۳۵۷، الرقم: ۲۱۴۸)

حصہ چہارم

طہارت و پاکیزگی کا بیان

طہارت و پاکیزگی اسلام کے اولین احکام میں سے ہے۔ اسلام میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ اسی لئے تو اسلام میں طہارت و پاکیزگی کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ طہارت جسمانی بھی ہو جاتی ہے اور روحانی بھی اور ذہنی بھی ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اسلام کی بنیاد صفائی و پاکیزگی پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے صفائی کی بہت اہمیت ہے اور ہمیں صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔

<u>قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:</u>

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ

ترجمہ: اور نہ نزدیک جاؤ ان کے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں اور جب وہ پاک ہو جائیں تو جاؤ ان کے پاس، جیسے تم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

(پ:۲،البقرہ:۲۲۲)

<u>معنی و مفہوم:</u>

طُہر اور طہارت کا معنی ہے نجاست کی ضد (پاک ہونا)

(سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ: تاج العروس ۳/۳۶۲ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

شرعی معنی:

شریعت کی اصطلاح میں طہارت ایک خاص صفت سے عبارت ہے جس کا حکم صاحب شریعت نے اس لئے دیا ہے کہ جسم پاک ہو جائے اور نماز درست ہو جائے۔

طہارت سے کیا مراد ہے؟

طہارت سے مراد ہے نجاست (گندگی و ناپاکی) سے پاک ہونا۔ خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی۔

حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے ناخن تراشو، ناخنوں کے تراشے دفن کر دو۔ انگلیوں کے جوڑ صاف کرو۔

مسوڑھوں سے طعام کے ذرّات صاف کر دو۔ دانت صاف کرو اور میرے پاس گندا اور بدبودار منہ لے کر نہ آؤ۔ یا پیلے دانتوں کے ساتھ نہ آؤ۔ (شرح صحیح مسلم ۱/۸۵۷)

طہارت کی اقسام

طہارت کی دو اقسام ہیں اور وہ درج ذیل ہیں۔

طہارت صغریٰ:

طہارت صغریٰ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے صرف وضو لازم آتا ہے۔

طہارت کبریٰ:

طہارت کبریٰ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے غسل لازم ہوتا ہے۔

رسول ﷺ نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ فرمایا الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ زمین اور آسمان کے درمیان کو بھر دیتے ہیں۔
[illegible] صدقہ دلیل ہے اور صبر ضیاء ہے

ہر شخص جب صبح اٹھتا ہے تو وہ خود کو فروخت کر دیتا ہے پھر وہ اپنے جسم کو جہنم سے آزاد کرالیتا ہے۔ یا پھر اس کو عذاب میں ڈال کر ہلاک کر دیتا ہے۔

(شرح مسلم ۱/۸۵۹ (اردو) فرید بک سٹال لاہور)

دوسری حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ" ۔

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارت ص ۱۴۰، رقم الحدیث: ۲۲۳)

اہمیت وضرورت

نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ خیانت کے مال سے صدقہ قبول ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم ۲۲۴ رقم الحدیث ۵۲۴، سنن ترمذی: سنن ابن ماجہ ۲۷۲، مسند احمد ۲/۱۹)

وضو کر کے نماز ادا کریں:

بغیر وضو کیے نماز پڑھنا حرام ہے۔ چاہے فرض نماز پڑھنی ہو یا نفل، سجدہ تلاوت کرنا ہو یا سجدہ شکر۔

لہٰذا نماز ایک قلعہ ہے اور وضو اس کا دروازہ ہے۔

☆ دین اسلام میں پاکیزگی کو پسندیدگی کا درجہ دیا گیا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝

ترجمہ: اس میں ایسے لوگ ہیں جو محبت کرتے ہیں صفائی اور پاکیزگی سے اور اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔ (پ ۱۱، التوبہ ۱۰۸)

تشریح وتوضیح:

وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس کی اہمیت وعظمت واضح کرتے ہوئے اللہ کریم جل جلالہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ وہ مسجد زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں تشریف فرما ہوں۔ وہ مسجد اللہ کریم کو محبوب ہے اور پاکیزہ صفت لوگ اس میں ٹھہرا کرتے ہیں۔ اس سے مسجد کی اہمیت وشان اور پاک لوگوں کے مقام و مرتبے کا خوب پتہ چلتا ہے۔

استنجاء کے احکام

آج کل جدید بننے کے شوقین افراد پیشاب و پاخانہ کے بعد استنجاء کی بجائے محض ٹشوز استعمال کرتے ہیں جبکہ یورپین ممالک میں رہنے والے اب اس حقیقت سے آشنا ہو رہے ہیں کہ استنجا کئی مہلک بیماریوں جیسے ریکٹم، کینسر وغیرہ سے بچاؤ میں مددگار ہے۔ ایسے افراد جو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے عادی ہیں۔ وہ نا صرف جنسی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں بلکہ کئی عوارض ان کا مقدر بنتے ہیں۔

استنجاء کا ذکر قرآن میں:

حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۰۸ نازل ہوئی۔

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝

ترجمہ: اس میں ایسے لوگ ہیں جو (ظاہراً و باطناً) پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ طہارت شعار لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَثْنٰى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُوْرِ فَمَا [illegible] قَالُوْا نَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ

وَنَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ قَالَ:
فَهُوَ ذَاكَ فَعَلَيْكُمُوْهُ

ترجمہ: اے گروہ انصار! اللہ نے طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف کی ہے تو بتاؤ تمہاری طہارت کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم نماز کے لئے وضو کرتے ہیں۔ جنابت کی حالت میں غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجاء کرتے ہیں۔ فرمایا یہی تو وہ بات ہے۔ اسے اپنے اوپر لازم کرلو۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارت، وسننھا، باب الاستنجاء بالماء ۱/۲۰۵، رقم الحدیث: ۳۵۵)

پاک چیزیں قضائے حاجت کے وقت اتار دیں:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهٗ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب استنجاء خانہ میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔
(اس لئے کہ اس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا)

(سنن ابی داؤد کتاب الطہارت ۱/۴۱، رقم الحدیث: ۱۹، سنن ترمذی کتاب اللباس ۳/۲۸۹، رقم الحدیث ۱۷۵۲)

قضائے حاجت جاتے وقت کی دُعا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ ۔

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو کہتے
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الطہارت ۱/۸۱، رقم الحدیث: ۳۳۷)(صحیح مسلم ۱/۲۷۵، رقم الحدیث: ۸۰۹، سنن نسائی، ۱۹، مسند احمد ۳/۲۸۲، طبع قدیم، مسند احمد ۱۳۹۹۹، ۱۱/۳۱۰)(تخریج النبوہ ۱۸۶)

غور کریں:

آج کل گھروں میں اٹیچ باتھ روم بنے ہوئے ہیں جن میں ایک طرف قضاء حاجت کی جگہ ہوتی ہے اور دوسری طرف وضو کرنے کی جگہ ہوتی ہے۔

اور درمیان میں کوئی آڑ یا حجاب نہیں ہوتا۔ سو اس میں اللہ کا نام لینا صحیح نہیں ہے۔

اور وضو کرنے سے پہلے باتھ روم سے باہر آ کر بسم اللہ پڑھنی چاہئے اور وضو کے بعد کی دعا مانگنی چاہئے۔

قضائے حاجت کے وقت قبلہ رُخ نہ بیٹھیں:

قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوْا لِقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْ بِرُوْهَا

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم پاخانہ کے لئے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ ہی پیٹھ کرو۔

(صحیح بخاری، کتاب الوضوء ۱/ ۱۵۵، رقم الحدیث: ۳۹۴)

استنجاء نہ کرنے کا نقصان:

ایسے افراد جو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور استنجاء نہیں کرتے وہ نا صرف جنسی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں بلکہ دیگر کئی عوارض ان کا مقدر بنتے ہیں۔ دین اسلام نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو کھول کر بیان کیا ہے۔ اور اس کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی حکمت چھپی ہوئی ہے۔

صحت و صفائی کا چولی دامن کا ساتھ:

صحت اور صفائی کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایسے افراد جو اپنے جسم کا خیال رکھتے ہیں اور پاکی پلیدی کے ہر پہلو کو دھیان میں رکھتے ہیں وہ بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

مسواک اور اس کی فضیلت

ایک کلمہ گو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کا دل و جان سے گرویدہ ہے۔ اس کا ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک طریقہ ترک کرنا گویا اسلام کو ترک کرنا ہے۔ اس کا دل سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند رہنے والوں کے لئے فرش راہ ہے۔

ایسے آدمی کی قبر جنت کا ایک باغ ہے کیونکہ اس کا اعتقاد اور ایمان بالکل صحیح ہے۔ اس لئے جس کا ایمان صحیح ہے اس کی قبر جنت کا ایک باغ ہے۔

علماء کی اصطلاح کے مطابق مسواک کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

مسواک کے لغوی معنیٰ ''رگڑنے'' یا ''ملنے'' کے ہیں۔ یہ لفظ ساک یسوک سوکا سے نکلا ہے۔

علماء کی اصطلاح کے مطابق مسواک ایک ایسی لکڑی ہے جسے دانتوں کی صفائی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس سے دانتوں کی زردی دور ہو جاتی ہے۔

اہمیت:

منہ اور دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ویسے تو منہ اور دانتوں کی صفائی کے کئی طریقے ہیں جیسے دانتوں پر کوئلہ ملنا، دنداسہ کرنا، نمک ملنا، یا ٹوتھ پیسٹ کرنا شامل ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تشریف آوری کے ساتھ ہی مسواک کا آغاز ہوا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی اُمت کے لئے پسند فرمایا۔ اور اسے اپنی امت کے لئے بہتر اور مفید چیز قرار دیا۔

مسواک کرنے کی فضیلت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

رَكْعَتَانِ بِا السَّوَاكِ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً بِغَيْرِ سِوَاكٍ

ترجمہ: مسواک کر کے دو رکعت نماز پڑھنا بغیر مسواک کے ستر رکعتیں پڑھنے سے زیادہ افضل ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لاَ مَرْتُهُمْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ وَ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی اُمت کے لئے دشوار نہ سمجھتا تو انہیں حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے لئے مسواک کریں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجمعہ ۱/ ۳۰۷، رقم الحدیث: ۸۸۷، صحیح مسلم، کتاب الطہارت ص ۱۵۲، رقم الحدیث ۲۵۲،۴۲)

فوائد:

مسواک کرنے کے بہت سارے فوائد ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

رب کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔

فرشتوں کو خوش کرتی ہے۔

سنت پر عمل کا باعث ہے۔ اس لئے ثواب کا باعث بنتی ہے۔

سوزش دور کرتی ہے۔

بلغم نکالتی ہے۔

مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے۔

منہ کو خوشبودار کرتی ہے۔

نظر کو تیز کرتی ہے۔

معدے کی اصلاح کرتی ہے۔

نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے۔
مسواک کے مندرجہ بالا تمام فوائد کی تحقیق وتصدیق حالیہ سائنس بھی کرتی ہے۔

طبی فوائد:

مسواک کرنا سنت نبوی ہے اوراس کے بیش بہا فوائد ہیں جو کہ انسان کی ذہنی و جسمانی صحت پر فوری اثر انداز ہوتے ہیں۔ منہ ایسی جگہ ہے جہاں سے کھانے پینے کی چیزیں گزر کر جسم کے اندر جاتی ہیں اگر یہ حصہ ہی جراثیم سے بھرپور ہوا تو خود سوچیں جسم کا کیا حشر ہوگا۔ غیر صاف شدہ دانت اور مسوڑھے جسم کے لئے شدید امراض کا باعث بنتے ہیں اوران کی صفائی کے لئے مسواک سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

مسواک سے متعدد بیماریوں کا علاج:

مسواک میں بے شمار دینی دنیوی فوائد ہیں۔اس میں متعدد کیمیائی اجزاء ہیں۔ جو دانتوں کو ہر طرح کی بیماری سے بچاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے مسواک سے قوت حافظہ بڑھتی، دردسر دور ہوتا اور سر کی رگوں کو سکون ملتا ہے۔ اس سے بلغم دور، نظر تیز، معدہ درست اور کھانا ہضم ہوتا ہے۔ عقل بڑھتی ہے۔ بچوں کی پیدائش میں اضافہ ہوتا ہے۔ بڑھاپا دیر میں آتا ہے اور پیٹھ مضبوط ہوتی ہے۔
(ملخصاً حاشیۃ الطحاوی ص ۶۸)

قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک کیا کرو کیونکہ یہ منہ کو پاک کرنے والی اور باعث رضائے رب ہے۔ اس سے قرب خدا حاصل ہوتا ہے۔ میرے پاس جب بھی جبرائیل آئے مجھے مسواک کی وصیت کی۔ حتیٰ کہ مجھے خوف ہوا کہ مجھ پر اور میری اُمت پر مسواک فرض کردی جائے گی اور اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میری اُمت پر یہ مشکل ہوگی تو میں ان پر مسواک کرنا فرض فرمادیتا۔ اور میں اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ

مجھے خوف لاحق ہوتا ہے کہ میرے منہ کے سامنے والے دانت گھس جائیں گے۔

(الترغیب والترہیب ۱/۱۱۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

مسواک کتنی قسم کی درست ہے اور آپ ﷺ کی پسندیدہ مسواک:

مسواک کے لئے اچھی لکڑی کا انتخاب کیا جائے۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک تین قسم کی درست ہے اور فائدے مند ہے۔ ایک اراک (یعنی پیلو) دوسری نیم اور تیسری صنوبر کی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھی مسواک زیتون کے مبارک درخت کی ہے کیونکہ یہ منہ کو خوشبو دار کرتی ہے۔ یہ مسواک میری بھی پسندیدہ ہے اور مجھ سے پہلے آنے والے پیغمبروں کی بھی۔

زیتون کے درخت کے متعلق کئی بیان ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شفا بخش درخت ہے۔ اس کا کھانا اور ملنا ہر طرح سے باعث شفا ہے۔

اس کے علاوہ درج ذیل درختوں کی شاخیں بھی بطور مسواک استعمال کی جا سکتی ہیں۔

☆ نیم (Azadirachta)

☆ کیکر (Acacia Arabice)

☆ پھلاہی (Aracia Modesta)

☆ کرنج (Pangamic Giabra)

☆ پیلو (Salvadora Persica)

☆ زیتون (Olive)

پیلو اور نیم کی مسواک زیادہ عام ہے اور پاکستان میں عموماً یہ دونوں اقسام زیادہ [illegible]

نماز کے وقت مسواک کرنے کا معمول بنالیجئے:

مسواک کرنا سنت رسول ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر اور عشاء کے وقت مسواک کرنے کی خصوصاً تلقین فرمائی ہے۔ ویسے ہر نماز کے وقت مسواک کرنا سنت رسول ہے۔

اس لئے ہر نماز کے لئے مسواک کرنا اپنا معمول بنالیجئے۔ انشاء اللہ دنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیاں حاصل ہوں گی۔

مسواک کی لمبائی اور استعمال کرنے کے اصول:

1- مسواک کی موٹائی چھنگلیا یعنی چھوٹی انگلی کے برابر ہو۔

2- مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو۔ ورنہ اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔

3- اس کے ریشے نرم ہوں کہ سخت ریشے دانتوں اور مسوڑھوں کے درمیان خلاء (Gap) کا باعث بنتے ہیں۔

4- مسواک اچھا وہ ہے جو تازہ ہو اور اگر نہیں ہے تو کچھ دیر پانی میں بھگودیں۔

5- دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کریں۔

6- مسواک کم از کم تین بار کریں۔

7- مسواک وضو کی سنت قبلیہ ہے۔ البتہ سنت مؤکدہ اسی وقت ہے جبکہ منہ میں بدبو ہو۔

وضو کا بیان

امت مسلمہ پر فرض کی گئی ہر عبادت کو انسان کی صحت کا ضامن بتایا گیا ہے۔ یہاں پر ہم وضو سے متعلق مختصراً تذکرہ کریں گے کہ کس طرح اس عمل کا ہر رکن انسانی صحت و سلامتی کے لئے مفید ثابت ہوتا ہے۔

نماز سے قبل وضو کا عمل انجام دینے سے انسان کئی قسم کے خطرناک امراض سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

وضو کا ذکر قرآن میں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھولو اور کہنیوں تک ہاتھ دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو ستھرے ہولو۔ (پ:۶، المائدہ:۶)

وضو کا ذکر حدیث میں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم اس حال میں اٹھو گے کہ تمہارا چہرہ اور ہاتھ، پاؤں وضو کرنے کی وجہ سے سفید اور چمک رہے ہوں گے۔ لہٰذا جو شخص تم میں سے طاقت رکھتا ہو وہ اپنے ہاتھوں، پاؤں اور چہرے کی سفیدی اور چمک کو

زیادہ کر لے۔ (صحیح مسلم کتاب الطہارت ۱/۲۱۶، رقم الحدیث: ۲۴۶)

باوضو مرنے والے کیلئے شہادت لکھ دی جاتی ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بیٹا اگر تم باوضو رہنے کی استطاعت رکھو تو ایسا ہی کرو کیونکہ ملک الموت جس بندے کی روح حالت وضو میں قبض کرتا ہے۔ اس کے لئے شہادت لکھ دی جاتی ہے۔

(کنز العمال ص ۹، رقم الحدیث ۲۶۰۶۰، دار الکتب العلمیہ بیروت)

باوضو رہنے والے کیلئے خوشخبری:

امام اہل سنت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

باوضو رہنے والے کو اللہ تعالیٰ سات فضیلتوں سے مشرف فرمائے گا۔

1- ملائکہ اس کی صحبت میں رغبت کریں گے۔

2- قلم اس کی نیکیاں لکھتا رہے گا۔

3- اس کے اعضاء تسبیح کریں گے۔

4- اس سے تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوگی۔

5- جب سوئے تو اللہ تعالیٰ فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو جن اور انسان کے شر سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

6- سکرات موت اس پر آسان ہو۔

7- جب تک باوضو ہو امان الٰہی میں رہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱/۷۰۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وضو مختلف قسم کی بیماریوں سے بچاتا ہے:

وضو حفظان صحت کے زریں اصولوں میں سے ہے۔ یہ روزمرہ زندگی میں جراثیم کے خلاف ایک بہت بڑی ڈھال ہے۔

بہت ساری بیماریاں صرف جراثیموں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

لہٰذا گلے کی صفائی کے لئے غرارہ کرنے کا حکم دیا اور ناک کو اندر ہڈی تک گیلا کرنے کا حکم دیا۔ بعض اوقات جراثیم ناک میں داخل ہو کر اندر کے بالوں سے چمٹ جاتے ہیں۔

اور اگر دن میں وقتاً فوقتاً اسے دھونے کا عمل نہ ہو تو ہم صاف ہوا سے بھرپور سانس بھی نہیں لے سکتے۔ اس کے بعد چہرے کو تین بار دھونے کی تلقین فرمائی تاکہ ٹھنڈا پانی مسلسل آنکھوں پر پڑتا رہے۔ اور آنکھیں جملہ امراض سے محفوظ رہیں۔

اس طرح بازوؤں اور پاؤں دھونے میں بھی کئی حکمتیں پنہاں ہیں۔ وضو ہمارے بے شمار امراض کا از خود علاج کر دیتا ہے۔

جن کے پیدا ہونے کا ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔

وضو کرنے کا سنت طریقہ:

وضو کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے۔

☆ کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے اونچی جگہ بیٹھنا مستحب ہے۔

☆ وضو کے لئے نیت کرنا سنت ہے۔ نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں۔ دل میں نیت ہوتے ہوئے بھی زبان سے کہہ لینا افضل ہے۔ اس لئے زبان سے نیت کریں۔

☆ نیت اس طرح کریں کہ میں حکم الٰہی بجالانے اور پاکی حاصل کرنے کے لئے وضو کر رہی ہوں۔

☆ وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ والحمد للہ کہہ لیجئے۔

جب تک باوضو رہیں گی فرشتے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔

☆ اب دونوں ہاتھوں کو تین بار پہنچوں تک دھویئے اور ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال بھی کریں۔

☆ دائیں ہاتھ سے چلو میں پانی لے کر کلی کریں۔ تین بار مسواک کریں۔ پہلے

دائیں جانب پھر بائیں جانب۔ دانتوں کو صاف کر کے کلی کریں۔

☆ اب دائیں ہاتھ سے چلو میں پانی لے کر تین بار ناک میں پانی چڑھائیں جہاں تک ناک کی نرم ہڈی ہے اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے ناک صاف کریں۔

☆ اب تین بار منہ دھوئیں۔ منہ اس طرح دھوئیں کہ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی تک اور ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک بال برابر بھی کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

☆ مرد حضرات اپنی داڑھی کا خلال کریں۔ اگر داڑھی ہے اور احرام باندھے ہوئے نہیں ہیں تو خلال اس طرح کریں کہ انگلیوں کو گلے کی طرف داخل کر کے سامنے کی طرف نکالیں۔

☆ اب پہلے دائیں بازو کو انگلیوں کے ناخنوں سے دھونا شروع کریں اور کہنیوں تک دھولیں اور پھر بایاں ہاتھ بھی اس طرح دھوئیں اور پھر انگلیوں کا خلال کریں۔

☆ دونوں ہاتھ آدھے بازوؤں تک دھونا مستحب عمل ہے۔

☆ اکثر لوگ چلو میں پانی لے کر پہنچے سے تین بار چھوڑ دیتے ہیں کہ پانی بہتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اس طرح وضو نہیں ہوتا اور اگر وضو کامل نہیں ہے تو نماز بھی کامل نہیں ہوگی جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق ہاتھ دھوئیں۔

☆ سر کا مسح اس طرح کریں کہ دونوں انگوٹھوں اور کلمے کی انگلیوں کو چھوڑ کر دونوں ہاتھ کی تین تین انگلیوں کے سرے ایک دوسرے سے ملا لیجئے۔

اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر کھینچتے ہوئے گدی سے ہتھیلیاں کھینچتے ہوئے پیشانی تک لے آئیں۔ کلمے کی انگلیاں اور انگوٹھے اس دوران سر پہ نہ لگائیں۔

☆ اب کلمے کی انگلیوں سے کانوں کی اندرونی سطح کا مسح اور انگوٹھوں کے پیٹ سے کانوں کی باہری سطح کا مسح کریں۔

☆ اب چھنگلیاں کانوں کے سوراخوں میں داخل کیجئے اور انگلیوں کی پشت سے گردن کے پچھلے حصے کا مسح کیجئے۔

☆ بعض لوگ گلے کا دھلے ہوئے ہاتھوں کی کہنیوں اور کلائیوں کا مسح کرتے ہیں۔ یہ سنت نہیں ہے اور مسح کرتے ہوئے نل بند کر دیں۔ بلا وجہ نل کھلی نہ رکھیں پانی ضائع ہوگا یہ گناہ ہے۔

☆ اب پہلے دایاں پاؤں دھوئیں۔ الٹے ہاتھ سے اور پھر بایاں پاؤں بھی بائیں ہاتھ سے دھوئیں۔ الٹے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے دائیں پاؤں کا خلال کریں اور خلال سیدھے پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کر کے الٹے پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔

وضو کے فرائض:

وضو کے چار فرائض ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(i) چہرے کا دھونا

(ii) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا

(iii) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

(iv) پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں:

وضو میں گیارہ چیزیں سنت ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- وضو سے پہلے نیت کرنا

2- بسم اللہ شریف پڑھنا

3- دونوں ہاتھوں کا پہنچوں تک دھونا

4- مسواک کرنا

5- کلی کرنا

6- ناک میں پانی چڑھانا
7- داڑھی کا خلال کرنا۔(اگر ہے تو)
8- ہاتھ کی اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا
9- مسح کرنا
10- ترتیب قائم رکھنا

وضو کے مستحبات

وضو کے مستحبات مندرجہ ذیل ہیں۔

1- قبلہ رو اونچی جگہ بیٹھنا
2- پانی بہاتے وقت عضو پر ہاتھ پھیرنا
3- اطمینان سے وضو کرنا
4- سیدھے ہاتھ سے کلی کرنا
5- سیدھے ہاتھ سے ناک میں پانی چڑھانا
6- الٹے ہاتھ سے ناک صاف کرنا
7- الٹے ہاتھ کی چھوٹی انگلی ناک میں ڈالنا
8- انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرنا
9- وضو کرتے وقت بغیر ضرورت کے کسی سے مدد نہ لینا
10- کانوں کا مسح کرتے وقت بھیگی ہوئی چھنگلیاں کانوں کے سوراخوں میں ڈالنا۔

آداب وضو:

وضو کرنے کے آداب درج ذیل ہیں۔

1- اونچی جگہ بیٹھنا
2- قبلہ رُخ بیٹھنا
3- کسی اور سے مدد نہ لینا

4- دنیاوی بات چیت نہ کرنا
5- منقول دعاؤں کا پڑھنا
6- ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ پڑھنا
7- ڈھیلی انگوٹھی کا ہلانا
8- داہنے ہاتھ سے کلی کرنا
9- بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا
10- وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہوکر پینا۔

وضو کے مکروہات

وضو کے چند مکروہات درج ذیل ہیں۔

1- ناپاک جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا
2- ناپاک جگہ وضو کا پانی گرانا
3- قبلہ کی طرف تھوک، بلغم ڈالنا یا کلی کرنا
4- زیادہ پانی خرچ کرنا
5- منہ پر پانی مارنا (زور سے)
6- سیدھے ہاتھ سے ناک صاف کرنا
7- دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا
8- تین جدید پانیوں سے تین بار مسح کرنا
9- گلے کا مسح کرنا
10- منہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا

وہ امور جن کے لئے وضو کرنا فرض ہے

درج ذیل امور کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔

☆ نماز پڑھنے کے لئے

☆ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے

☆ سجدہ تلاوت کے لئے

☆ قرآن پاک کو چھونے کے لئے

☆ کعبۃ اللہ کے طواف کے لئے

وہ چیزیں جو وضو کو توڑ دیتی ہیں

☆ پاخانہ پیشاب، ودی، مذی، کیڑا، پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے کے مقام سے نکلیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ اگر مرد کا ختنہ نہیں ہوا ہے اور سوراخ سے ان چیزوں میں سے کوئی چیز نکلی مگر ابھی ختنہ کی کھال کے اندر ہی ہے جب بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

☆ مرد یا عورت کے پیچھے سے ہوا نکلی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(الفتاویٰ الرضویہ ۱/۶۵۷)' (المرجع السابق ص ۹۔۱۰)' (الفتاویٰ الہندیہ کتاب الطہارت ۱/۹)

وہ چیزیں جو وضو کو نہیں توڑتیں

☆ مرد یا عورت کے آگے سے ہوا نکلی۔ یا پیٹ میں ایسا زخم ہو گیا کہ جھلی تک پہنچا۔ اس سے ہوا نکلی تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(المرجع السابق و دُرّ المختار و "رد المحتار" کتاب الطہارت ۱/۲۸۷)

☆ اگر مرد نے پیشاب کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالی پھر وہ اس میں لوٹ آئی تو وضو نہیں جائے گا۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارت ۱/۱۰)

☆ ناک صاف کی اور اس میں سے جما ہوا خون نکلا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(الفتاویٰ الہندیہ کتاب الطہارت ۱/۱۱)

اگر چھوٹی کلی یا جوں یا کھٹمل، مچھر، مکھی، پسو نے خون چوسا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارت ۱/۱۱)

وضو کے بارے میں چند اہم مسائل

انجکشن لگانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں:

(i) گوشت والی جگہ انجکشن لگنے سے اگر اتنا خون نکلے کہ وہ بہنے کی مقدار میں ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(ii) نس میں انجکشن لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب نس میں انجکشن لگایا جاتا ہے تو پہلے خون کو اوپر کھینچا جاتا ہے اور وہ خون بہنے کی مقدار میں ہوتا ہے۔

(iii) گلوکوز یا پھر اس طرح کی کوئی بھی ڈرپ لگوانے سے وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ خون بہنے کی مقدار میں نکل کر نلکی میں آجاتا ہے۔ ہاں اگر خون بہنے کی مقدار میں نکل کر نلکی میں نہیں آیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(iv) اکثر لوگ خون کا ٹیسٹ کروانے کے لئے خون سرنج کے ذریعے نکلواتے ہیں اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

دکھتی آنکھ سے بہنے والا پانی:

(i) دکھتی آنکھ اور خراب آنکھ سے جو پانی بہتا ہے وہ پانی ناپاک ہوتا ہے۔ اس لئے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار ۱/۵۵۴)

(ii) نابینا کی آنکھ سے جو رطوبت بوجہ مرض نکلتی ہے وہ ناپاک ہے اس لئے اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار ۱/۵۵۴)

(iii) جو رطوبت انسانی بدن سے نکلے اور وضو نہ توڑے وہ ناپاک نہیں۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ تخریج شدہ ۱/۲۸۰)

چھالے کا حکم:

(i) چھالا نوچ ڈالا اگر اس سے پانی بہہ گیا تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔

(فتح القدیر ۱/۳۴)

(ii) ناک صاف کی اس میں جما ہوا خون نکلا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ (زیادہ مناسب) یہ ہے کہ وضو کرے۔ (ماخوذ فتاویٰ رضویہ تخریج شدہ ۱/۲۸۰)

غسل کے احکام

دین اسلام ہمیں صفائی اور پاکیزگی کی تلقین کرتا ہے اور صفائی کو نصف ایمان کا درجہ دیا گیا ہے۔ صفائی ستھرائی کے حوالے سے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ کوئی بھی باشعور فرد گندگی کو پسند نہیں کرتا۔ انسان ہر طرح سے پاکیزگی کی حالت میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر بندگی کا فرض ادا کرے۔

غسل کا ذکر قرآن میں:

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا

ترجمہ: اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (نہا کر) خوب پاک ہو جاؤ۔

شریعت کی رو سے غسل سے کیا مراد ہے:

شریعت کی رو سے غسل سے مراد پاک پانی کا تمام بدن پر خاص طریقے سے بہانا۔

غسل کی کتنی اقسام ہیں:

غسل کی تین اقسام ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(i) غسل واجب

(ii) غسل مسنون

(iii) غسل مستحب

غسل کے واجب ہونے کی کتنی صورتیں ہیں؟

غسل کے واجب ہونے کی پانچ صورتیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(i) مباشرت

(ii) احتلام

(iii) حیض

(iv) نفاس

(v) میت کا غسل

مباشرت اور احتلام کی وجہ سے غسل کا واجب ہونا:

مباشرت اور احتلام کی صورت میں انسانی بدن سے عضو کے ذریعے سے منی کا اخراج ہوتا ہے۔ منی کا خارج ہونا شہوانی خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے اور اس سارے عمل میں اعضائے بدن کا خاص حصہ شامل ہوتا ہے۔ کیونکہ منی کو خارج کرنے سے قبل کے حالات وواقعات میں انسان کا سارا بدن حصہ دار بنتا ہے۔ یعنی محض دخول سے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حیض اور نفاس:

حیض ونفاس میں بھی عورت کا پورا بدن ملوث ہوتا ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ حیض و نفاس سے فراغت کے بعد غسل کر کے ہی دین کے احکامات کی ادائیگی کی جائے۔

اور اسی غسل کے بعد ہی بیوی خاوند کے لئے پھر سے قابل استعمال ہوتی ہے۔ اس عرصے کے دوران مباشرت کرنے سے ہر دو جنس کو نقصان پہنچتا ہے۔

غسل میت:

بعد از موت غسل کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ موت سے قبل عموماً افراد بیماری کا ایک عرصہ گزارتے ہیں اس لئے موت کے بعد غسل دینا ضروری ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل مبارک:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور استنجاء کرتے۔ اس کے بعد مکمل وضو کرتے۔

پھر پانی لے کر سر پر ڈالتے اور اس کے بعد انگلیوں کی مدد سے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچاتے پھر جب دیکھتے کہ سر صاف ہو گیا ہے تو تین بار سر پر پانی ڈالتے۔ پھر تمام بدن پر پانی ڈالتے اور پھر پاؤں دھوتے۔ (صحیح مسلم ۱/۲۵۳، رقم الحدیث:۳۱۶)

جلدی غسل کرنے کی وجوہات:

حالت جنابت میں غسل فرض ہوتا ہے۔ جب بھی حالت جنابت ہو حتیٰ الامکان فوری غسل کر لینا فرض ہے۔

فرض نماز کا وقت آنے پر جنبی اگر غسل میں تاخیر کرے گا تو نماز نہ پڑھنے اور غسل نہ کرنے کا گناہ اس پر لازم ہوگا۔ جنابت کی نحوست کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ

ترجمہ: جس گھر میں جاندار کی تصویر یا کتا یا جنبی ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(احکام القرآن ۲/ ۳۲۵ تفسیر روح المعانی ۶/ ۸۱، احکام القرآن ۲/ ۳۲۴)

غسل کے کتنے فرائض ہیں:

غسل کے تین فرائض ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(i) کلی کرنا

(ii) ناک میں پانی چڑھانا

(iii) تمام ظاہری بدن پر پانی بہانا۔ (فتاویٰ عالمگیری ۱/۱۳)

کلی کرنے کا طریقہ:

منہ میں تھوڑا سا پانی ڈال کر پھینک دینا کلی نہیں بلکہ منہ کے ہر پرزے، گوشت، ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ۱/۲۱)

ناک میں پانی ڈالنے کا طریقہ:

جلدی جلدی ناک کی نوک پر پانی ڈال دینے سے کام نہیں چلے گا۔ جہاں تک نرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک دھونا لازمی ہے۔ (ایضاً)

اور یوں ہو سکے گا کہ پانی سونگھ کر اوپر کھینچئے۔ یہ خیال رہے کہ بال برابر بھی جگہ دھلنے سے نہ رہ جائے۔

ورنہ غسل نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیری ۱/۱۳)

جسم پر پانی بہانے کا طریقہ:

سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے تلوؤں تک جسم کے ہر پرزے اور ہر رونگٹے پر پانی بہہ جانا ضروری ہے۔ جسم کی بعض جگہوں پر پانی نہیں پہنچتا۔ بعض جگہیں ایسی ہوتی ہیں اگر احتیاط نہ کی جائے تو وہ سوکھی رہ جاتی ہیں۔

اس طرح غسل نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیری ۱/۱۴)

چند ایک امور کی ادائیگی کے وقت غسل کرنا سنت ہے:

چند ایک امور ایسے ہیں جن کو ادا کرتے وقت غسل کرنا سنت ہے۔ وہ امور درج ذیل ہیں۔

(i) نماز جمعہ کی ادائیگی کے وقت:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْغُسْلُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ

ترجمہ: ہر بالغ پر جمعہ کا غسل لازم ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ ۱/۳۰۰، رقم الحدیث: ۸۴۰)

(ii) نمازِ عیدین کی ادائیگی کے وقت غسل کرنا سنت ہے:

عید الفطر اور عید الضحیٰ کے موقع پر نماز کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔

(ابن ابی شیبہ المصنف ۱/۵۰۰، رقم الحدیث: ۵۷۷۱)

(iii) حج اور عمرہ کا احرام باندھتے وقت غسل کرنا بھی سنت ہے۔

(ترمذی، الجامع ابواب الحج ۲/۱۸۱، رقم الحدیث: ۸۳۰)

(iv) حج کرنے والوں کے لئے میدان عرفات میں زوال کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ المصنف ۲/۶۸)

غسل کرتے وقت نیت کرنا:

جس پر چند غسل ہوں مثلاً احتلام بھی ہوا، عید بھی ہے اور جمعہ کا دن بھی ہے تو تینوں کی نیت کر کے ایک غسل کر لیا تو سب ادا ہو گئے اور سب کا ثواب ملے گا۔ (الدر المختار مع رد المحتار ۱/۳۴۱)

غسل کے دوران احتیاط کریں:

غسل میں لازم ہے کہ جسم کے ہر حصے پر پانی بہہ جائے۔ ایسا نہ ہو کہ سر پر یا چہرے پر پانی ڈال کر باقی جسم کو مل کر دھو لیا جائے۔ اس سے جسم کے بعض حصے دھلے اور بعض پر مسح ہوا۔ اس طرح کرنے سے غسل ادا نہ ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غسل کے تین فرائض ہیں۔

(i) کلی کرنا

(ii) ناک میں پانی چڑھانا۔

(iii) تمام ظاہری بدن پر پانی بہانا

اگر کسی نے ان میں سے کوئی بھی چیز چھوڑی تو غسل نہ ہوگا۔

(احکام القرآن ۲/۳۲۵، تفسیر کبیر ۱۱/۱۵۷، التفسیرات الاحمدیہ ص ۳۲۸، تفسیر مظہری ۳/۴۰۹)

پانی کا استعمال:

وَ عِنْدَهُ قَوْمٌ، فَسَأَلُوْهُ عَنِ الْغُسْلِ، فَقَالَ يَكْفِيكَ صَاعٌ، فَقَالَ مَا يَكْفِينِي ،فَقَالَ جَابِرٌ كَانَ يَكْفِي مَنْ هُوَ اَوْفٰى مِنْكَ شَعْرًا وَ خَيْرٌ مِّنْكَ، ثُمَّ اَمَّنَا فِي ثَوْبٍ ۔

ترجمہ: اوزان لوگوں کے پاس اورلوگ بھی تھے ان لوگوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے غسل کے متعلق سوال کیا۔ حضرت جابر نے کہا: تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے۔ حضرت جابر نے کہا: جن کے تم سے زیادہ بال تھے اور جو تم سے افضل تھے۔ ان کے لئے اتنا پانی کافی ہوتا تھا۔

(سنن ابن ماجہ ۵۷۷، رقم الحدیث ۲۸ ۷، سنن نسائی ۲۵۲)

دعوتِ فکر:

آج غسل کرتے وقت ہم بہت زیادہ پانی استعمال کرتے ہیں جبکہ پانی اللہ کی ہمارے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن ہم اس بات کا خیال نہیں رکھتے اور ضرورت سے زیادہ پانی غسل کرتے وقت استعمال کرتے ہیں جبکہ اس طرح ہرگز نہیں کرنا چاہئے بلکہ پیارے آقا علیہ السلام کی سیرت کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ وہ کتنا اچھا غسل فرماتے تھے اور پانی بھی مناسب استعمال کرتے تھے۔ ہمیں بھی آپ کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے سنت کے مطابق غسل اور مناسب پانی استعمال کرنا چاہئے۔

تیمم کے احکام ومسائل

تیمم کی خصوصیت سے صرف اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو سرفراز کیا ہے۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ حدث اصغر ہو یا حدث اکبر، تیمم صرف چہرے اور ہاتھوں پر کیا جاتا ہے۔ ہمارا اور جمہور کا اس پر اجماع ہے کہ تیمم کے لئے دو ضربیں ہیں۔ ایک ضرب سے چہرے پر مسح کیا جائے اور دوسری ضرب سے کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کیا جائے

قرآن پاک میں تیمم کا ذکر:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ

ترجمہ: اور اگر تم جُنبی ہو پس پاکی حاصل کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں، تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی، اوران صورتوں میں پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو، تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔ (پارہ:٦، المائدہ:٦)

آیت کے نازل ہونے کی وجہ:

غزوہ مریسع سے واپسی کے موقع پر ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجاہدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ رکنا پڑا۔

مجاہدین ہار کی تلاش میں مشغول ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استراحت فرمائی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور شفقت کے طور پر ام المومنین پر عتاب فرمانے لگے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اس وقت صبح ہو چکی تھی۔ وضو کے لئے پانی تلاش کیا گیا مگر پانی نہ ملا۔ اس مشکل وقت میں یہ آیت تیمم نازل ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ بے شک تو برکت والی ہے۔

(احکام القرآن ۲/۵۵۸، الجامع الاحکام القرآن ۵/۸۰، تفسیر مظہری ۲/۳۸۹)

تیمم کی اصل:

تیمم کی اصل ’’الامّ‘‘ ہے۔

اس کا معنی قصد کرنا ہے کیونکہ تیمم میں مٹی کا قصد کر کے اس سے چہرہ اور ہاتھوں پر مسح کرنے کا قصد کیا جاتا ہے۔

شریعت کی رو سے تیمم کا معنی:

شریعت کی رو سے نماز یا کسی عبادت کے لئے پاک مٹی کا قصد کر کے چہرے اور ہاتھوں پر ملنا تیمم ہے۔ (نعمت الباری ۱/۸۵۲، فرید بک سٹال لاہور)

تیمم کرنے کا طریقہ:

☆ سب سے پہلے تیمم کی نیت کریں۔

(نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے بھی کہہ لیں تو بہتر ہے)

☆ پھر بسم اللہ شریف پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کر کے ایسی پاک چیز جو زمین کی قسم (مثلاً پتھر، چونا، دیوار، مٹی وغیرہ) سے ہو مار کر لوٹا لیجئے اور اگر زیادہ گرد لگ جائے تو تھوڑی سی جھاڑ لیں۔

☆ پھر سارے منہ کا مسح کریں کہ کوئی حصہ رہ نہ جائے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔

☆ پھر اسی طرح دوسری بار ہاتھ زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کا ناخنوں سے لے کر کہنیوں سمیت مسح کریں۔

اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ سیدھے ہاتھ کی پشت پر رکھیں۔

اور انگلیوں کے سروں سے کہنیوں تک لے جائیں اور پھر وہاں سے الٹے ہاتھ کی ہتھیلی سے سیدھے ہاتھ کے پیٹ کو مس کرتے ہوئے گٹے تک لے آئیں اور الٹے انگوٹھے کے پیٹ سے سیدھے انگوٹھے کی پشت کا مسح کریں۔ اس طرح سیدھے ہاتھ سے الٹے [illegible] کریں۔ ([illegible])

تیمّم کرتے وقت چند ایک ہدایات کو مدنظر رکھیں:

☆ جس مٹی، پتھر وغیرہ سے تیمم کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے۔ یعنی اس پر کسی نجاست کا اثر نہ ہو۔ نہ یہ ہو کہ صرف خشک ہونے سے نجاست کا اثر جاتا رہے۔
(الدر المختار مع رد المحتار ۱/۴۳۵)

☆ چونا مٹی یا اینٹوں کی دیوار خواہ گھر میں ہو یا مسجد میں اس سے تیمم جائز ہے مگر اس پر آئل پینٹ، پلاسٹک اور میٹ فنش یا وال پیپر وغیرہ کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہئے جو جنس زمین کے علاوہ ہو، دیوار پر ماربل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

☆ ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے بڑھ جانے یا دیر سے صحیح ہونے کا اندیشہ ہو تو یا پھر خود اپنا تجربہ ہو کہ جب بھی وضو یا غسل کیا بیماری بڑھ گئی۔ یا یوں کہ کوئی مسلمان اچھا قابل طبیب ہو جو ظاہری طور پر فاسق نہ ہو وہ کہہ دے کہ پانی نقصان کرے گا۔ تو ان صورتوں میں تیمم کر سکتے ہیں۔ (الدر المختار معہ رد المحتار ۱/۴۴)

مسجد میں سو رہا تھا کہ غسل فرض ہو گیا تو جہاں تھا وہیں تیمم کر لے۔ یہی احواط (یعنی احتیاط کے قریب) ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ۳/۴۹۱۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور)
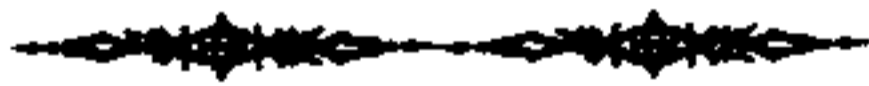
مسح کے احکام و مسائل

لغت کی رو سے مسح کا معنی:

مسح کا معنی لغت کی رو سے کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا اور شریعت کی اصطلاح میں مسح سے مراد ہاتھ کا کسی عضو یا موزوں پر پھیرنا۔

موزہ کسے کہتے ہیں؟:

ہر وہ چمڑے کی بنی ہوئی چیز یا جس کا صرف نچلا حصہ چمڑے کا ہو اور باقی حصہ کسی دبیز چیز کا بنا ہوا ہو۔

یا جرابیں اس دبیز کپڑے کی کہ جو بغیر تسمہ پاؤں پر چپکی رہیں یہ تمام موزے کے حکم میں ہیں۔ (شرح موطا ۱/۹۰ (اردو) فرید بک سٹال لاہور)

جن صورتوں میں جرابوں پر مسح جائز نہیں:

ایسی جراب جس میں پانی گزر کر نیچے پہنچ جائے۔

جراب پاؤں پر تسموں سے بندھی ہو۔

اتنی باریک ہو کہ اس سے پاؤں نظر آئیں۔

شرائط مسح:

موزوں پر مسح کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں۔

☆ پاؤں سے چپکے ہوئے ہوں کہ انھیں پہن کر آسانی سے چل پھر سکیں۔ چمڑے کے ہوں یا کم از کم تلا چمڑے کا ہو۔ باقی کسی اور موٹی چیز کا ہو۔

☆ وضو کر کے پہنا ہو۔

☆ نہ تو پہننے سے پہلے جنبی ہو اور نہ پہننے کے بعد جنبی ہوا ہو۔

☆ مقررہ مدت کے اندر پہنے جائیں۔

☆ موزہ تین انگلیوں کے برابر پھٹا ہوا نہ ہو۔

ایسی چیزیں جن پر مسح کرنا جائز نہیں:

☆ وضو کر کے پہنا ہو یعنی حدث سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص باوضو ہو۔

☆ وضو کر کے ایک ہی پاؤں پر موزہ پہنا ہو۔ اور دوسرا نہ پہنا ہو۔ یہاں تک کہ حدث ہوا تو اس ایک پر بھی مسح جائز نہیں۔

☆ تیمم کر کے موزے پہنے گئے ہوں تو مسح جائز نہیں۔

(فتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارت ۱/۳۳)

☆ نہ حالت جنابت میں پہنا ہو اور نہ پہننے کے بعد جنبی ہوا ہو۔

☆ کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا ہوا نہ ہو یعنی تین انگلی بدن ظاہر نہ ہو اور اگر تین انگلی پھٹا ہو اور بدن تین انگلی سے کم دکھائی دیتا ہو تو مسح جائز ہے اور اگر دونوں تین تین انگلی سے کم پھٹے ہوں۔ مجموعہ تین انگلی یا زیادہ ہے تو بھی مسح ہو سکتا ہے۔ سلائی کھل جائے تو تب بھی یہی حکم ہے۔ ہر ایک میں تین انگلی سے کم ہے تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔ (بہار شریعت ۱/۳۶۵: مکتبۃ المدینہ کراچی، بحوالہ المرجع السابق)

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ:

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں پاؤں کا مسح دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں سے اور بائیں پاؤں کا مسح بائیں ہاتھ کی تین انگلیوں سے کیا جائے۔ انگلیوں کو پاؤں کی پشت سے شروع کر کے پنڈلی تک کھینچا جائے۔

مسح کرتے وقت انگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے۔

فرائض مسح:

مسح کے دو فرائض ہیں اور مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا۔

(ii) موزے کی پیٹھ پر ہونا۔ (مراقی الفلاح، کتاب الطہارت ص ۳۱)

موزوں پر مقیم اور مسافر کے لئے مسح کی مدت:

موزوں پر مسح کی مدت مقیم شخص کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے جبکہ مسافر کے لئے مدت تین دن اور تین راتیں ہیں۔

جن چیزوں سے مسح ٹوٹ جاتا ہے:

☆ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ مُدّت پوری ہو جانے سے مسح جاتا رہتا ہے۔

☆ موزے اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ چاہے ایک ہی اتارا ہو۔

☆ موزہ اگر اتارنے کی نیت سے ایڑھی باہر کی تو مسح ٹوٹ جائے گا۔

(الدر المختار معرد المختار ۱/۳۴)' (الفتوی الہندیہ ۱/۳۴)

جس وقت موزوں پر مسح واجب ہوتا ہے:

موزوں پر مسح اس وقت واجب ہوتا ہے جب موزے اتارنے اور پاؤں دھونے میں نماز کے قضاء ہونے کا اندیشہ ہو اگر اتنا پانی نہ ہو کہ پاؤں دھوئے جاسکیں تو مسح واجب ہے۔

جن صورتوں میں موزوں پر مسح فرض ہوتا ہے:

موزوں پر مسح ان صورتوں میں فرض ہوتا ہے۔

(۱) اگر وقوف (عرفہ) حج کے موقع پر قلت وقت کے باعث عرفات میں ٹھہرنے کا [illegible] فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے میں فرض ہے کہ موزہ نہ اتارا جائے بلکہ اسی پر مسح

پٹی پر مسح کرنے کا حکم:

کسی پھوڑے یا زخم یا فصد کی جگہ پر پٹی باندھی ہو کہ اس کو کھول کر پانی بہانے سے یا اس جگہ مسح کرنے سے یا کھولنے سے ضرر ہو یا کھولنے والا، باندھنے والا نہ ہو تو اس پٹی پر مسح کرلے اور اگر پٹی کھول کر پانی بہانے میں ضرر ہو تو کھول کر دھونا ضروری ہے۔

یا خود عضو پر مسح کرسکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرنا جائز نہیں۔ اور زخم کے گرداگرد اگر پانی بہانا ضرر نہ کرتا ہو تو دھونا ضروری ہے ورنہ اس پر مسح کرسکتے ہیں اور اگر اس پر مسح نہ کرسکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرلیں اور پوری پٹی پر مسح کرلیں تو بہتر ہے۔

اور اکثر حصہ پر ضروری ہے اور ایک بار مسح کافی ہے۔ تکرار کی حاجت نہیں اور اگر پٹی پر بھی مسح نہ کرسکتے ہوں تو خالی چھوڑ دیں جب اتنا آرام ہو جائے کہ پٹی پر مسح کرنا ضرر نہ کرے تو فوراً مسح کرلیں۔ اور پھر جب اتنا آرام ہو جائے کہ پٹی پر سے پانی بہانے میں نقصان نہ ہو تو پانی بہائیں۔ پھر جب اتنا آرام ہو جائے کہ خاص عضو پر مسح کرسکتے ہوں تو مسح کریں اور پھر جب اتنا ٹھیک ہو جائے کہ پانی بہانے میں کوئی نقصان نہیں تو پانی بہائے۔

غرض اعلیٰ پر جب قدرت حاصل ہو اور جتنی حاصل ہوتی جائے ادنیٰ پر اکتفا جائز نہیں۔ (الفتاوی الہندیۃ، کتاب الطہارت ۱/۳۵)

تختی پر مسح کا حکم:

(i) ہڈی کے ٹوٹ جانے سے تختی باندھی گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۳۲)

(ii) تختی یا پٹی کھل جائے اور ہنوز باندھنے کی حاجت ہو تو پھر دوبارہ مسح نہیں کیا جائے گا۔ وہی پہلا مسح کافی ہے اور جو پھر باندھنے کی ضرورت نہ ہو تو مسح ٹوٹ گیا۔ اب اس جگہ کو دھوسکیں تو دھولیں۔ ورنہ مسح کرلیں۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطہارت ۱/۵۱۱)

اہم ہدایت:

جتنی بھی چیزیں مسح کے حکم میں بیان کی گئی ہیں جن سے مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ جن سے نہیں ٹوٹتا۔ کب مسح فرض، واجب ہوتا ہے۔ کن صورتوں میں جائز ہے اور کن میں ناجائز اور مسح کا طریقہ ہمیں ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کر مسح کرنا ہوگا اور اگر اس طرح نہیں کریں گے تو مسح بھی نہیں ہوگا اور اس مسح سے جو نفل نماز، فرض ادا کی وہ بھی قبول نہیں ہو گی اور گنہگار ہوں گے۔
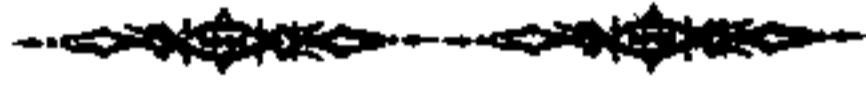
حصہ پنجم

باب الطلاق

طلاق کے مسائل سیکھنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے جس طرح نمازی کے لئے نماز کے فرائض، واجبات اور نماز کو فاسد یا ناقص کرنے والی چیزوں کا سیکھنا ضروری ہے...... روزہ دار کے لئے روزے کو توڑنے والی چیزوں کا جاننا ضروری ہے...... تجارت کرنے والے کے لئے خرید و فروخت کے مسائل جاننا ضروری ہے...... شوہر کے لئے بیوی کے حقوق اور مخصوص ایام میں اس کے قریب نہ جانے کے مسائل سیکھنا ضروری ہے۔ اس طرح جب طلاق دینے کا ارادہ ہو تو طلاق کے مسائل سیکھنا ضروری ہیں...... طلاق کب دی جائے...... کیسے دی جائے؟...... طلاق کے مسائل وغیرہ کیا ہیں؟ طلاق کے متعلق تفصیلی معلومات درج ذیل ہیں۔

طلاق کا لغوی معنی:

امام اللغت سید زبیدی طلاق کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''عباب'' میں ہے کہ عورت کی طلاق کے دو معنی ہیں:

(۱) نکاح کی گرہ کو کھول دینا

(۲) ترک کر دینا، چھوڑ دینا

(تبیان القرآن، ۱۰/ ۸۱۱، بحوالہ تاج العروس، ۶/ ۴۲۵)

طلاق کا اصطلاحی معنی:

علامہ ابن نجیم طلاق کا فقہی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الفاظ مخصوصہ کے

ساتھ فی الفور یا از روئے مآل نکاح کی قید کو اٹھا دینا طلاق ہے۔ الفاظ مخصوصہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو مادہ طلاق پر صراحۃً یا کنایۃً مشتمل ہوں، اس میں خلع بھی شامل ہے۔

(تبیان القرآن، ۱/ ۸۱۱، بحوالہ، البحر الرائق، ۳/ ۲۳۵)

طلاق کی اقسام:

طلاق کی تین قسمیں ہیں: احسن، حسن اور بدعی

(۱) طلاق احسن:

جن ایام میں عورت ماہواری سے پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مقاربت بھی نہ کی ہو، ان ایام میں صرف ایک طلاق دی جائے۔ اس میں دورانِ عدت مرد کو رجوع کا حق رہتا ہے اور عدت گزرنے کے بعد عورت بائنہ ہو جاتی ہے اور فریقین کی باہمی رضا مندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

(۲) طلاق حسن:

جن ایام میں عورت پاک ہو اور مقاربت بھی نہ کی ہو ان ایام میں ایک طلاق دی جائے اور جب ایک ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کیے دوسری طلاق دی جائے اور جب دوسری ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کیے تیسری طلاق دی جائے، اس کے بعد جب تیسری ماہواری گزر جائے تو عورت مغلظہ ہو جائے گی اور اب شرعی حلالہ کے بغیر اس سے دوبارہ عقد نہیں ہو سکتا۔

(۳) طلاق بدعی:

اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱)..... ایک مجلس میں تین طلاقیں دفعۃً دی جائیں خواہ ایک کلمہ سے مثلاً تم کو تین طلاقیں دیں یا کلمات متعدد سے مثلاً کہے: تم کو طلاق دی، تم کو طلاق دی، تم کو طلاق

[illegible] ایک طلاق دی جائے۔ اس طلاق

سے رجوع کرنا واجب ہے اور یہ طلاق شمار کی جاتی ہے۔

(iii)......جن ایام میں عورت سے مقاربت کی ہو۔ ان ایام میں عورت کو ایک طلاق دی جائے، طلاق بدعی کسی صورت میں ہو اس کا دینے والا گنہگار ہے۔

(تبیان القرآن، ۱/۸۱۱، بحوالہ، درمختار، ۲/۵۷۸۔۵۷۳)

طلاق رجعی:

صریح لفظ طلاق کے ساتھ ایک یا دو طلاقیں دی جائیں تو یہ طلاق رجعی ہے۔ طلاق رجعی میں دوبارہ رجوع کیا جا سکتا ہے، لیکن پچھلی طلاقیں شمار ہوں گی، اگر پہلے دو طلاقیں دی تھیں تو رجوع کے بعد صرف ایک طلاق کا مالک رہ جائے گا۔ (تبیان القرآن، ۱/۸۱۱)

رجوع کا مطلب:

رجوع یا رجعت کا مطلب یہ ہے کہ جس عورت کو طلاق رجعی یعنی ایک یا دو طلاقیں دیں عدت کے اندر اسے اسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔

رجوع کرنے کا طریقہ:

رجوع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو عادل گواہوں کے سامنے کہے۔ ''میں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا یا میں نے اسے واپس لیا یا روک لیا۔'' اگر گواہوں کے سامنے نہ ہو تو بھی رجوع ہو جاتا ہے۔

رجوع کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مرد بیوی سے جماع کر لے یا شہوت کے ساتھ بوسہ لے یا شہوت سے بدن کو چھوئے وغیرہ۔

رجوع میں عورت کا راضی ہونا ضروری نہیں اگرچہ وہ انکار بھی کرے تب بھی شوہر کے رجوع کر لینے سے رجوع ہو جائے گا۔

طلاق بائن:

اگر صریح لفظ طلاق نہ ہو، کنایہ سے طلاق دی جائے تو یہ طلاق بائن ہے۔ مثلاً طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا تو میری ماں کی مثل ہے۔ طلاق بائن سے فی الفور نکاح

منقطع ہو جاتا ہے لیکن اگر تین سے کم طلاقیں بائن ہوں تو باہمی رضامندی سے دوبارہ عقد ہوسکتا ہے۔ لیکن پچھلی طلاقوں کا شمار ہوگا۔ (تبیان القرآن، ۱/۸۱۱)

طلاق دینے کا شرعی طریقہ:

طلاق دینے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ بیوی کو اس کی پاکی کے دنوں میں جن میں عورت سے جماع نہ کیا ہو ایک طلاق دی جائے اور چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ عدت کے دن گزر جائیں۔

کس صورت میں طلاق دی جائے:

اگر شوہر کو بیوی ناپسند ہو تو پھر بھی اس کے ساتھ نباہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝

اور اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کے ساتھ رہو اور اگر تم کو وہ ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت سی بھلائی پیدا کردے۔ (پ:۴، النساء:۱۹)

حدیث پاک میں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔

(سنن ابوداؤد، ۱/۲۹۶)

درس ہدایت:

قرآن وسنت کی ان ہدایات کی روشنی میں شوہر پر لازم ہے کہ اختلاف اور نزاع کی حالت میں حتی الامکان طلاق سے گریز کرے اور اگر طلاق دینا ناگزیر ہو تو صرف ایک طلاق رجعی دے کیونکہ اس کے بعد عدت کے تین ماہ تک اس معاملہ پر نظر ثانی کا موقع [illegible] ہو جائے گی۔ آج کل کے لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے

کہ تین بار کہے بغیر طلاق نہیں ہوتی۔ اس لئے یا تو وہ خود تین طلاقیں دیتے ہیں۔ وکیل اور وثیقہ نویس ان کو تین طلاقیں لکھ دیتے ہیں اور جب طلاق نافذ ہو جاتی ہے تو یہ لوگ پشیمان ہوتے ہیں اور مفتیوں کے پاس جاتے ہیں کہ دوبارہ نکاح یا رجوع کا کوئی حیلہ بتائیں۔ حتیٰ کہ یہ لوگ حلالہ کی ناگوار صورت کو قبول کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اس قسم کے حلالہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے لیکن بعد میں بچوں کی دربدری اور دوسرے برے نتائج سے بچنے کے لئے اس وقت فریقین ہر قیمت پر صلح کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ (تبیان القرآن، ۱/۸۱۲)

طلاق دینے کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام

ایک مجلس میں تین طلاقوں کا حکم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ

پھر اگر اس کو (تیسری) طلاق دے تو وہ عورت اس (تیسری طلاق) کے بعد اس پر حلال نہیں ہے۔ یہاں تک کہ وہ عورت اس کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ پھر اگر وہ (دوسرا خاوند) اس کو طلاق دے دے تو پھر ان پر کوئی حرج نہیں کہ وہ دونوں رجوع کر لیں۔ (پ:۲، البقرہ:۲۳۰)

علامہ شامی لکھتے ہیں:

وَذَهَبَ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى اَنَّهٗ يَقَعُ ثَلَاثٌ

جمہور صحابہ اور تابعین اور وہ ائمہ دین جو ان کے بعد ہیں، ان سب حضرات کا متفقہ مذہب ہے کہ ایک مجلس میں یا ایک جملے میں تین یا تین سے زیادہ طلاق دے، تو تین واقع ہو جاتی ہیں۔ (ردالمحتار [illegible])

جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک بیک وقت تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: امام شافعی، امام مالک، امام ابو حنیفہ اور قدیم و جدید جمہور علماء کے نزدیک، یہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (تبیان القرآن ۱/ ۵۱۶، بحوالہ شرح مسلم، ۱/ ۴۷۸)

مذاق میں دی جانے والی طلاق کا حکم:

مذاق میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے: نکاح، طلاق اور رجوع کرنا۔ (در منثور: ۱/ ۲۸۶)

نشے کی حالت میں دی جانے والی طلاق کا حکم:

شریعت کی رو سے نشے کی حالت میں دی جانے والی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

أَوْ سَكْرَانَ وَلَوْ بِنَبِيْذٍ أَوْ حَشِيْشٍ أَوْ أَفْيُوْنٍ أَوْ بَنْجٍ زَجْرًا بِهٖ يُفْتٰى تَصْحِيْحُ الْقُدُوْرِيِّ

''اور طلاق واقع ہو جاتی ہے ہر نشہ کرنے والے کی خواہ اس نے شراب پی ہو یا حشیش یا افیون یا بھنگ پی ہو اسی پر فتویٰ ہے اور قدوری نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔'' (رد المحتار علی الدر المختار، ۳/ ۳۲۸)

علامہ نظام الدین لکھتے ہیں:

وَطَلَاقُ السَّكْرَانِ وَاقِعٌ إِذَا سَكِرَ مِنَ الْخَمْرِ أَوِ النَّبِيْذِ وَهُوَ مَذْهَبُ أَصْحَابِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى كَذَا فِي الْمُحِيْطِ

اور نشہ کرنے والے کی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ نشہ شراب سے آیا ہو یا نبیذ سے اور ہمارے اصحاب رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ جیسا کہ محیط میں ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، ۱/ ۳۵۳)

حیض اور حمل میں دی جانے والی طلاق کا حکم:

حیض اور حمل دونوں حالتوں میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ البتہ حیض کی حالت میں طلاق دینا گناہ ہے اور اگر ایک یا دو طلاقیں رجعی دی ہوں تو رجوع کرنا واجب ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

''حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں ایک طلاق دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق سے رجوع کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ رجوع کر کے پھر طہر یعنی پاکی کے دن گزر جائیں۔ پھر حیض کے دن آئیں پھر جو دن پاکی کے آئیں ان میں طلاق دے۔'' (مشکوٰۃ، ص:۲۸۳)

حمل میں طلاق دینے کی صورت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں کچھ گناہ نہیں البتہ فرق صرف یہ ہے کہ عدت بچہ جننے تک ہو جاتی ہے۔ خواہ ایک دن بعد جنے یا ۹ مہینے بعد۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ

اور حاملہ عورتوں کی میعاد ان کے بچہ جنتے تک ہے۔ (الطلاق:۴ پارہ ۲۸)

مجبور کئے جانے پر طلاق دینے کا حکم:

مجبور کئے جانے کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) اگر مجبور کرنے پر زبانی طلاق دی تو واقع ہو جائے گی۔

(۲) اگر مجبور کرنے پر تحریری طلاق دی یا طلاق کے پرچے پر دستخط کر دیے اور دل میں بھی طلاق کی نیت کر لی تو طلاق ہو گئی۔

(۳) اگر مجبور کرنے پر تحریری طلاق دی اور زبان سے کچھ نہ کہا اور نہ ہی دل میں

نیت کی تو طلاق نہ ہوگی۔

البحر الرائق میں ہے کہ جبر سے مراد یہ ہے کہ لفظ طلاق کہنے پر مجبور کیا گیا ہو اور اگر کسی شخص کو مجبور کیا گیا ہو کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق لکھ کر دے اور اس نے جبر کے تحت طلاق لکھ دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ کتابت کو محض حاجت کی بنا پر تلفظ کے قائم مقام کیا گیا ہے اور یہاں کوئی حاجت نہیں ہے۔ (کیونکہ طلاق نہیں دینا چاہتا)

(ردالمختار علی الدر المختار، ۴/۴۴۴)

رخصتی سے پہلے طلاق دینے کا حکم:

عورت کی رخصتی سے پہلے ہی طلاق ہو جائے یعنی مرد و عورت میں خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو تو طلاق ہو جائے گی البتہ نصف مہر دینا قرار پائے گا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ ا

اور اگر تم نے عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے انہیں طلاق دے دی درآں حالیکہ تم ان کا مہر مقرر کر چکے تھے تو تمہارے مقرر کئے ہوئے مہر کا نصف (ادا کرنا واجب) ہے۔ (پ۲، البقرہ:۲۳۷)

جس عورت کو رخصتی سے پہلے طلاق ہو جائے اس کے ذمے عدت نہیں ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا

اے ایمان والو! جب تم نکاح کرو مومن عورتوں سے پھر تم انہیں طلاق دے دو اس سے پہلے کہ تم انہیں ہاتھ لگاؤ پس تمہارے لئے ان پر عدت گزارنا ضروری نہیں جسے تم شمار کرو۔ (پ۲۲، الاحزاب:۴۹)

طلاق دینے میں عورت کی رضامندی ضروری نہیں:

یہ ٹھیک ہے بعض اوقات عورت طلاق لینا نہیں چاہتی اور اپنے بچوں کے مستقبل کی خاطر وہ اپنے شوہر کے نکاح میں ہی رہنا چاہتی ہے لیکن کوئی مرد بدمزاج اور ظالم ہوتا ہے اور عورت کی مرضی کے خلاف وہ اس کو طلاق دیتا ہے ایسی صورت میں بعض عورتیں یہ کہتی ہیں کہ جب نکاح کے عقد مین اس کی مرضی کا دخل ہے تو طلاق میں اس کی رضامندی کا دخل کیوں نہیں ہے؟ اور اس کی مرضی کے بغیر طلاق کیوں موثر قرار دی جاتی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عقد کو بھی قائم کرنے کے لئے فریقین کی رضامندی ضروری ہے (مثلاً وکالت، اجارت، مضاربت وغیرہ) لیکن عقد کو فسخ کرنے کے لئے دونوں فریقوں کی رضامندی ضروری نہیں ہوتی ۔ کوئی ایک فریق بھی دوسرے کی رضامندی کے خلاف عقد توڑسکتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص کسی عورت کو اپنے نکاح میں رکھنے پر آمادہ نہ ہو اور اس کے ساتھ عمل زوجیت پر تیار نہ ہو تو اس سے بہ زور یہ عمل نہیں کرایا جاسکتا، نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ تم خواہی نخواہی اس عورت کو اپنے نکاح میں رکھو اور اس کو خرچ دیتے رہو اور چونکہ ازدواجی زندگی کی گاڑی میں اہم رول مرد ادا کرتا ہے کیونکہ عمل زوجیت اور نفقہ کی ادائیگی میں مرد فاعل ہوتا ہے اور عورت اس کے فعل کی محل یا منفعل ہوتی ہے۔ اس لئے عقد نکاح کو قائم رکھنے یا اس کو فسخ کرنے کا اختیار بھی صرف مرد کو دیا گیا ہے۔ (تبیان القرآن، ۱/۸۱۳)

حلالہ کب ضروری ہے؟

اگر شوہر نے بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو حلالہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں، خواہ یکبارگی تین طلاقیں دیں یا جدا جدا کر کے، حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔

اللہ کریم نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ

پھر اگر اس کو (تیسری) طلاق دے دی تو وہ عورت اس (تیسری طلاق) کے بعد اس پر حلال نہیں ہے یہاں تک کہ وہ عورت اس کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ (پ:۲، البقرہ:۲۳۰)

حلالہ کی جائز صورت:

حلالہ کی جائز صورت یہ ہے کہ اس میں حلالہ کی شرط نہ رکھی جائے مثلاً کوئی قابل اعتماد آدمی ہے اس کے سامنے ساری صورتحال بیان کر دی جائے تو وہ عورت سے عدت گزرنے کے بعد نکاح کرلے اور نکاح میں حلالہ کی شرط نہ رکھی جائے پھر وہ آدمی نکاح کے بعد جماع کر کے طلاق دیدے تو اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ اگر اچھی نیت ہے تو اجر کا مستحق ہے پھر پہلا شوہر عورت کی عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرلے۔

(بہار شریعت، ۸/۷۲)

طلاق کے بعد شوہر کے ذمے عورت کے حقوق:

عورت کو جب طلاق ہو جائے تو وہ عدت گزارے گی اور شوہر کے ذمے عدت کے دوران عورت کو رہائش اور خرچہ دینا لازم ہے۔ عورت اسی مکان میں عدت گزارے گی جس میں طلاق کے وقت شوہر کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔ اگر کسی اور جگہ عورت گئی ہوئی تھی تو اطلاع ملتے ہی شوہر کے گھر پہنچ جائے۔

عدت کی مدت:

(۱) اگر شوہر فوت ہو گیا تو عورت ۴ مہینے ۱۰ دن عدت گزارے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ

اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں، تو وہ

(عورتیں) اپنے آپ کو (عقد ثانی سے) چار ماہ دس دن روکے رکھیں۔

(پ:۲، البقرہ:۲۳۴)

(۲) اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وفات بچہ جننے تک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ

اور حاملہ عورتوں کی میعاد ان کے بچہ جننے تک ہے۔ (پ:۲۸، الطلاق:۴)

(۳) اگر شوہر نے عورت کو طلاق دی ہو تو اس میں متعدد صورتیں ہیں۔

☆ اگر عورت حاملہ ہو تو بچہ جنناعدت ہے۔

☆ عورت کو حیض آتا ہے تو مکمل تین حیضوں کا گزر جانا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ

اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک (عقد ثانی سے) روکے رکھیں۔ (پ:۲، البقرہ:۲۲۸)

☆ اگر عورت کو حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا یا عورت اتنی عمر کی ہو چکی ہے کہ حیض آنا بند ہو گیا ہے تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالّٰٓـئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ

اور تمہاری (مطلقہ) عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور اسی طرح ان کی بھی جنہیں ابھی حیض آیا ہی نہیں۔ (پ:۲۸، الطلاق:۴)

البتہ اگر لڑکی کو حیض نہیں آیا تھا اور وہ مہینے کے حساب سے عدت گزار رہی تھی

کہ حیض شروع ہوگیا تو اب تین حیض سے ہی عدت پوری کرے گی۔

نوٹ:

وفات کی عدت تو عورت کو بہر صورت گزارنی ہوتی ہے۔ عورت چھوٹی عمر کی ہو یا زیادہ عمر کی۔ شوہر سے خلوت ہوئی یا نہیں البتہ طلاق کی عدت اسی صورت میں گزارنا پڑے گی۔ جب عورت سے مرد کی خلوت ہوئی ہو اگر مرد و عورت کی خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو عدت بھی نہیں بلکہ عورت طلاق کے فوراً بعد نکاح کر سکتی ہے۔

عدت گزارنے کا طریقہ:

☆ اگر عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہے تو عورت عدت میں بناؤ سنگھار کرے جبکہ شوہر موجود ہو اور عورت کو اس کے رجوع کرنے کی امید ہو۔

☆ اگر شوہر موجود نہیں یا عورت کو شوہر کے رجوع کرنے کی امید نہیں تو زینت نہ کرے۔

☆ شوہر کا رجوع کرنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ بھی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ جائے اور جب عورت کے مکان میں جائے تو خبر دے دے یا کھنکھار کر جائے یا اس طرح کہ عورت اس کی آواز سنے۔

☆...... اگر عورت طلاق بائن یا وفات کی عدت میں ہے تو اسے زینت کرنا حرام ہے۔ زینت نہ کرنے کا معنی یہ ہے۔ ہر قسم کے زیور سونے، چاندی، جواہر وغیرہ اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے۔

☆...... کپڑے اور بدن پر خوشبو نہ لگائے۔

☆...... نہ تیل استعمال کرے۔

☆...... نہ کنگھی کرے۔

☆...... نہ سیاہ سرمہ لگائے۔

☆...... خوشبودار سرمہ بھی نہ لگائے۔

☆...... مہندی لگانا یا زعفران یا کسم یا گیرو کے رنگے ہوئے کپڑے یا سرخ کپڑے پہننا یہ سب ممنوع ہے۔ البتہ سر درد کی وجہ سے سر میں تیل لگا سکتی ہے اور موٹے دندانوں کی کنگھی بھی کر سکتی ہے اور آنکھوں میں درد کی وجہ سے بقدر ضرورت سرمہ بھی لگا سکتی ہے۔ یعنی اگر رات کو سرمہ لگانا کفایت کرے تو رات ہی کو لگانے کی اجازت ہے۔ دن میں نہیں اور سفید سرمہ سے ضرورت پوری ہو جائے تو سیاہ سرمہ لگانا منع ہے۔ یونہی عدت میں چوڑیاں پہننا گلے میں ہار لاکٹ، کانوں میں یا ناک میں کانٹے بالیاں پہننا سب ممنوع ہے۔ (ردالمحتار، ۵/۲۱۷، ۲۱۹)

☆...... دورانِ عدت، عورت گھر سے باہر بھی نہیں جا سکتی البتہ اگر وفات کی عدت میں ہو اور کسب حلال کے لئے باہر جانا پڑے تو عورت دن کے وقت جا سکتی ہے جبکہ رات کا اکثر حصہ گھر میں گزارے اور یہ جانا بھی اس صورت میں ہے جب خرچے کے لئے رقم نہ ہو اگر بقدر کفایت رقم ہے تو باہر نکلنا ممنوع، جس مرض کا علاج گھر میں نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے بھی باہر جا سکتی ہے۔

جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اس کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ البتہ اگر شوہر یا مالک مکان یا عدت وفات میں شوہر کے ورثاء نکال دیں یا مالک مکان کرایہ مانگے اور کرایہ نہیں ہے یا جہاں مال و آبرو کو صحیح اندیشہ لاحق ہو تو مکان بدل سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ردالمحتار، ۵/۲۲۳، ۲۲۵)
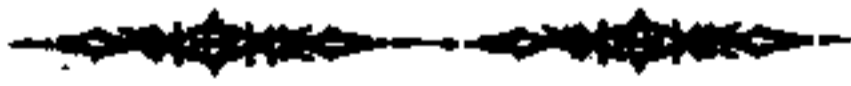
حصہ ششم

مسنون دعائیں

عبادت کرنا بندے پر فرض ولازم ہے جو عبادت و بندگی نہیں کرتا اسے نافرمان بندہ کہا جائے گا۔ فرمانبردار اور اطاعت شعار بندہ عبادت ہی میں لطف پاتا ہے اور اس کے بغیر اسے چین وقرار نہیں آتا۔ عبادتیں بے شمار ہیں لیکن ان عبادات کے ساتھ دعا کو لازمی قرار دیا گیا ہے تاکہ کوئی بھی عبادت روح وجوہر سے خالی نہ ہو۔

اکثر اوقات میں انسان دعائیں مانگتا ہے لیکن ظاہراً اسے قبولیت کے آثار نظر نہیں آتے۔ اس سے وہ مایوس ہو جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ ○

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک کوئی عمل دعا سے زیادہ مکرم نہیں۔

(مسند الامام احمد ۸/۴۰۷، رقم الحدیث ۸۷۳۳۔ سنن ابن ماجہ ۴/۲۳۰، رقم الحدیث: ۳۸۲۹)

انسان ڈرتا بھی ہے اور گھبراتا بھی رہتا ہے ان مصائب وآلام سے وہ ڈر رہا ہوتا ہے جو اس پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں اور اس بات پر بھی وہ گھبراہٹ کا شکار رہتا ہے کہ کہیں اس پر مزید حوادثات وتکالیف نازل نہ ہو جائیں۔

ان دونوں قسموں کے ڈر سے بچنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دعا کی تعلیم دی جو موجود مصائب وبلیات کو ختم کر دیتی ہے اور نازل ہونے والے رنج والم کا مداوا کی جاتی ہے۔

اللہ جلالہ صمد ہے۔ بے نیاز ہے تمام مخلوق اس کی محتاج ہے لیکن اس کو کسی کی احتیاج نہیں وہ جو چاہے کرے۔اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ اس ساری شان صمدیت کے باوجود جب بندہ عاجز و ناچار بندہ بے کس و بے نوا بندہ اس کے حضور ہاتھوں کو پھیلاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ اس کو خالی لوٹا دے۔

(مصابیح السنۃ۲/۱۴۲ رقم الحدیث:۱۶۰۹......المسند الجامع ۷/۶۷ رقم الحدیث:۴۸۶۰)(المسند الامام احمد ۱۷/۸۷ رقم الحدیث:۲۳۶۰۴)

دعا وہ قوت ہے جس سے تقدیر میں لکھی ہوئی محرومیاں مٹ جاتی ہیں۔انسانی دل سے نکلی ہوئی دعا وہ تاثیر رکھتی ہے کہ وہ آسمانوں کی وسعتوں کو چیر کر لوح محفوظ تک پہنچ جاتی ہے اور وہاں لکھی تقدیر کو بدل دیتی ہے۔آج ہم تقدیر کا رونا روتے ہیں۔مصائب و آلام کے وقت جزع و فزع کا بھرپور اظہار کرتے ہیں۔ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔تقدیریں بدلنے کا نسخہ ہمیں محسن انسانیت نے بتایا ہے۔اگر ہم اس نسخہ پر عمل نہ کریں تو یہ ہمارا قصور ہے۔

چند اہم ترین دعائیں درج ذیل ہیں۔ان کو اپنی زندگی کا معمول بنائیں۔
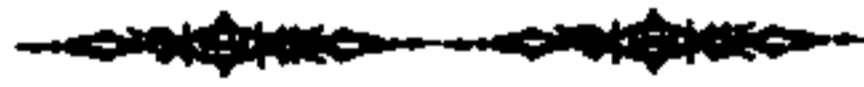
(۱) تمام مسائل کو حل کر دینے والی دعا

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ ہمیشہ سے زندہ ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ تمام چیزیں جو زمین اور آسمان میں ہیں ہر چیز کا اسے علم ہے۔ ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ زمین اور آسمان کی بادشاہی اسے تھکا نہیں سکتی۔ اس کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل دعا بہت زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔ ہمیں بھی اس دعا کو اپنا معمول بنالینا چاہئے۔ اس دعا کو پڑھئے اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کیجئے۔

دعا:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ خود زندہ ہے اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔ نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اسی کی ملکیت میں ہے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے۔ وہ کون ہے جو اس کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کر سکے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے

اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ لوگ اس کے علم میں سے حاصل نہیں کر سکتے مگر وہ خود جس قدر چاہے اور اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو محیط ہے اور ان کی حفاظت اس کے لئے کوئی مشکل نہیں اور وہی سب سے بلند اور بڑی عظمت والا ہے۔

فضیلت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے گھر میں برکت نہیں ہے۔ فرمایا تو آیۃ الکرسی سے غافل ہے کہ آیت الکرسی جس کھانے اور سالن پر پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کھانے اور سالن میں برکت پیدا کر دیتا ہے۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی وہ دوسری نماز تک محفوظ رہے گا اور اس پر محافظت نبی یا صدیق یا شہید کرتا ہے۔

(شعب الایمان ۲/ ۴۵۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اہمیت:

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع بخشے۔ فرمایا آیۃ الکرسی پڑھ۔ اس سے اللہ تعالیٰ تیری، تیری اولاد کی تیرے گھر کی یہاں تک تیرے گھر کے قریب جو گھر ہیں ان کی بھی حفاظت فرمائے گا۔

امام ابن الفریس نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص بستر پر لیٹ کر آیۃ الکرسی پڑھتا ہے صبح تک دو فرشتے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔

(الدر المنثور ۱/ ۳۲۷-۳۲۲)

ایک اور جگہ حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی کو پڑھے اس کو جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوگی۔ سوائے موت کے اور وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(امام نسائی از حضرت ابو امامہ...... سنن کبریٰ ۶/۳۰۔ عمل الیوم واللیلہ ص ۴۹، امام طبرانی از حضرت ابو امامہ، المعجم الکبیر ۱۱۴/۸۔ امام ابن السنی، عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۳۔ حافظ الہیثمی، مجمع الزوائد ۱۰۲/۱۰)

(۲) مسلمان کو کفایت کرنے والی دُعا

سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات بہت بڑی فضیلت کی حامل ہیں۔ یہ عرش کے خصوصی خزانوں سے اتاری گئی ہیں۔ ان کے پڑھنے کا بہت ثواب ہے۔ ان آیات کی فضیلت و اہمیت احادیث میں بھی بیان کی گئی ہے۔ ان آیات کی تلاوت کرنے سے انسان دنیا و آخرت میں ڈھیروں بھلائیاں حاصل کر لیتا ہے۔ مندرجہ ذیل آیات کو اپنا معمول بنا لیجئے۔ اور دنیا و آخرت کی تمام راحتیں حاصل کریں۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓـئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کلام پر ایمان لائے۔ جو ان پر ان کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے اور سب اہل ایمان بھی ایمان لائے۔

سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائے اور کہا کہ ہم اللہ کے رسولوں میں کسی ایک کی بھی تفریق نہیں کرتے اور یہ بھی کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت بھی بجا لائے۔ اے ہمارے رب! تیری بخشش چاہئے اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔ اللہ کسی کی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ہر جان کو اس کی نیکی کا فائدہ ہے جو اس نے کی اور اس گناہ کا نقصان ہے جو اس نے کیا۔ اے ہمارے رب تو ہم پر گرفت نہ فرما۔ اگر ہم بھول جائیں یا ہم خطا کریں۔ اے ہمارے رب تو ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو تم نے ان لوگوں پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے۔ اے ہمارے رب ہم سے وہ مشقت نہ اٹھوا جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے اور ہمیں معاف فرما اور ہماری بخشش فرما اور ہم پر رحم فرما تو ہمارا مددگار ہے تو ہمیں کافر قوم کے مقابلے میں مدد عطا فرما۔

فضیلت:

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل ایک تحریر لکھی پھر اس میں سے دو آیات اتاریں جن پر سورۃ البقرۃ ختم فرمائی اور جس گھر میں یہ آیات تین رات تک پڑھی جائیں وہاں کوئی شیطان نہیں آسکتا۔ (مسند احمد ۴/۲۷۴ مطبوعہ دار الفکر)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیات جنت کے خزانوں میں سے اتاریں۔ خدائے رحمٰن نے انہیں تخلیق خلق سے دو ہزار برس قبل اپنے دست قدرت سے لکھا۔ جو آدمی انہیں عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لے تو یہ اسے رات بھر قیام کی جگہ کافی ہو جاتی ہیں۔ (در منثور ۲/۱۳۹)

اہمیت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کسی رات میں پڑھ لیں تو وہ اسے کافی ہوں گی۔ (بخاری شریف کتاب فضائل القرآن ص ۳۲۷)

دوسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آیتیں ایسی ہیں کہ قرآن کا حصہ بھی ہیں اور وہ شفاعت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے اور یہ سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات ہیں۔ (درمنثور ۲/۱۳۸ مطبوعہ دارالفکر)
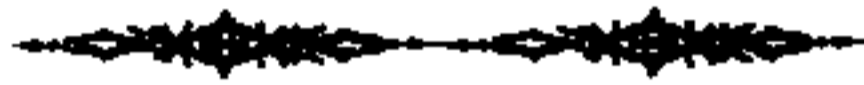
(۴) مصیبتوں سے نجات کی دُعا

یہ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے ہر انسان کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو جو کوئی انسان مصیبت میں مبتلا ہے وہ مندرجہ ذیل دعا پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تمام مصیبتوں کو دور فرما دے گا اور ڈھیروں بھلائیاں عطا فرمائے گا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ○

ترجمہ: بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

فضیلت:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس مسلمان مرد یا عورت پر مصیبت پہنچی اور وہ اسے یاد کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہے۔ اگر چہ مصیبت کا زمانہ دراز ہو گیا ہو تو اس پر نیا ثواب ملتا ہے۔ جیسا اس دن تھا جس دن مصیبت پہنچی۔

(تفسیر در منثور (مترجم) ۱/۳۱۵ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور) (مسند امام احمد ۱/۲۲۹، رقم الحدیث: ۱۷۳۴)

حدیث پاک میں ہے کہ ہر مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنا رحمت الٰہی کا سبب ہوتا ہے۔ (کنز العمال کتاب الاخلاق الجزء الثالث، رقم الحدیث: ۶۶۴۶)

ایک اور جگہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اُمت کو ایسی چیز دی گئی ہے جو پہلی امتوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ وہ چیز مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا ہے۔ (معجم الکبیر ۱۲/۳۲، رقم الحدیث: ۱۲۴۱۱)

اہمیت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کا بچہ اٹھالیا ہے؟ وہ کہتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نے اس کے جگر کا ٹکڑا کاٹ لیا؟ وہ کہتے ہیں ہاں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر میرے بندے نے کیا کیا؟ وہ کہتے ہیں اللہ اس نے تیری حمد کی اور

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

کہا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لئے عظیم الشان محل بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔

(تفسیر طبری ۲/۵۳ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، جامع ترمذی ۱/۱۲۱، تفسیر در منثور ۱/۳۱۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)
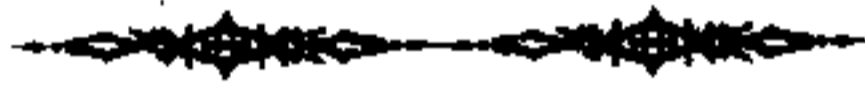
(۴) اللہ کریم کی رضا کے حصول کیلئے دعا

اللہ ہمارا پروردگار ہے اس کی ربوبیت دائمی ہے۔ ازل سے تھی، اب بھی ہے اور ابد تک رہے گی۔ ہم اس کے عاجز بندے ہیں ہم اس کے سامنے عاجزی وانکساری سے سر جھکاتے ہیں۔

اسلام ہمارا دین ہے اور یہ دین زمان و مکان کی حدود پر حاوی ہے۔ ہر رنگ، ذات، نسل، خطہ و ملک پر محیط ہے۔ اس کے نظام عبادات میں، اس کے نظام معاشیات میں اور اس کے نظام سیاسیات میں کوئی کجی نہیں ہے۔ اس کا ہر نظام افراط و تفریط سے پاک ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آخری نبی ہیں۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کی نبوت کے فیضان سے ہر خاص و عام، اپنے بیگانے، جن و بشر، ملائکہ و مقربین سب فیض یاب ہیں۔ آپ کی نبوت میں، زہد و تقویٰ میں، حسن و جمال میں، سیرت و کردار میں کوئی کمی نہیں ہے۔ ہمارا ان ساری باتوں پر ایمان ہے اور ہمارا یہ ایمان کسی خوف و ڈر کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ہم خوشی و مسرت سے اپنی رضا کے ساتھ ان تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی ایمان بالرضا کی دعا مندرجہ ذیل ہے۔

دُعا:

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا

ترجمہ: میں نے اللہ تعالیٰ کو رب مانا اور میں اس پر دل و جان سے راضی ہوں اور میں نے اسلام کو اپنا دین مانا اور میں اس پر راضی ہوں۔

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر ایمان لایا اور میں اس پر دل و جان

سے راضی ہوں۔

(مصنف عبدالرزاق ۶/۱۱۳ رقم الحدیث: ۱۰۱۶۴، تحفۃ الاشراف، ۳/۴۳۵)' (مجمع الزوائد، کتاب الاذکار باب مایقول اذا اصبح واذا امسی ۱۰/۱۵۷ رقم الحدیث: ۱۷۰۰۵)

فضیلت:

جو آدمی صبح وشام اپنی زبان سے تین تین بار یہ کلمہ ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات اپنے ذمے لے لی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کو راضی کرے گا۔

(اتحاف السادۃ المتقین، ۵/۱۹، المستدرک للحاکم ۲/۶۲/۷۶، رقم الحدیث: ۱۹۰۵)
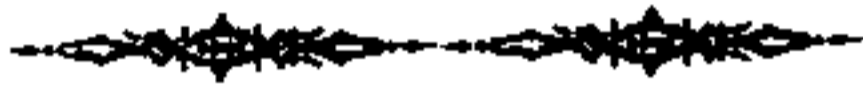
(۵) بارگاہِ الٰہی میں معافی کا سوال

اللہ وحدہٗ لاشریک نے انسان کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا ہے۔ خلافت و نیابت کا تاج اس کے سر پر سجایا ہے۔

اس کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اب اس خلیفہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس رشتہ کو برقرار رکھے۔ یہ دعا اس تعلق کو برقرار رکھنے کے لئے ممد و معاون ہے۔

درج ذیل دعا کتنی ہمہ گیر ہے وہ انسان جسے دین و دنیا میں اہل و مال میں عفو عامہ نصیب ہو جائے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے۔ جب دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں حاصل ہو جائیں تو پھر کس چیز کی کمی باقی رہ جاتی ہے۔

دُعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَ دُنْیَایَ وَاَھْلِیۡ وَمَالِیۡ ۔

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے دنیا و آخرت میں معافی کا سوال کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ: میں اپنے دین و دنیا اور اپنے اہل و مال میں تیری ذات سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

(صحیح الاذکار، ۱۱۰۷، سنن ابی داؤد، ۴/ ۳۵۲، صحیح سنن ابی داؤد، ۳/ ۲۲۸، رقم الحدیث ۵۰۷۴، سنن ابن ماجہ ۲/ ۳۳۴، رقم الحدیث: ۳۸۷۱۔ صحیح سنن ابن ماجہ، ۳/ ۲۶۴ رقم الحدیث، ۳۱۲۵)

فائدہ:

اللہ کریم کی بارگاہ اقدس میں عافیت کا سوال کرنا...... اور پھر اس عافیت کا مل جانا بہت بڑی سعادت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے عافیت کا

سوال کرو۔ کسی کو یقین اور ایمان کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں مل سکتی۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث، ۳۵۵۸)

☆☆☆☆
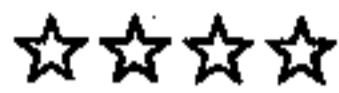
(۶) شیطان کے اثرات سے محفوظ رہنے کی دعا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ایسے کلمات کی تعلیم ارشاد فرمائی جن کو پڑھنے کے بعد ایک مسلمان ساری رات شیطان کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے بلکہ وہ کلمات طیبات اس کے لئے ایک محفوظ قلعہ بن جاتے ہیں جس کو عبور کرنا شیطان کے بس میں نہیں ہے۔ ان کلمات طیبات سے ایک مندرجہ ذیل دعا بھی ہے۔

دُعا:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهٗ لَا شَـرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لا شریک ہے۔ تمام فرمانروائی اس کے لئے ہے اور تمام تعریفیں اسی ذات حق کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(صحیح البخاری، ۳/۱۰۰۸، رقم الحدیث: ۳۲۶۹۔ صحیح مسلم ۲/۲۰۷، رقم الحدیث: ۶۷۷۔ سنن ابی داؤد: ۱/۳۸۷، رقم الحدیث: ۱۳۰۶۔ الترغیب والترہیب، ۱/۴۷۵، رقم الحدیث: ۸۹۳)

تشریح وتوضیح:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

وہ مبارک کلمہ ہے کہ اگر سو سالہ مشرک ایک بار اسے پڑھے تو اللہ تعالیٰ سو سالہ مشرک کو تمام گناہوں اور غلاظتوں سے پاک کر دیتا ہے۔

فضیلت:

(۱) آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو آدمی ان کلمات کو صبح کے وقت ادا کرے گا وہ شام تک

اور جو شام کو ادا کرے گا وہ صبح تک شیطان کے اثرات سے محفوظ رہے گا۔

(ii) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھا وہ آدمی اس طرح ہوگا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار جانوں کو آزاد کیا تھا۔

(iii) حضرت یعقوب بن عاصم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابیوں سے روایت کرتے ہیں کہ ان دو صحابیوں نے آپ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص روح کی گہرائی سے دل کی تصدیق سے زبان سے بول کر یہ کلمات ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے آسمان کو پھاڑ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ زمین پر اس کلمے کو پڑھنے والے کو دیکھ لیتا ہے اور جس بندے کی طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے سوال کو پورا فرما دیتا ہے۔

(مسند الامام احمد، رقم الحدیث: ۲۶۴۵۵، صحیح سنن الترمذی، ۳/ ۲۴۷، رقم الحدیث: ۳۵۲۲)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بازار میں داخل ہوتے وقت یہ کلمات پڑھ لئے۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهٗ لَا شَـرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُـمِيْـتُ وَهُـوَ حَـيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کی دس لاکھ برائیاں دور کر دیتا ہے اور دس لاکھ درجے بلند کر دیتا ہے اور جنت میں اس کے لئے ایک گھر تیار کر دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب الدعوات فی الاوقات فصل اوّل) (ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول

از اوخل السوق ۵/۰ ۲۷، رقم الحدیث: ۳۴۲۹)

☆☆☆☆
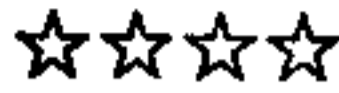
(۷) مصیبت سے بچاؤ کی دُعا

یہ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے۔ ہر انسان کسی نہ کسی مصیبت میں مقدمہ بازی میں گرفتار ہے۔ ہر انسان ان مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا۔ کوئی دولت کی وجہ سے مصیبت میں ہے اور کوئی قرض داری کی وجہ سے اور کوئی اولاد کی وجہ سے اور کوئی رشتہ کی وجہ سے۔

ہر طرف مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں۔ کچھ لوگ اپنی مصیبتوں کا حل گانے باجے کی محفل میں ڈھونڈتے ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے ذکر میں اپنی مصیبتوں کا حل تلاش کرتے ہیں۔ ہماری مصیبتوں کو حل کرنے کے لئے ایک بہت اچھی دعا مندرجہ ذیل ہے اس کا ورد کیجئے اور مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کریئے۔

دُعا:

بِسْمِ اللهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ○

ترجمہ: اس اللہ کے نام سے جس نام کی معیت ہو تو ارض و سماء کی کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی اور وہ اللہ سمیع و بصیر ہے۔

(سنن الترمذی، ۵/۰ ۲۵، رقم الحدیث: ۳۳۹۹۔ سنن ابی داؤد ۴/ ۳۵۷، رقم الحدیث: ۵۰۸۸، سنن ابن ماجہ ۲/ ۳۲۳، رقم الحدیث: ۳۸۶۹، صحیح سنن ابی داؤد ۳/ ۲۵۰، رقم الحدیث: ۵۰۸۸)

فضیلت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس آدمی نے مندرجہ بالا کلمات شام کو پڑھے اسے صبح تک اچانک آنے والی مصیبت نہیں آئے گی اور جس نے صبح کو پڑھے تو اس کو شام تک اچانک آنے

والی مصیبت نہیں آئے گی۔

(شرح السنۃ للبغوی ۵/۱۱۵، رقم الحدیث: ۱۳۲۸، تحفۃ الاشراف، ۶/۴۰۳، رقم الحدیث: ۸۹۷۶، صحیح ابن حبان ۳/۱۴۲، رقم الحدیث: ۸۶۱)

☆☆☆☆

(۸) موذی جانور اور انسان سے بچنے کی دُعا

اس دنیا میں مخلوق ایک دوسرے کو ضرر پہنچاتی ہے۔ بعض ایسے زہریلے جانور ہیں جن کے کاٹنے کی وجہ سے انسان مر جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے کاٹنے سے انسان سخت تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح کچھ انسان بھی بدکردار ہوتے ہیں جو کسی دوسرے کو اچھا کھاتے، پیتے دیکھ نہیں سکتے۔ دوسروں سے حسد کرتے ہیں اور وہ دوسروں کو کسی نہ کسی طرح سے تکلیف پہنچا کر ہی آرام سے بیٹھتے ہیں۔ ایسے زہریلے جانوروں اور بدکردار انسانوں سے بچنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نسخہ دعا کی شکل میں عطا فرمایا ہے اور جو کوئی ایمان والا پورے یقین سے اس دعا کو پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر تکلیف دینے والے جانور اور انسان سے محفوظ رکھتا ہے۔

__دُعا:__

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ○

ترجمہ: میں ہر طرح کی مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامات کی پناہ اور حفاظت میں آتا ہوں۔

(صحیح سنن ابی داؤد، ۲/۷۱۴، رقم الحدیث: ۳۸۹۸، صحیح ابن حبان ۳/۲۹۷، رقم الحدیث: ۱۰۲۰)

__فضیلت:__

ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے رات کو بچھو نے کاٹ لیا ہے۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا اگر تم یہ دعا پڑھ لیتے تو بچھو تمہیں ضرر نہ پہنچاتا۔

(صحیح سنن ابی داؤد ۲/۱۷۱، رقم الحدیث: ۳۸۹۸۔ صحیح ابن حبان ۳/۲۹۷، رقم الحدیث: ۱۰۲۰)

☆☆☆☆

(۹) بے مثال دُعا

اپنے رب کریم کی حمد و ثناء کرنے والا کوئی بھی انسان جب دل کی گہرائی سے حمد و ثناء کرتا ہے تو پھر رب کریم اس پر اپنا خاص کرم فرماتا ہے۔ اس کی طرف نگاہ رحمت کرتا ہے۔ اس پر اس طرح سے نگاہ رحمت کرتا ہے کہ جب بھی بدکردار اور بری نظر والا انسان اس کی طرف دیکھتا ہے تو اس کی زبان سے بھی اس کے لئے اچھے کلمات نکلتے ہیں۔ قیامت کے دن بھی اللہ کریم کی حمد و ثناء پر مشتمل کلمات بندے کے لئے بخشش کا ذریعہ بنیں گے۔ روزِ محشر سامان بخشش بننے والی دعا درج ذیل ہے۔

دُعا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ

(صحیح مسلم ۵/۲۴۳، رقم الحدیث: ۶۲۹۲، الترغیب والترہیب ۱/۵۰۴، رقم الحدیث: ۹۵۴۔۔۔۔۔ سنن الترمذی ۵/۲۸۸، رقم الحدیث: ۳۴۸۰)

فضیلت:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس مرد مومن نے جب صبح ہو اور جب شام ہو یہ ایک کلمہ اپنی زبان سے ادا کیا تو کوئی آدمی بھی اس سے افضل اعمال قیامت کو نہ لا سکے گا۔ ہاں وہ آدمی جس نے اس کی مانند یہ کلمہ مبارک ادا کیا۔ یا اس سے زیادہ ادا کیا۔

(الترغیب والترہیب ۵/۵۰۴، رقم الحدیث: ۹۵۴)

دوسری جگہ اس دعا کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا دو کلمات زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے سبحان اللہ وبحمدہ کہا اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں ہیں۔ (صحیح ابن حبان ۳/۱۲۴ رقم الحدیث: ۸۶۰۔ مسند الامام احمد ۱۴/۳۲۹ رقم الحدیث: ۱۸۸۳۵)

☆ ☆ ☆

(۱۰) سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کردہ دُعا

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو کچھ عطا کریں وہ لے لو۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گنہگار اُمت کے لئے راتوں کو غاروں میں چھپ کر اللہ کے حضور رویا کرتے تھے اور اپنی گنہگار اُمت کے لئے دعائے مغفرت کرتے تھے۔ رسول پاک نے اپنی گنہگار اُمت کے لئے ایک خوبصورت دعا تجویز فرمائی ہے تا کہ وہ اس دعا کو پڑھیں اور دنیا وآخرت کی بھلائیاں حاصل کریں۔

مندرجہ ذیل دعا کو اپنا معمول بنا لیجئے اور ڈھیروں بھلائیاں حاصل کریں۔

__دُعا:__

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ۝

ترجمہ: اے اللہ اپنے ذکر، شکر اور اچھی طرح کی عبادت کی ادائیگی میں میری مدد فرما۔ (صحیح سنن ابی داؤد ۲/ ۲۷۱، رقم الحدیث: ۳۸۹۸)

__فضیلت:__

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں بھی آپ سے بہت محبت کرتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: اے معاذ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگنا اسے ہرگز نہ چھوڑنا۔

(صحیح ابن حبان ۳/ صفحہ ۲۹۷ رقم الحدیث: ۱۰۲۰)؛ (المستدرک، کتاب الدعاء باب فضیلۃ التحمید و صحیح الجامع ۲/ ۱۹۷ ۱ رقم الحدیث: ۱۹۳۷)

صبر کی فضیلت:

صبر کرنے والے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔
صبر کی فضیلت درج ذیل ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
☆ صبر کرنے والے کو اس کے عمل سے اچھا اجر ملے گا۔
☆ صبر کرنے والوں کی جزاء دیکھ کر قیامت کے دن لوگ حسرت کریں گے۔
☆ صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔
☆ صبر آدھا ایمان ہے۔
☆ صبر کرنے والے کی خطائیں مٹادی جاتی ہے۔
☆ صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔
☆ صبر ہر بھلائی کی کنجی ہے۔

(ترمذی کتاب الزہد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء ۴/ ۱۷۹، رقم الحدیث: ۲۴۰۷)'(شعب الایمان السبعون من شعب الایمان فصل فی ذکر ۷/ ارقم الحدیث: ۹۹۹۶)

شکر کی فضیلت:

شکر کی فضیلت درج ذیل ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی عمر کو دراز کر دیتا ہے۔ اور انہیں شکر کا الہام فرماتا ہے۔

(فردوس الاخبار باب الالف ۱/ ۱۴۸ ارقم الحدیث: ۹۵۴)

شکر ہی نعمتوں میں باعث زیادت ہے۔ شکر ذریعہ بقاء نعمت ہے۔
شکر میں نعمتوں کی حفاظت ہے۔ شکر اللہ والوں کی عادت ہے۔
شکر معرفت نعمت ہے۔

(رسائل ابن ابی الدنیا الواضح ۳/ ۵۵۵ رقم الحدیث: ۹۳)

(۱۱) بندے کو جنتی بنانے والی دُعا

وہ آدمی بڑا ہی خوش نصیب ہے جس کی موت کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے ہو اور اس کی زندگی کا آغاز بھی اس پاک پروردگار کے نام نامی سے ہو جس خوش نصیب مومن کا آخری کلمہ اس کی آخری سانس لا الہ الا اللہ پر ختم ہو وہ انسان یقیناً جنتی ہے اور جس آدمی نے اپنی قبر میں منکر نکیرین کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے پہلا جملہ ربی اللہ (میرا رب اللہ ہے) کہا وہ بھی یقیناً نجات پا گیا اور جو مسلمان قیامت کے دن اپنی قبر سے اس حال میں اُٹھے کہ اس کی زبان پر حمد باری تعالیٰ ہو تو وہ شخص ہرگز اللہ کی رحمتوں سے محروم نہیں ہوگا۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی رحمتوں کا حق دار ہے۔

دُعا:

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا ۝

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے تیرے ہی نام پر مرنا ہے اور تیرے ہی نام پر جینا ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی ۴/۱۸۴ رقم الحدیث: ۴۷۰۸، صحیح البخاری ۴/۲۳۰۸، رقم الحدیث: ۷۳۹۴، صحیح سنن النسائی ۳/۴۸۲، رقم الحدیث: ۵۸۴۴)

اہمیت:

اس دعا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے آقا و مولا دو جہاں کے تاجدار خاتم النبیین بھی رات کے وقت جب استراحت فرمانے کے لئے اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے۔

(الحدیث ۱۹/۵۴۳، رقم الحدیث: ۲۳۳۱۴، المسند الامام احمد ۱۵/۵۰۵ رقم الحدیث [illegible] ۲۱۱۳۲ ... [illegible] جامع ۵/۱۱۲، رقم الحدیث: ۳۴۳۱)

درسِ عمل:

انسان کو خدا تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اسے فرشتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ انسانیت کے طور پر ہر مسلمان کا حق ہے کہ جس پروردگار نے انسان کو اتنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ہر کام اس پروردگار کے نام سے شروع کیا جائے۔ جس کام کی ابتداء اس مالک ارض وسماء کے نام سے ہو اس میں برکت ہوتی ہے اور جس کام کی ابتداء اس کے نام سے نہ ہو اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمیں سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینی چاہئے ہو سکتا ہے یہ ہماری زندگی کی آخری نیند ہو۔ اس کے بعد پھر سے اٹھنا اور سانس لینا۔ اپنے رب کی پاکی بیان کرنا نصیب ہو یا نہ ہو۔
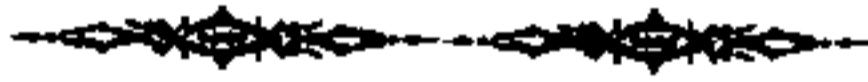
(۱۲) اللہ کریم کی تجویز کردہ دُعا

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے اس نے اپنے بندوں پر بہت سارے احسان فرمائے ہیں اور یہ دعا بھی ہم پر خدا کریم کا ایک عظیم احسان ہے۔ یہ اللہ کریم کی اپنے بندوں کے لئے تجویز کردہ دعا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے تجویز فرمایا ہے تا کہ وہ اس کو پڑھیں۔ خدا سے اچھے اعمال اپنانے اور برے اعمال چھوڑنے کی دعا کریں جو انسان بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے لئے اللہ بھلائی کے دروازے کھول دیتا ہے اس لئے ہم بھی مندرجہ ذیل دعا کو پڑھتے ہیں اور خدا کی رضا حاصل کرتے ہیں۔

دُعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ○

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے اچھے اعمال اپنانے، برے اعمال کو چھوڑنے اور مساکین کی محبت کا سوال کرتا ہوں۔

(ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب التفسیر، ۵/۳۸۲، رقم الحدیث: ۳۲۳۳)

(۱۴) جنت کے دروازے کھول دینے والی دُعا

یہ دنیا فانی ہے۔ ابدی دنیا مرنے کے بعد شروع ہونے والی ہے۔ انسان اس فانی دنیا میں بھی اپنے لئے اچھے سے اچھا گھر تلاش کرتا ہے۔ (جبکہ یہ ایک دن ختم ہو جائے گا) اس لئے انسان اس کوشش میں اپنے رب کو بھول بیٹھا ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ مرنے کے بعد ابدی زندگی میں ملنے والے جنت جیسے گھر کی تیاری کرے۔ جنت سے اچھا کوئی گھر نہیں اور یہ فانی نہیں بلکہ ابدی ہے۔ اس لئے ہمیں جنت کو حاصل کرنے اور اس کے دروازے کھول لینے کے لئے ذیل میں دی گئی دعا کو پڑھنا چاہئے۔ یہ بہت ہی پیاری دعا ہے۔ اس کو پڑھنے سے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

دُعا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ○

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب الطہارت، فصل اول)

فضیلت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کامل وضو کرے اور پھر مندرجہ بالا دُعا کو پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے بندہ مومن کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ باب سنن الوضو فصل دوم وعون المعبود ۱/ ۳۷)

(۱۴) فکر و غم سے نجات کیلئے دُعا

آج کل کے معاشرے میں ہر انسان کسی نہ کسی فکر اور غم میں مبتلا ہے۔ ہر انسان کسی وجہ سے پریشانی میں ہے اور اس کی وجہ دین سے دوری ہے۔ ہم نے اللہ سے دعا مانگنا چھوڑ دیا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے تمام غم اور تمام پریشانیاں دور ہو جائیں تو اس دعا کو پڑھیئے۔ ہمیں ہر کام میں اللہ سے مدد مانگنی چاہئے۔ اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اسی سے دعا مانگنی چاہئے۔ اس لئے ذیل میں دی گئی دعا کو پڑھئے اور تمام فکر و غم سے نجات حاصل کیجئے۔

دُعا:

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

ترجمہ: مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

(مجمع الزوائد: ۱۰/۱۲۰، مشکوۃ باب الدعوات فی الاوقات)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

دُعا:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ ○

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ اس کے غضب اور عذاب سے، اس کے بندوں کی برائی، شیطان کے وسوسوں سے اور ان وسوسوں کے آنے سے پناہ مانگتا ہوں۔

(الترغیب والترہیب ۱/۳۴۲ (اردو) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

فضیلت:

(i) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اس دعا کو صبح وشام سات مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیاوآخرت کی تمام فکروں کو دور فرمادے گا۔

(ii) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت خالد بن ولید نے اپنے خواب میں نظر آنے والی خوفناک چیزیں بیان کیں جوان کی رات کی نماز (تہجد) میں رکاوٹ پیدا کردیتی تھیں۔

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خالد بن ولید میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتادوں جنہیں تم پڑھا کرو اور یہ کلمات ایسے ہیں کہ انہیں تم ابھی تین بار بھی نہ پڑھ پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تم سے خوف وڈر پیدا کرنے والی چیزوں کو دور فرمادے گا۔

انہوں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کی بارگاہ میں عرض بھی اسی امید سے کی تھی۔ (اس گزارش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام کو مذکورہ دعا بتائی)۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۱۲۰۔ مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل اول)

☆ ☆ ☆

(۱۵) نیکیوں کا ذخیرہ کرنے والی دُعا

انسان خطا کا پتلا ہے، ہر انسان طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہے۔ ہمارے اعمال نامے بے شمار قسم کے گناہوں سے بھرے پڑے ہیں۔ بہت سی نیکیاں ایسی ہیں جن کو کرنے کے لئے انسان کو محنت مشقت نہیں کرنی پڑتی۔ ہمیں اللہ سے گناہوں کی معافی اور زیادہ نیک اعمال کرنے کی دعا کرنی چاہئے۔ مندرجہ ذیل دعا کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ بندہ مومن کے اعمال نامے میں نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اگر آپ بھی نیکیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس دعا کو اپنا معمول بنالیجئے۔

دُعا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ o

ترجمہ: یاالٰہی تمام مومنین مرداور عورتوں کو بخش دے۔(صحیح بخاری رقم الحدیث:۸۳۴)

فضیلت:

یہ دعا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ اس فرمان سے ماخوذ ہے۔''جو شخص ایمان والے مردوں اور عورتوں کی بخشش کے لئے دعا کرتا ہے'' اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مرد اور عورت کے بدلے میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔(المعجم الکبیر للطبرانی)

☆ ☆ ☆

(۱۶) جامع دُعا

انسان ہر قدم پہ کوئی نہ کوئی غلطی کرتا ہے جو انسان غلطیاں کرتا ہے جس کا اعمال نامہ گناہوں سے بھر جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس انسان کو جہنم میں ڈال دیتا ہے۔ جہنم کا عذاب بہت ہی ہولناک ہے۔ اس لئے ہمیں بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ ہمیں ان تمام عذابوں سے نجات دے تو ان حالات میں ہمیں ایک بہت پیاری دعا سکھائی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل دعا کو پڑھیں اور جہنم کے عذاب سے نجات حاصل کریں۔ یہ دعا بڑی فضیلت کی حامل ہے۔

دُعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰٓؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ o

ترجمہ: یاالٰہی! میں بلاشبہ خشوع سے عاری دل سے، سنی نہ جانے والی دعا، لالچی نفس اور نفع سے خالی علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں ان چاروں سے

تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث:۳۴۸۲، وسنن ابی داود، رقم الحدیث ۱۵۴۸، وسنن النسائی، رقم الحدیث:۵۴۷۲)

☆ ☆ ☆

(۱۷) جس دعا پر...... جنت بھی دعا مانگتی ہے

جنت ایک بہت ہی اچھا گھر ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم جنت کے حصول کے لئے اپنے پروردگار سے دعا مانگیں۔ جنت کی نعمتیں ایسی ہیں جن کو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال آیا۔ جب بندہ مومن اپنے پروردگار سے حصول جنت کے لئے سوال کرتا ہے تو جنت بھی کہتی ہے یارب اسے جنت میں داخل فرمادے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ حصول جنت کے لئے دعا مانگتے رہیں اور جنت کو حاصل کرلیں۔ جنت کے حصول کے لئے ایک بہت ہی مفید دعا درج ذیل ہے۔ اس کو پڑھیے اور جنت حاصل کیجئے۔

دُعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَاسْتَجِیْرُ بِکَ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: یاالٰہی بلاشبہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث:۲۵۷۲، وسنن ابن ماجہ، رقم الحدیث، ۴۳۴۰، وسنن نسائی، رقم الحدیث:۵۵۲۳)

فضیلت:

جس نے جنت کے بارے میں تین بار سوال کیا اللہ سے تو جنت کہتی ہے اے اللہ اسے جنت میں داخل کردے اور جس نے اللہ سے تین بار جہنم سے پناہ مانگی تو جہنم کہتی ہے اے اللہ اسے جہنم کی آگ سے پناہ دے دے۔

☆ ☆ ☆

(۱۸) جہنم سے بچانے والی دُعا

جہنم ایک بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ یہ آگ کا گھر ہے جس میں گنہگار بندوں کو ڈالا جائے گا انسان اس عذاب کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اس میں کھولتا ہوا پانی ہے جو کہ پینے کے لئے دیا جائے گا۔

اس لئے اس آگ کے گھر سے نجات پانے کے لئے ہمیں جہنم سے بچنے کی دعا مانگنی چاہئے جو انسان جہنم سے پناہ کی دعا کرتا ہے جو جہنم سے بچنے کے لئے بارگاہ خداوندی میں سوال کرتا ہے تو جہنم بھی کہتی ہے یارب اسے مجھ سے دور رکھ۔ اس لئے مندرجہ ذیل دعا کو پڑھئے اور جہنم سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

دُعا:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ۝

ترجمہ: اے اللہ مجھے جہنم کی آگ سے پناہ دے دے۔

(مشکوٰۃ باب مایقول عندالصباح والمساء والمنام فصل دوم)

فضیلت:

صبح کی نماز کے بعد کسی سے ہم کلام ہونے سے پہلے اگر کوئی شخص سات مرتبہ یہ دعا پڑھ لے پھر اگر اس کو اس رات موت بھی آ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت آگ سے پناہ میں رکھے گا اور اسی طرح مغرب کی نماز کے بعد پڑھ لے تو یہی فضیلت ہے۔

☆ ☆ ☆

(۱۹) جس دعا سے جنت میں درختوں کے باغ لگ جاتے ہیں

انسان دنیا میں بہت ساری چیزیں کماتا ہے۔ بہت ساری چیزوں کے بیج بوتا ہے۔ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کا پھل دنیا و آخرت دونوں میں ملتا ہے اور کچھ ایسی ہوتی ہیں جن کا اجر صرف دنیا میں ملتا ہے۔ انسان کھیتی باڑی کرتا ہے۔ بہت سے درخت لگاتا

ہے لیکن ان کا پھل دنیا میں ہی حاصل ہوتا ہے لیکن مندرجہ ذیل چند کلمات کو ادا کرنے سے جنت میں درختوں کے باغ لگ جاتے ہیں اور یہ ایسے درخت جو کہ دائمی ہیں جن کا پھل مرنے کے بعد بھی ملے گا۔اس لئے ان کلمات کو پڑھئے اور جنت میں درختوں کے باغ لگوائیے۔

دُعا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

(الترغیب والترہیب ۱/۲۱۷ (اردو) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب سے گزرے جبکہ وہ درخت لگا رہے تھے۔ارشاد فرمایا:

اے ابو ہریرہ کیا لگا رہے ہو؟ میں نے کہا درخت لگا رہا ہوں۔

ارشاد فرمایا میں تمہیں وہ درخت نہ بتا دوں جو تمہارے ان درختوں سے بہتر ہو۔ پھر خود ہی فرمایا کہ ان کلمات کو پڑھا کرو ہر ایک کہ بدلہ میں جنت میں ایک درخت لگایا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب ۱/۶۱۶ (اردو) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

☆ ☆ ☆

(۲۰) گناہ مٹا دینے والی دُعا

انسان کو خدا تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے لیکن اس کے باوجود بھی انسان بہت گناہ کرتا ہے۔ ہر انسان گناہ کے مرض میں مبتلا ہے۔انسان طرح طرح کے گناہ کرتا ہے اور پھر اس حد تک ہم گناہ کرتے ہیں کہ ہمارے دل سیاہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے دلوں پر زنگ لگ جاتے ہیں لیکن مندرجہ ذیل دعا کو پڑھنے سے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور نیکیوں کے انبار لگ جاتے ہیں۔ اس لئے ان کلمات کو اپنا معمول بنا لیجئے اور

ڈھیروں نیکیاں حاصل کریں۔

دُعا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۝

(الترغیب والترھیب ۱/۷۱۷(اردو) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے کلمات میں سے چار کلمات چن لئے ہیں اب جو شخص سبحان اللہ کہے گا اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور بیس گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔

اور جو بندہ اللہ اکبر کہے گا اس کا بھی یہی بدلہ ہے اور جو لا الہ الا اللہ کہے گا اس کا بھی یہی بدلہ ہے اور جو مسلمان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝

دل کی گہرائی سے کہے گا اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور تیس گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ (الترغیب والترھیب ۱/۶۱۷، (اردو) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

☆ ☆ ☆

(۲۱) ایمان کے لئے فائدہ بخش دُعا

آج کہ اس تیزی سے بڑھتے ہوئے دور میں انسان صرف شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ دین و دنیا کو چھوڑ کر صرف پیسہ کمانا چاہتا ہے جو بھی ہو جس طرح سے بھی ہو صرف دولت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ہم لوگوں کے ایمان کمزور ہو چکے ہیں۔ کامل، مومن صرف وہی کہلاتا ہے جس کا ایمان کامل ہے۔ صحیح معنی میں مومن وہی کہلاتا ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ دعا کے ساتھ ساتھ اپنے ایمان کو بھی کامل بنائیں اور یہ بہت ہی آسان طریقہ ہے۔ صرف درج ذیل دعا کی برکت سے اللہ تعالٰی اپنے بندے کا ایمان کامل بنا دیتا ہے۔

دُعا:

اَللّٰهُمَّ جَدِّدِ الْاِيْمَانَ فِیْ قَلْبِیْ

ترجمہ: الٰہی میرے دل میں ایمان کی تجدید فرما۔

(المستدرک للحاکم ۱/۴ومجمع الزوائد ۱/۵۲)

اہمیت:

یہ دعا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ تم میں سے کسی کے پیٹ (دل) میں ایمان ایسے بوسیدہ ہو جاتا ہے جیسا کہ پرانا کپڑا بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ وہ تمہارے دل میں ایمان کی تجدید فرمادے۔ (المستدرک للحاکم ۱/۴ومجمع الزوائد ۱/۵۲)

☆ ☆ ☆

(۲۲) دردوں کو مٹادینے والی دعا

انسان ہڈیوں کا پتلا ہے جب انسان محنت ومشقت سے روزی کماتا ہے۔ سارا دن محنت کر کے تھک جاتا ہے جب بڑھاپے کو پہنچتا ہے تو مختلف قسم کے دردوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تمام دردوں کو مٹادینے کے لئے صرف اس چھوٹی سی دعا کو پڑھئے۔ انشاء اللہ عزوجل اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمام دردوں کو دور فرمادے گا۔

دُعا:

اَعُوْذُ بِعِزَّتِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ

(مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو یہ ارشاد فرمایا کہ مریض کے مقام درد پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ کہے اور پھر سات مرتبہ مندرجہ بالا دعا پڑھ لے تو اللہ کے فضل سے درد دور ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

(۲۳) صحت یابی کے لئے دعا

صحت ایک بہت ہی انمول چیز ہے۔آج کے اس ترقی یافتہ دور میں انسان اپنی صحت کا خیال نہیں رکھتا۔صرف دولت کمانا چاہتا ہے لیکن یاد رکھئے صحت ہی سب سے بڑی دولت ہے۔ Health is Wealth اس لئے اپنی صحت کا خیال رکھیں۔اگر انسان صحت یافتہ ہے تو وہ دولت کما سکتا ہے۔لیکن اگر صحت نہیں ہے تو دولت نہیں کما سکتا۔اس لئے ہم جب خود بیمار ہوں یا پھر کسی اور بیمار شخص کو دیکھیں تو مندرجہ ذیل دعا کو پڑھیں اور دعا کریں کہ جس بیماری میں یہ انسان مبتلا ہے اللہ تعالیٰ اس بیماری سے ہمیں محفوظ رکھے۔اللہ کریم اس بیماری سے محفوظ رکھے گا۔

دُعا:

اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ

ترجمہ: میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمت اور بڑائی والا ہے اور عرش عظیم کا رب ہے کہ وہ تجھے شفاء عطا فرمائے۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث ۲۰۸۳، وسنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۳۱۰۶)

فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی ایسے مریض کی عیادت کر رہا ہو جس کی موت کا وقت ابھی قریب نہ آیا ہو وہ سات بار اس کے پاس مندرجہ بالا دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس بیماری سے شفاء عطا فرمادے گا۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۰۸۳، وسنن ابی داؤد رقم الحدیث ۳۱۰۶)

☆ ☆ ☆

(۲۴) مصیبت زدہ کو دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا

آج کے دور میں ہر انسان کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے۔کوئی قرض دار ہے اور کوئی [illegible] یہ فانی دنیا مصیبتوں کا گھر ہے۔ہر طرف مصیبتیں ہی

مصیبتیں ہیں۔تمام مصیبتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کریں۔اس لئے ذیل میں دی گئی دعا کو پڑھیں۔یہ دعا مصیبتوں سے بچاتی ہے اور اللہ کی پناہ میں رکھتی ہے۔

دُعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۝

ترجمہ: اللہ عزوجل کا شکر ہے جس نے مجھے اس بلا سے بچایا جس میں اس نے تجھے مبتلا کر دیا ہے اور فضیلت عطا کی مجھے اکثر مخلوق پر۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث، ۲۸۰۳، وسنن ابی داؤد رقم الحدیث:۳۱۰۴)

فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ (مندرجہ بالا) دعا پڑھ لے تو اس کو اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے دور رکھے گا۔

☆ ☆ ☆

(۲۵) کشادگی رزق کے لئے دعا

کوئی بھی انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر کسی بھی طرح کا کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔وہی رازق ہے اور سب کو رزق دیتا ہے لیکن صد افسوس کہ آج کل لوگ اپنے رزق میں کشادگی کے لئے حرام مال کماتے ہیں۔حرام طریقے سے ناجائز رزق کماتے ہیں اور کھاتے ہیں اور یہ جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔اس لئے ناجائز طریقے سے روزی کمانے کے بجائے ہمیں درجہ ذیل دعا کو پڑھنا چاہئے تاکہ رزق میں برکت پیدا ہو۔

دُعا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَیْهِ ۝

ترجمہ: نہیں ہے طاقت نقصان سے بچنے اور نہ فائدہ حاصل کرنے کی۔

اللہ کے سوا اور نہیں ہے جائے پناہ اور نہ جائے نجات۔ اللہ سے مگر اس کی طرف۔

(مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح والتحمیل فصل سوم، الترغیب والترہیب ۲/ ۲۸۷، باب الترغیب فی قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

فضیلت:

مندرجہ بالا کلمہ پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ستر تکلیفیں دور کر دیتا ہے جن میں سب سے کم درجے کی تکلیف فقر و فاقہ ہے۔

(مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح والتحمیل فصل سوم، الترغیب والترہیب ۲/ ۲۸۷، باب الترغیب و الترہیب فی قول لاحول ولاقوۃ الا باللہ)

☆ ☆ ☆

(۲۶) اللہ کریم کی حفاظت میں رکھنے والی دعا

انسان ہر وقت طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار رہتا ہے تو ان تمام مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو بڑی ہی پیاری دعا کی تعلیم دی ہے۔ اس لئے مندرجہ ذیل دعا کو ملاحظہ فرمائیں۔ یہ دعا کو پڑھنے سے بندہ مومن اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ ٥

ترجمہ: لائق حمد ہے وہ اللہ جس نے پہنائی وہ چیز جو چھپاؤں اس کے، اپنا ستر اور زینت حاصل کروں اس کے ساتھ اپنی زندگی میں۔

(مشکوٰۃ کتاب اللباس)

فضیلت:

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نیا کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھ لے پھر پرانا کپڑا اللہ کے نام دے دے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

(مشکوۃ کتاب اللباس فصل تیسری)' (جامع ترمذی کتاب احادیث شتی باب (۱۲۱) ۵/۳۲۸، رقم الحدیث: ۳۵۷۱)

(۲۷) گناہوں میں کفارہ بننے والی دعا

بندہ ناچیز سارے گناہ کرتا ہے جب مجلس میں دوستوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر باتیں کرتا ہے تو اکثر وہ جھوٹ بھی بول دیتا ہے اور دوسرے لوگوں کے بارے میں بھی باتیں کرتا ہے اکثر غیبت بھی کرتا ہے غیبت کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اس لئے جب ہم کسی مجلس سے فارغ ہو کر اٹھیں تو مندرجہ ذیل دعا کو پڑھ لیں۔ یہ دعا ہمارے گناہوں کا کفارہ بنے گی۔

دعا:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ○

ترجمہ: پاک ہے تو اے اللہ اور اپنی خوبیوں کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کوئی معبود نہیں آپ کے سوا میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (جامع ترمذی ۲/۱۸۱، باب مایقول اذا قام من مجلسہ)

فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور فضول باتیں کرتا رہے پھر اٹھنے سے پہلے مندرجہ بالا کلمات پڑھ لے تو اس شخص سے مجلس میں جتنے گناہ ہوئے ہیں وہ سب بخش دیے جائیں

گے۔(جامع الترمذی ۲/۱۸۱باب مایقول اذا قام من مجلسہ)

☆ ☆ ☆

(۲۸) رشتہ میں رکاوٹ توڑنے والی دعا

آج کل ایسا دور آ گیا ہے کہ لوگوں کے لئے رشتہ تلاش کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ کسی کو اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں مل رہا اور کسی کو اپنے بیٹے کا۔ سب سے بڑی بات کہ لوگ رشتہ کرنے سے پہلے سسرال والوں کی دولت اور گھر بار دیکھتے ہیں نہ کہ اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ وہ سنت رسول پر عمل کرتے ہیں۔ سنت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ نماز روزہ کے پابند ہیں یا نہیں۔ اس وجہ سے رشتہ تلاش کرنا مشکل ہو گیا ہے لیکن ذیل میں دی گئی دعا کو پڑھنے سے انشاءاللہ عزوجل اچھا رشتہ نصیب ہوگا۔

دعا:

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ○

ترجمہ: اور وہی ہے تمہارا رب جس نے پانی سے بنایا آدمی کو اور پھر اس کے رشتہ دار اور پھر اس کے سسرال مقرر کئے اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔

(پارہ:۱۹، سورۃ فرقان، آیت ۵۴)

فضیلت:

اس آیت کو 21 دن تک 313 مرتبہ پڑھیں انشاءاللہ اچھا رشتہ نصیب ہوگا۔

☆ ☆ ☆

(۲۹) گھر سے باہر نکلتے وقت کی دعا

جو کوئی بندہ گھر سے نکلتے وقت درج ذیل دعا کو پڑھے گا تو انشاءاللہ عزوجل تمام تکلیفوں، مشکلوں، مصیبتوں سے محفوظ رکھے گا۔ دعا ملاحظہ فرمائیں۔

دعا:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ گھر سے نکلتا ہوں میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، گناہوں سے بچنے اور نیکیوں پر چلنے کی طاقت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

فضیلت:

حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلتے وقت اس دعا کو پڑھ لیتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرے لئے کافی ہے تجھے ہدایت دی گئی اور تیری کفایت کی گئی تو بچ گیا اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعا، باب الترغیب،۲/۳۰۴، الرقم الحدیث:۱)
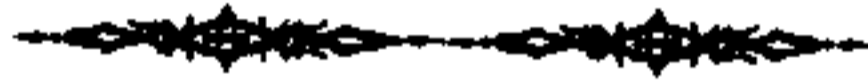
حصہ ہفتم

قدرتی اشیاء کی افادیت وضرورت

اللہ رب العزت نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے بے شمار قدرتی اشیاء انسان کے فائدے کے لئے تیار کی ہیں جن میں پھل اور سبزیاں انسان کی صحت کے لئے بہت مفید ثابت ہوتی ہیں۔

پھلوں میں موجود وٹامنز انسانی بدن میں قوت پیدا کرتے ہیں۔ کچھ پھل مخصوص امراض کا بھرپور مقابلہ کرتے ہیں اور ان کو پسپائی پر مجبور کر دیتے ہیں۔ پھل یا پھلوں کا جوش استعمال کرنا، انسانی جسم کی مشینری کے لئے ضروری نمی اور رطوبت کی ضروریات پوری کرتا ہے۔

سبزیاں انسانی جسم میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کی اہمیت کا سبب ان میں پائی جانے والی معدنیات اور حیاتین کی وافر مقدار ہے۔

حیاتین یعنی وٹامن اے، بی اور سی کثرت کے ساتھ سبزیوں میں موجود ہوتی ہے۔ سبزیوں کی بہت سی اقسام ہیں۔ یہ جڑوں، تنوں، پتوں، پھلوں اور بیجوں پر مشتمل کسی بھی شکل میں زیر استعمال آتی ہیں۔ ان کی ہر قسم اپنے انداز میں غذائیت کا ذریعہ بنتی ہے۔ گداز اور گودے والی جڑیں توانائی بخش غذا ہیں۔ ان میں وٹامن بی گروپ بکثرت موجود ہوتا ہے۔ بیجوں کی شکل میں پائی جانے والی سبزیاں کاربوہائیڈریٹس اور پروٹین کے اجزاء زیادہ رکھتی ہیں۔ پتوں، تنوں اور پھلوں پر مشتمل سبزیاں معدنی اور حیاتینی اجزاء کے علاوہ پانی اور نباتاتی ریشے مہیا کرتی ہیں۔

تحفہ دولہا کے اس حصے میں قدرتی اشیاء کی افادیت اور ضرورت پر بحث کی گئی ہے تا کہ سبزیوں اور پھلوں کی غذائیت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔

کدو کی افادیت، اہمیت اور مقبولیت

سبزیاں انسان کی بنیادی غذا ہیں۔ بلکہ ان کا کام غذا کو پر لطف، ذائقہ دار بنانا ہے۔ انسان کی فطری خوراک سبزیاں ہیں جو جسمانی مشینری کو درست حالت میں رکھتی ہیں۔ سبزیوں میں موجود خصوصیات اور افادیت سے باخبر ہو جائیں تو ڈاکٹروں کی ادویات سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم کدو کی افادیت کا تذکرہ کرتے ہیں۔

کدو کو گھیا بھی کہتے ہیں اس میں نمکیات اور وٹامن A.B.C موجود ہیں۔ سبزیوں میں کدو شریف پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ آپ نے اسے تناول بھی فرمایا اگر کدو کی سبزی بنائی ہوتی تو اسے برتن سے تلاش کر کے نوش فرماتے۔ اس لئے کدو کو استعمال کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔

کدو کا ذکر قرآن میں:

قرآن پاک میں کدو کو یقطین کے نام سے پکارا گیا ہے۔ عام عرب اسے ''دباء''، یا ''قرع'' کہتے ہیں۔

یقطین، دباء، قرع تینوں کدو کے نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَاَنۡبَتۡنَا عَلَيۡهِ شَجَرَةً مِّنۡ يَّقۡطِيۡنٍ ۝

ترجمہ: اور (ان کی حفاظت کے لئے) ہم نے اگا دی ان پر کدو کی بیل۔

(پ:۲۳، الصفت:۱۴۶)

پس منظر:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یونس (علیہ السلام) میرا بندہ ہے۔ وہ ہمیشہ میرے ذکر میں

مشغول رہتا ہے۔ اس لئے ہم نے اسے زندہ بچا لیا۔ ورنہ وہ قیامت تک مچھلی کے شکم میں ہی رہتا حکم الہی کے مطابق مچھلی آپ کو لئے ہوئے ساحل پر آئی۔ جہاں کھلا میدان تھا وہاں آپ کو اگل دیا۔ عرصہ تک مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے گوشت گداز ہو گیا تھا۔ بال اور ناخن جھڑ گئے تھے اٹھنے کی سکت نہ رہی تھی۔ اسی وقت کدو کی ایک بیل اگی اور اس نے اپنے چوڑے چوڑے پتوں سے آپ کو ڈھانپ لیا تاکہ سورج کی گرمی سے بھی تکلیف نہ پہنچے۔ اور مکھی و مچھر بھی اذیت نہ پہنچائیں۔ جب قوت بحال ہوئی تو حکم ملا اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ جس کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے زائد تھی۔ جب قوم نے آپ کو دیکھا تو بڑی عزت و تکریم کے ساتھ آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ (ضیاء القرآن ۴/ ۲۱۷)

کدو کی لغوی تحقیق:

کدو کو عربی زبان میں یقطین اور انگریزی میں (Pumpkin Cucurbita) کہا جاتا ہے۔

کدو کا ذکر حدیث میں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک غلام کو آزاد کروادیا۔ غلام نے آزاد ہونے کے بعد سلائی کا کام شروع کیا۔

خدا تعالیٰ نے اس کے کام میں برکت ڈالی۔ اس نے شکر گزاری کے اظہار میں آپ کی اور آپ کے خادموں کی دعوت کی۔ اس دعوت کی روئیداد حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان کی ہے:

اَنَّ خَیَّاطًا دَعَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَہُ فَذَھَبْتُ مَعَ النَّبِیِّ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِیْرٍ وَمَرَقًا فِیْہِ دُبَّاءٌ وَ قَدِیْدٌ رَاَیْتُ النَّبِیَّ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَیِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ یَوْمِئِذٍ ○

ترجمہ: ایک درزی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ میں ان کے

ساتھ گیا۔اس نے جو کی روٹی اور سوکھے گوشت کے سالن میں کدو پیش کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ تھالی کے ایک اطراف سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے کھاتے گئے۔اس کے بعد مجھے کدو سے محبت ہوگئی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ باب الرق ۷/۸۷رقم الحدیث:۵۴۳۶)'(سنن ابی داؤد کتاب الاطعمۃ باب فی کل الدباء ۳/۳۵۰رقم الحدیث:۳۷۷۲)

کدو کی اقسام:

کدو کی بہت زیادہ اقسام ہیں۔جن میں گول، لمبا، گھیا، حلوہ کدو، سرخ کدو، پیلا یا سفید کدو بلکہ کڑوا کدو۔ ان میں سے کڑوے کدو کو (Gourd) اور دوسرے پکانے والے کدو کو (Pumpkin) اور عام طور پر استعمال ہونے والے کدو کو (Cucr Alba). کہتے ہیں۔

کدو کے پکوان:

ہمارے ہاں کدو سے کئی پکوان تیار کئے جاتے ہیں جن میں سے اس کو سبزی کے طور پر سالن کی طرح پکایا جاتا ہےاور کدو سے حلوہ اور کھیر بھی بنائی جاتی ہے۔

کدو کی مقبولیت

لذیذہ کھیر:

لاہور کے ایک مشہور ہوٹل کی کھیر بہت مشہور ہے۔معلوم ہوا کہ یہ کھیر چاول کے بجائے کدو سے بنائی جاتی ہے۔

کدو کا شوربہ:

ملک یورپ کے لوگ اس کا شوربہ اور پڈنگ بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔

کدو کا حلوہ:

کینیڈا اور امریکہ میں کرسمس کے موقع پر کدو کا حلوہ بڑے شوق سے اور لازماً بنایا

جاتا ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں عید کے موقع پر سویاں شوق سے اور لازماً بنائی جاتی ہیں۔ اسی طرح کدو کا حلوہ یورپ میں کرسمس کے موقع پر ضرور بنایا جاتا ہے۔

کدو کی قدر و منزلت

کدو سرکار کی نظر میں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْقَرْعَ ○

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدو شریف سے بے حد محبت کرتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ باب الدبا ۲/ ۱۰۹۸ رقم الحدیث: ۳۳۰۲)

دوسری روایت میں ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهٖ وَعِنْدَهٗ هٰذَا الدُّبَّاءَ فَقُلْتُ اَيُّ شَيْءٍ هٰذَا قَالَ: هٰذَا الْقَرْعُ هُوَ الدُّبَّاءُ نُكْثِرُ بِهٖ طَعَامَنَا

ترجمہ: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ ان کے پاس کدو تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کدو ہے ہم اس کو بہت کھاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب الدبا ۲/ ۱۰۹۸ رقم الحدیث: ۳۳۰۴)

ایک اور روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

بَعَثَتْ مَعِيَ اُمُّ سُلَيْمٍ بِمِكْتَلٍ فِيْهِ رُطَبٌ اِلَى الرَّسُوْلِ، فَلَمْ اَجِدْهُ، وَخَرَجَ قَرِيْبًا اِلٰى مَوْلًى لَّهٗ دَعَاهُ ○

میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کا ایک ٹوکرا دے کر مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ وہ گھر میں تشریف نہیں

رکھتے تھے۔اپنے غلام کے یہاں دعوت پر گئے تھے۔

فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا، فَاَتَيْتُهٗ وَهُوَ يَاْكُلُ، قَالَ فَدَعَانِیْ لاٰكُلَ مَعَهٗ، قَالَ وَصَنَعَ ثَرِيْدَةً بِلَحْمٍ وَ قَرْعٍ: قَالَ فَاِذَا يُعْجِبُهُ الْقَرْعُ، قَالَ فَجَعَلْتُ اَجْمَعُهٗ فَاُدْنِيْهِ مِنْهُ،

فَلَمَّا طَعِمْنَا مِنْهُ رَجَعَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ وَوَضَعْتُ الْمِكْتَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَاْكُلُ وَ يَقْسِمُ، حَتّٰى فَرَغَ مِنْ آخِرِهٖ

ترجمہ: میں وہاں گیا تو آپ کھانا کھا رہے تھے۔کھانے میں گوشت اور کدو کا ثرید شامل تھا۔انہوں نے مجھے شامل فرمایا: مجھے پتہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو پسند ہے۔ میں نے اس کے قتلے اکٹھے کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فراغت پا کر گھر گئے تو میں نے آپ کے سامنے کھجوروں کا ٹوکرا رکھ دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے کھا بھی رہے تھے اور لوگوں میں تقسیم بھی کرتے جا رہے تھے اور اس طرح اسے اسی وقت ختم کر دیا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب الدباء ۲/ ۱۹۸ الرقم الحدیث: ۳۳۰۳)

کدو امام ابو یوسف کی نظر میں:

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید حضرت امام ابو یوسف نے کدو شریف سے نفرت کرنے والے کو واجب القتل قرار دیا۔آپ نے فرمایا:

قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ تُحِبُّ الْقَرْعَ قَالَ اَجَلْ هِیَ شَجَرَةُ اَخِیْ يُوْنُس (علیہ السلام)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کیا آپ کدو پسند فرماتے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مجھے کدو پسند ہے کیونکہ یہ میرے بھائی حضرت یونس علیہ السلام کا درخت ہے۔

عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ لَوْ قَالَ رَجُلٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ یُحِبُّ الْقَرْعَ مَثَلاً فَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا لَا اُحِبُّہٗ فَھٰذَا کُفْرٌ یَعْنِیْ اِذَا قَالَہٗ عَلٰی وَجْہِ الْاِھَانَۃِ

اور حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو بہت پسند تھا۔ تو اگر کسی دوسرے نے کہہ دیا کہ مجھے کدو پسند نہیں تو وہ کافر ہو گیا کیونکہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیز کی بے ادبی کی ہے۔

(تفسیر روح البیان سورۃ الصافات ۷/۴۸۱ مطبوعہ بیروت)

اسلاف کی نسبت رسول سے محبت:

ہمارے اسلاف کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کتنا دل میں عشق تھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کو دل و جان سے عزیز رکھتے تھے۔ سراپا دین و ایمان مانتے تھے۔ ان کے دل و دماغ پر عظمت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش گہرا تھا۔ اور غالب تھا کہ اگر کوئی مسلمان سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی پسندیدہ چیز کے تذکرے پر اس چیز سے ناپسندیدگی کا اظہار کر دیتا تو اس کو قتل کرنے کے لئے شمشیر برہنہ کر دیتے تھے۔

کدو سے مختلف بیماریوں کا علاج

کدو ایک بہت ہی مفید سبزی ہے۔ اس سے مندرجہ بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

ورم کے لئے مفید:

اس کے چھلکے کا پانی نچوڑ کر عرق گلاب میں ملا کر کان میں ڈالنے سے ورم کم ہو جاتے ہیں۔

دردوں سے آرام:

کدو کا پانی نچوڑ کر درد والی جگہ پر ملنے سے درد کا آرام آجاتا ہے۔ کدو کو السی میں ملا کر استعمال کرنے سے کھٹی خلطیں دور ہو جاتی ہیں۔

زہر کے اثر کا خاتمہ:

کدو کا گودہ بچھو کے ڈنگ والے مقام پر ملنے سے زہر اپنا اثر نہیں کرتا۔ اس کا رس مریض کو پلانے سے درد بند ہو جاتا ہے۔

آنکھوں کی بیماری کا علاج:

اگر آنکھوں کے تلے اندھیرا آتا ہے اور سر چکراتا ہے تو کدو کا ٹکڑا کاٹ کر پیشانی پر رکھنے سے آرام آجاتا ہے۔

سر درد کا خاتمہ:

گرمی کی وجہ سے اگر سر میں درد ہو تو اس کو استعمال کرنے سے سر درد ختم ہو جاتا ہے۔

بخار سے نجات:

بخار کو ختم کرنے کے لئے اگر اس کو کاٹ کر جسم پر پھیرا جائے تو اس سے بہتر کوئی علاج نہیں۔

جلن کا خاتمہ:

اگر کسی کی کھوپڑی میں جلن ہوتی ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ کدو کو گھوٹ کر اسے سر پر لگائے۔ اس کو سر پر لگانے سے اس کی کھوپڑی کی جلن ختم ہو جاتی ہے۔

کدو کے طبی فوائد

کدو کے طبی فوائد مندرجہ ذیل ہیں:

تقویت دماغ کا ذریعہ:

حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْقَرْعِ فَإِنَّهُ يَزِيْدُ الْعَقْلَ وَيُكَبِّرُ الدِّمَاغَ ۝

ترجمہ: کدو کو لازم پکڑو اس لئے کہ وہ عقل کو بڑھاتا ہے اور دماغ کو تقویت دیتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی ۵/۱۰۲ رقم الحدیث: ۵۹۴۷ دار الکتب العلمیۃ)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْقَرْعِ فَإِنَّهُ يَزِيْدُ فِي الدِّمَاغِ وَ عَلَيْكُمْ بِالْعَدَسِ فَإِنَّهُ قُدِّسَ عَلٰى لِسَانِ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا ۝

ترجمہ: کدو کو لازم پکڑو اس لئے کہ یہ دماغ کو بڑھاتا ہے۔ مزید تمہارے لئے مسور کی دال ہے جسے کم از کم ستر پیغمبروں کی زبان پر لگنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ (المعجم الکبیر باب الواو ۲۲/۶۳ رقم الحدیث: ۱۸۰۰۳)

دل کی مضبوطی کا ذریعہ:

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کدو کے بارے میں پوچھا۔

انہوں نے فرمایا:

قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِذَا طَبَخْتُمْ قِدْرًا فَأَكْثِرُوْا فِيْهَا مِنَ الدُّبَّاءِ فَإِنَّهَا تُشُدُّ قَلْبَ الْحَزِيْنِ ۝

ترجمہ: مجھے مخاطب کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ جب خشک گوشت پکاؤ تو اس میں کدو کا اضافہ کر لیا کرو کیونکہ یہ غمگین دلوں کو مضبوط کرتا ہے۔ (زاد المعاد ۴/۳۳۸)

توانائی کا ذریعہ:

[illegible] کے ساتھ پکا کر استعمال کیا جائے تو یہ جسم کو عمدہ غذائیت اور

توانائی مہیا کرتا ہے۔

جوڑوں کے درد کا علاج:

کدو کا تیل جوڑوں کے درد میں بھی مفید ہے۔اس کی جوڑوں پر مالش کرنے سے دردیں ختم ہو جاتی ہیں۔

حاملہ عورت کے لئے:

حاملہ عورت کے لئے کدو کا استعمال مفید ہے۔حمل کے دنوں میں قے اور متلی کی کیفیت کو روکتا ہے۔

بار بار پیاس لگنا:

بار بار پیاس لگنے کی کیفیت میں کدو کا استعمال فائدہ مند ہے۔اس کے کھانے سے سرے کھل جاتے ہیں۔یہ صفرا کو دور کرتا ہے۔اس کے کھانے سے جگر کی گرمی دور ہوتی ہے۔

جسم کی اندرونی سوزش:

جو مریض بیماری کی حالت میں ادویات کا استعمال کرتے ہیں اس سے ان کے پیٹ میں سوزش اور ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ایسی صورت میں کدو پکا کر کھانا جسم کی اندرونی سوزش کو ختم کرتا ہے اور جسم کو طاقت بخشتا ہے۔

کدو کی خصوصیات

بلڈ پریشر اور خون کی گرمی کیلئے کدو کا استعمال:

بلڈ پریشر اور خون کی گرمی کو دور کرنے کے لئے کدو بہت مفید چیز ہے۔اس سے بلڈ پریشر اور خون کی گرمی دور ہو جاتی ہے۔

فاسد مادوں کا خاتمہ:

اس کو سرکہ میں ملا کر استعمال کیا جائے تو اس سے جسم کے تمام فاسد مادے ختم ہو

جاتے ہیں۔

پیٹ کا کھچاؤ:

کدو کا سالن کھانے سے پیٹ کا کھچاؤ اور تناؤ ختم ہو جاتا ہے۔ پیٹ نرم ہو جاتا ہے۔ پیشاب کم آتا ہے اور رک رک کر آنے کی صورت میں یہ مفید ہے کیونکہ کدو پیشاب آور ہے۔

گردوں کے امراض کے لئے کدو کا استعمال:

گردوں کے امراض میں کدو کھانا فائدہ مند ہے۔ اس سے گردوں کی درد میں آرام ملتا ہے اور گردوں سے پتھری نکل جاتی ہے۔

قبض کی صورت میں کدو کا استعمال:

قبض کی صورت میں کدو کی بیل کے پتوں کا جوشاندہ اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔

یرقان کا خاتمہ:

یرقان (Jaundice) کے مرض میں مبتلا مریض کو کدو کا مربہ فائدہ دیتا ہے۔ اس کے کھانے سے جگر کی سوزش دور ہو جاتی ہے۔

☆ ☆ ☆

چند اہم نسخہ جات

نیم کے پتے کی افادیت:

جسم پر ہر قسم کی خارش کے لئے نیم کے پتے لے کر خشک کر کے ان کو کوٹ لیں اور تھوڑا پانی چھڑک لیں اور گولیاں بنا لیں ایک گولی صبح و شام کھائیں انشاء اللہ چند دنوں میں ہر قسم کی خارش دور ہو جائے گی۔

نمک کی افادیت:

[illegible] تو وہ شروع دن میں ہی دو تین دفعہ

پھوڑے پھنسی پر نمک رگڑ لے، آہستہ آہستہ انشاء اللہ پھوڑے پھنسیاں ختم ہو جائیں گی۔

کریلے کی افادیت:

کریلے لے کر چھیلنے کے بعد خشک کر لیں اور پھر انہیں بیج سمیت گرائنڈ کر لیں اور سفوف کی شکل میں محفوظ کر لیں۔ صبح و شام آدھی چمچی کھانے سے شوگر، بلڈ پریشر اور کولیسٹرول کے مرض میں بے انتہا مفید ہے۔

سرمہ کی افادیت:

اصلی سرمہ پسا ہوا ایک چٹکی بالائی کے درمیان میں مریضہ کو رکھ کر دیں اور مریضہ سے کہیں کہ اسے نگل لے۔ انشاء اللہ تھوڑی دیر میں حمل کے دوران خون آنا بند ہو جائے گا۔

آم کی افادیت:

آم کی افادیت درج ذیل ہے:

☆...... آم بلغم کو پتلا کر کے اسے آسانی سے خارج کرتا ہے۔

☆...... مادہ منویہ کو گاڑھا کرتا ہے۔

☆...... صالح خون پیدا کرتا ہے۔

☆...... قوت باہ میں بے پناہ اضافہ کرتا ہے۔

☆...... دمے اور کھانسی کے مریضوں کے لئے پتلے رس کا آم نہایت مفید ہے۔

☆...... قد کو بڑھاتا ہے۔

☆...... گرمیوں میں دوپہر کے کھانے میں دو عدد پیاز کاٹ لیں۔ پیاز میں ایک چمچ چائے والا دیسی گھی ڈال لیں اور حسب ضرورت نمک ڈال لیں اور آدھے لیموں کا رس ڈال لیں اور دو چمچ آم کا اچار مکس کر دیں۔ ایک خاص قسم کا سالن تیار ہو جائے گا۔ روزانہ دوپہر کو روٹی کے ساتھ کھائیں۔ قوت باہ میں حیرت انگیز اضافہ ہوگا۔

☆...... آم کی تازہ جڑ بخار کے مریض کے ہاتھ پر پٹی سے باندھ دیں۔ کسی قسم کا

بخار ہو اتر جائے گا۔

☆...... اگر کسی کو زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہو تو آم کی گٹھلیاں 2 عدد مرچ سیاہ تین دانہ دونوں کو پانی میں رگڑ کر پلا دیں تھوڑی دیر بعد سردی محسوس ہو گی اور زہر ختم ہو جائے گا اور ساتھ ساتھ تین دن تک پیاز بھی کاٹ کر کھلاتے رہیں۔

☆...... جو مریض بے ہوش ہو جائے اسے ہوش میں لانے کے لئے آم کی گٹھلی، بیلگری ہم وزن لے کر مناسب مقدار پانی میں جوش دیں۔ جب پانی کا ایک حصہ رہ جائے اتار کر ٹھنڈا کر لیں۔ حسب ضرورت چینی ملا کر مریض کو پلا دیں۔

انشاءاللہ کچھ دیر بعد مریض ہوش میں آ جائے گا۔

☆ ☆ ☆

کلونجی اور اس کی افادیت

کلونجی بہت ہی مفید چیز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلونجی میں ہر مرض کا علاج ہے۔ سوائے موت کے، گویا اس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ ہر بیماری کا علاج کلونجی میں ہے۔ چاہے بیماری کوئی بھی ہو۔ اس میں کلونجی کے بیجوں کو اس کی طبی افادیت کے مطابق استعمال کیا جائے تو مرض میں افاقہ ہو سکتا ہے۔

کلونجی کا ذکر حدیث میں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کلونجی میں سام کے علاوہ ہر مرض کا علاج ہے۔ میں نے پوچھا سام کیا چیز ہے؟

فرمایا موت۔ (صحیح بخاری ۲/۸۴۹)

دوسری حدیث پاک میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کلونجی کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ کیونکہ اس میں ہر بیماری کی شفا ہے۔ سوائے سام کے۔ سام سے مراد موت ہے۔ (جامع ترمذی ۲/۲۵)

افادیت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بیماری ایسی نہیں جس کی شفا کلونجی میں نہ ہو سوائے موت کے۔ (صحیح مسلم ۲/۲۲۷)

کلونجی سے جملہ امراض میں شفا

فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامُ

سیاہ دانوں میں ہر بیماری کی شفا ہے سوائے سام کے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث:5688)

شوگر کے مریض کے لئے:

شوگر کے مریضوں کے لئے کلونجی کا استعمال فائدہ بخش ثابت ہوا ہے۔ اگر ایک حصہ کلونجی اور چوتھائی حصہ کاسنی کے بیجوں کو ملا کر باریک پیس لیا جائے اور صبح کے وقت ایک چائے کا چمچ شوگر کے مریض کو بطور دوا استعمال کرایا جائے تو اس سے شوگر کے مریض کو حیرت انگیز طور پر فائدہ ہوگا اور مرض جاتا رہے گا۔

یرقان کے مریض کے لئے:

کلونجی کا استعمال یرقان کے مرض میں فائدہ مند ہے۔ اس کے بیجوں کو پیس کر دودھ میں استعمال کرنے سے مرض جاتا رہتا ہے۔

مسوڑھوں کی سوزش کا خاتمہ:

کلونجی کے بیجوں کو سرکہ میں جوش دے کر خوب ٹھنڈا کریں۔ اور پھر اس کے غرغرے کریں۔ اس سے مسوڑھوں کی سوزش دور ہو جاتی ہے اور مسوڑھوں سے پیپ آنا بند ہو جاتی ہے۔

اعصابی تناؤ سے نجات:

اعصابی تناؤ، بے چینی اور بے سکونی کی کیفیت میں کلونجی کا استعمال فائدہ دیتا ہے

اور طبیعت میں بشاشت پیدا کرتا ہے۔

آنکھوں کے درد کا خاتمہ:

جن افراد کی آنکھوں میں درد ہوتا ہے ان کے لئے کلونجی کو روغن ایرسا میں ملا کر سونگھنا آنکھوں کو آرام پہنچاتا ہے۔

معدے کے مریض کے لئے:

کلونجی معدے کو ٹھیک کرتی ہے۔ اس کے استعمال سے معدے میں ہونے والا درد دور ہو جاتا ہے۔ معدہ مضبوط ہو کر اپنا فعل درست انداز سے انجام دیتا ہے۔

کلونجی سے مختلف بیماریوں کا علاج

زکام کا علاج:

جن افراد کو سو کر اٹھتے ہی سردی کی وجہ سے چھینکیں آنی شروع ہو جاتی ہیں تو ان کے لئے بڑی پریشانی کا باعث ہوتا ہے ان کی ناک بند ہو جاتی ہے۔ اور اکثر زکام کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے میں باریک کپڑے کی پوٹلی میں کلونجی کو توے پر گرم کر کے باندھیں اور ناک کے آگے نیم گرم حالت میں اس پوٹلی سے ہلکی ہلکی ٹکور کریں۔ تو تھوڑی دیر کے بعد بند ناک بھی کھل جائے گی اور زکام بھی ختم ہو جائے گا۔

دماغ کا علاج:

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کلونجی کے اکیس دانے کپڑے کی پوٹلی میں باندھ کر پانی میں جوش دے کر داہنے نتھنے میں دو قطرے اور بائیں میں ایک قطرہ ٹپکائیں۔ یہ عمل تین بار کرنے سے انسان دماغی امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

پیٹ کے کیڑوں کا خاتمہ:

کلونجی پیٹ کے امراض میں بہت فائدہ مند ہے یہ ریح، بادی، گیس کو ختم کرتی ہے۔ اور اس کے کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

بھوک کی کمی دور کرنے کا ذریعہ:

کلونجی کو باریک پیس کر رکھ لیں ایک کپ ٹھنڈے پانی میں چند قطرے سرکہ ڈال کر اور ایک چمچ کلونجی کے سفوف کو کھا کر اوپر سے کپ والا پانی پی لیں۔ کھانا کھانے سے دس منٹ پہلے استعمال کریں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔

پتھری کا اخراج:

گردے اور مثانے میں پتھری کی صورت میں کلونجی، سفید زیرہ، لہسن، حرمل باہم مقدار میں لے کر پیس لیں اس میں شہد شامل کر کے معجون بنا لیں۔ ایک چمچ صبح نہار منہ مریض کو کھلائیں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔

حافظہ کو مضبوط بنانے کے لئے:

کلونجی مرض نسیان کو دور کرتی ہے۔ یادداشت کو تیز کرتی ہے۔ اس سے حافظہ بھی تیز ہوتا ہے۔ یادداشت بہتر ہو جاتی ہے۔ اگر اس کے چند دانے کھا لئے جائیں تو بھولنے کی کیفیت رفتہ رفتہ کم ہو جاتی ہے اور حافظہ تیز ہو جاتا ہے۔

بواسیر کا خاتمہ:

بواسیر کے مرض میں بھی اس کا استعمال فائدہ مند ہے سرکہ میں کلونجی پیس کر ملائیں اور متاثرہ حصے پر لگائیں۔ اس سے مسے جھڑ جاتے ہیں اگر کلونجی، کو پیس کر پانی میں جوش دے کر ٹھنڈا کر کے پئیں تو بواسیر کا مرض دور ہو جاتا ہے۔

کلونجی کی خصوصیات:

کلونجی کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

☆ کلونجی کو جلا کر کھانا بواسیر کو ختم کرتا ہے۔

☆ کلونجی کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

☆ کلونجی کو تیل میں جوش دے کر سر میں لگانے سے سر درد اور نزلہ زکام میں فائدہ

ہوتا ہے۔

☆ اگر خشکی کی وجہ سے سر میں پپڑیاں سی بن گئی ہوں تو کلونجی کھانے سے ختم ہو جاتی ہیں۔

☆ کلونجی حیض کی رکاوٹ کو دور کرتی ہے۔

استعمال کا طریقہ:

کلونجی کے اکیس دانے لیں انہیں ایک کپڑے میں ڈال کر تر کر لیں اور اس کو ہر روز مریض کی ناک میں ڈالا کریں اور دائیں نتھنے میں دو قطرے اور بائیں نتھنے میں ایک قطرہ ڈالیں اور دوسرے روز بائیں نتھنے میں دو اور دائیں نتھنے میں ایک قطرہ ڈالیں اور تیسرے روز دائیں میں دو اور بائیں میں ایک قطرہ ڈالیں۔

انار اور اس کی افادیت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری اور پسندیدہ غذاؤں میں انار کو شرف قبولیت بخشا ہے۔ اس کو انگریزی میں (Pomegranate) اور عربی میں رُمان کہا جاتا ہے انار کی بے شمار قسمیں ہیں۔ لیکن سب سے اچھا اور ذائقے والا انار پاکستان میں ہی پایا جاتا ہے۔

انار بے شمار خوبیوں کا مظہر ہے اس کے کھانے سے بے شمار طبی فوائد حاصل ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

انار کا ذکر قرآن میں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ○

ترجمہ: ان دونوں (جنتوں) میں پھل کھجوریں اور شیریں انار ہوں گے۔

(پ:27، سورۃ رحمٰن، آیت ۶۸)

حدیث میں انار کا ذکر:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انار میں اکثر بیماریوں سے بچاؤ کی صفت موجود ہے۔

انار کی افادیت

معدے کی صفائی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انار کو اس کے بیج کے باریک چھلکوں کے ساتھ کھانے سے معدے کی صفائی ہوتی ہے۔

آنکھوں کے لئے مفید:

انار کے بیج کے باریک چھلکے کے ساتھ اس کا مشروب حاصل کیا جائے اور اس میں تھوڑا سا شہد آمیز کر کے پکایا جائے۔ جب مرہم کی طرح ہو جائے تو آنکھوں میں سرمے کی طرح لگایا جائے تو یہ آنکھ کی زردی کو ختم کرتا ہے اور آنکھوں کو رطوبات غلیظہ سے صاف کرتا ہے۔

منہ کی بیماری کے لئے مفید:

اگر اس کو مسوڑھوں پر لگایا جائے تو منہ آنے کی بیماری کے لئے مفید ہے۔ اگر شیریں اور ترش دونوں طرح کے انار کے چھلکے کے ساتھ نچوڑ کر استعمال کیا جائے تو دست لانے کے لئے مفید ہے۔

کھٹے، میٹھے انار کی افادیت:

کھٹا، میٹھا انار مزاج اور نفع دونوں اعتبار سے متوسط ہے۔ یہ ترش انار کی لطافت کے زیادہ قریب ہے۔

انار سے دیگر بیماریوں کا علاج

مندرجہ ذیل بیماریوں کا علاج انار سے کیا جا سکتا ہے۔

☆ انار کے جوس کا شربت سونف کے عرق کے ساتھ ملا کر دینے سے بھوک بڑھ جاتی ہے۔

☆ معدہ کی گرمی دور کرتا ہے۔

☆ طبیعت کی ہیجانی کیفیت سے آرام آجاتا ہے۔

☆ پیٹ کے اندرونی ورم دور ہو جاتے ہیں۔

☆ قوت باہ میں فائدہ ہوتا ہے۔

☆ کمزوریٔ باہ کی حالت جاتی رہتی ہے۔

☆ پیٹ میں تناؤ کی حالت دور ہو جاتی ہے۔

☆ یرقان کے مریض اگر اناروں کا استعمال کریں تو ان کو مرض سے جلد شفا حاصل ہوگی۔

☆ خون کی سرخی میں اضافہ کرتا ہے۔

☆ نہار منہ کھانے سے چہرے پر رونق آجاتی ہے۔

☆ دانتوں پر ملنے سے دانتوں کی صفائی ہوتی ہے۔

☆ آنکھوں میں ڈالنے سے بینائی تیز ہوتی ہے۔

☆ آنکھوں کی چمک بڑھ جاتی ہے۔

☆ آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے۔

☆☆☆

انجیر اور اس کی افادیت

قرآن پاک میں ذکر کئے جانے والے چند پھلوں میں سے ایک پھل انجیر بھی ہے۔ متعدد احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پھل کو پسند کرتے تھے اور مختلف امراض (بالخصوص بواسیر اور جوڑوں کے درد) کے علاج کے لئے تجویز فرماتے تھے۔ اس کی افادیت درج ذیل ہے۔

معنی ومفہوم:

انجیر کو عربی میں (تین) کہتے ہیں اور انگریزی میں (Fig) کہتے ہیں۔

انجیر کا ذکر قرآن میں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

فَاَنْبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا ۝ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ۝ وَّ زَیْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ۝

ترجمہ: تو ہم نے اس میں اگایا اناج اور انگور اور چارہ اور زیتون اور کھجور۔

(پارہ:30، سورۃ عبس، آیت ۲۷ تا ۲۹)

انجیر کے طبی فوائد

سوزش کا خاتمہ:

خون کی نالیوں میں سوزش ہونے کی وجہ سے انجیر کا استعمال بے حد مفید ہے۔ خون کی شریانوں میں ہر قسم کی رکاوٹ دور کرتی ہے۔ دل کے امراض میں بھی انجیر کھانا فائدہ مند ہے۔ اگر کسی وجہ سے خون کی شریانوں میں خون کی گردش میں خون جمنے کی صورت میں رکاوٹ محسوس ہو تو انجیر کھانے سے شریانیں درست ہو جاتی ہیں۔

پھلبہری کا خاتمہ:

پھلبہری کے مرض میں انجیر فائدہ دیتی ہے۔ اس کے دودھ کو جو کے آٹے میں ملا کر پھلبہری کے داغوں پر لگائیں تو فائدہ ہوگا۔

دائمی قبض کا خاتمہ:

دائمی قبض کے مرض میں مبتلا افراد کے لئے نہار منہ انجیر کھانا فائدہ مند ہے۔ اس سے پرانی قبض دور ہو جاتی ہے۔

انجیر کی خصوصیات

انجیر کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

☆ اجابت ٹھیک طریقے سے آتی ہے۔

☆ آنتیں نرم ہو جاتی ہیں۔

☆ آنتوں کی سوزش دور ہو جاتی ہے۔

☆ قبض کی وجہ سے پیٹ میں جو کھچاؤ اور اکراہٹ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اس سے وہ بھی دور ہو جاتی ہے جو افراد بواسیر کے مرض میں مبتلا ہیں وہ تازہ انجیر کا نکالا ہوا دودھ مسوں پر لگائیں تو مسے جھڑ جائیں گے۔

انجیر سے بیماریوں کا علاج

کمر درد میں انجیر مفید:

کمر درد میں انجیر مفید ہے۔ اس سے جسم میں توانائی پیدا ہوتی ہے۔ اعضاء کو تقویت ملتی ہے۔ چہرے پر رونق آ جاتی ہے۔ جن افراد کے چہرے بے رونق معلوم ہوتے ہیں ان کے لئے انجیر کا استعمال بہت ہی فائدہ مند ہے۔

دانتوں کے مرض کے لئے:

دانتوں کے امراض میں انجیر مفید ہے۔ انجیر کو خشک کر کے توے پر بھونیں پھر اس کو باریک پیس کر سفوف بنا لیں۔ اس سفوف کو مسوڑھوں پر ملیں۔ اس سے پائیوریا (Phyorrhea) کا مرض رفع ہو جاتا ہے۔ اس سے خون نکلنا بند ہو جاتا ہے۔

انجیر خون کی کمی کو دور کرتی ہے:

انجیر خون کی کمی کو دور کرتی ہے۔ خون کی کمی وجہ سے جن افراد کے ہاتھ پاؤں سوجھ جاتے ہیں ان کے لئے انجیر کا استعمال فائدہ مند ہے۔ بڑھاپے کی حالت میں جسمانی اعضاء میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے جس سے بے چینی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ ایسے میں انجیر کا استعمال فائدہ مند ہے۔

نظام انہضام کی اصلاح:

نظام انہضام کی اصلاح کے لئے انجیر کھانا مفید ہے۔ یہ غذا کو فوری طور پر ہضم ہونے میں مدد دیتی ہے۔ بواسیر کے مرض میں تو انجیر اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے اور بواسیر کے مریض عارضے کے دوران انجیر کا ہر روز باقاعدگی سے استعمال کریں۔ نہار منہ چند ماہ کھائیں بغیر کسی دوائی کے بواسیر کے مسے آہستہ آہستہ جھڑ جائیں گے۔

گردوں کے مرض میں مفید:

گردوں کے مرض میں انجیر کا استعمال فائدہ مند ہے۔ انجیر گردوں کی بہتر طور پر صفائی کرتی ہے۔ گردوں کے درد کو آرام پہنچاتی ہے۔ گردوں کو فیل ہونے سے بچاتی ہے۔ پیشاب رک رک کر قطرہ قطرہ آتا ہے جس کی وجہ سے جلن ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں انجیر کھانے سے افاقہ ہوتا ہے۔

انجیر سے خشک بواسیر کا علاج:

اگر تکلیف زیادہ ہو تو شہد کے ساتھ روزانہ نہار منہ پانچ عدد خشک انجیر کھالیں۔ مسلسل اس طریقے پر عمل کرنے سے انشاء اللہ چار ماہ سے لے کر دس ماہ کے اندر اندر بواسیر کے مسے خشک ہو جائیں گے اگر بواسیر میں تکلیف کم اور بدہضمی زیادہ ہو تو کھانے سے آدھا گھنٹہ پہلے خشک انجیر تین عدد کھالیجئے۔ ضرور افاقہ ہوگا۔

خونی بواسیر کا علاج:

☆ 6 ماہ تک روزانہ تین انجیر اور اتنے ہی وزن کا ادرک کا مربہ نہار منہ کھایئے۔ بواسیر میں فائدہ ہوگا۔

☆ 5 انجیر کے ٹکڑے کر کے مناسب مقدار میں دودھ کے اندر پکا لیجئے اور ٹھنڈا کر کے سوتے وقت کھالیجئے۔ انشاء اللہ خون آنا بند ہو جائے گا۔

فائدہ واہمیت

☆ انجیر بواسیر کوختم کردیتی ہےاور جوڑوں کے لئے مفید ہے۔
☆ انجیر چہرے کا رنگ نکھارنے کے لئے مفید ہے۔
☆ انجیر پیاس بجھاتا ہے۔
☆ انجیر بلغم کو پتلا کر کے نکال دیتا ہے۔
☆ انجیر میں کھانسی اور دمے کا علاج ہے۔
☆ انجیر موٹے پیٹ کو چھوٹا اور موٹاپے کو کم کرتا ہے۔

☆☆☆

دانتوں کی حفاظت کالاجواب علاج

عشاء کی نماز میں وتر پڑھتے ہوئے پہلی رکعت میں سورہ نصر دوسری رکعت میں سورہ لہب اور تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھنے سے دانت کبھی خراب نہیں ہوں گے۔

☆☆☆

بواسیر کا علاج

زیتون کے دودانے نہار منہ یا سونے سے پہلے ایک گلاس دودھ کے ساتھ کھانے سے بواسیر سے نجات مل جاتی ہے۔کئی لوگوں کا آزمودہ ہے۔

☆☆☆

جواور اس کی افادیت

جو کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ دنیا کے بہت سارے ممالک میں جو شریف کی پیداوار ہوتی ہے مگر سب سے زیادہ بھارت، کینیڈا، روس اور چین میں ہوتی ہے۔

☆☆☆

جو کی افادیت

جو کا حریرہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ اِذَا اَخَذَ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِهِ الْوَعَكُ اَمَرَ بِالْحَسَاءِ مِنَ الشَّعِيْرِ فَصُنِعَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ فَحَسُوْا مِنْهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنَّهُ لَيَرْتُوْ فُؤَادَ الْحَزِيْنِ وَيَسْرُوْ فُؤَادَ السَّقِيْمِ كَمَا تَسْرُوْ اِحْدَا كُنَّ الْوَسْخَ بِالْمَآءِ عَنْ وَجْهِهَا .

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے جب کسی کو بخار آ جاتا تو آپ جو کا حریرہ استعمال کرنے کا حکم دیتے چنانچہ حریرہ تیار کیا جاتا۔ پھر آپ ان کو حریرہ پینے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ یہ رنجیدہ دلوں کو قوی کرتا ہے اور بیمار دل کو دھوتا ہے۔ جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کے گرد و غبار کو دھوتا ہے۔ (ابن ماجہ ۳۴۴۵ کتاب الطب، ترمذی، ۲۰۴۰، امام احمد ۶/۳۲)

فائدہ:

جو ایک زود ہضم غذا ہے۔ معدہ اسے بہت جلد ہضم کرتا ہے۔ یہ معدے پر بوجھ نہیں ڈالتی۔ اس کے بے شمار غذائی اور طبی فوائد ہیں۔ یہ جلد ہضم ہو کر جسم کی تعمیر کرتے ہیں۔

جو کا ذکر حدیث میں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شریف بڑی رغبت کے ساتھ استعمال فرمایا احادیث مبارکہ میں جو شریف کی افادیت کا ذکر بیان ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جو شریف بہت پسند تھے۔ آپ نے جو شریف کو ہر اعتبار سے پسند فرمایا جو کی روٹی، جو کے ستو، جو کا دلیہ بنا کر تناول فرمایا۔

جو کی طبی اہمیت:

جو ایک ہلکی پھلکی غذا ہے۔ دل اور دماغ کو فرحت بخشتا ہے۔ دماغ کو سکون پہنچاتا

ہے۔جگر کی گرمی کو دور کر دیتے ہیں جن افراد کے مثانے میں گرمی ہو، پیشاب جل کر آتا ہو ان کے لئے جو کا جوشاندہ ٹھنڈا کر کے پینا فائدہ مند ہے۔

جو سے متعدد بیماریوں کا علاج

گردے کی پتھری کا علاج:

جو کا جوشاندہ گردے کی پتھری والے افراد کو شہد میں ملا کر پلائیں تو پتھری جلد خارج ہو جائے گی۔

السر کا علاج:

آنتوں کے السر میں مبتلا مریض نہار منہ جو کا دلیہ استعمال کرے۔

خون کی خرابی کا علاج:

جسم میں خون کی خرابی کی وجہ سے منہ اور جسم پر پھوڑے پھنسی کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ایسے میں جو کا استعمال خون کی گرمی کو اعتدال پر لاتا ہے۔

پیشاب کی نالیوں میں سوزش کا علاج:

پیشاب کی نالیوں میں سوزش کے لئے جو کے پانی میں شہد ملا کر پئیں۔اس سے سوزش دور ہو جائے گی۔

خون کی کمی کا علاج:

جو جسم میں خون کی کمی کو دور کرتا ہے۔اور صاف خون پیدا کرتا ہے جو خون میں موجود فاسد مادوں کو خارج کرتے ہیں۔اس کے مسلسل استعمال سے چہرے کی رنگت نکھر جاتی ہے۔

طریقہ استعمال:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ چھنے ہوئے آٹے کی ایک مقدار لی جائے اور اس سے پانچ گنا صاف اور تازہ پانی میں ملایا جائے اور پھر اس کو صاف برتن میں ڈال کر ہلکی آنچ پر

پکایا جائے کہ جل کر پانچواں حصہ باقی رہ جائے۔
پھر اسے صاف کر کے ضرورت کے مطابق استعمال کریں۔

جو بہترین غذا ہے:

جو غذائی اعتبار سے گندم سے قریب ترین اناج ہے۔ لیکن گندم کے مقابلے میں اس کا ذائقہ کچھ کم لذت والا ہوتا ہے۔ یورپین افراد جو کے فوائد جاننے کے بعد اسے بطور غذا او دوا استعمال کرتے ہیں اور وہاں پر جو کے غلہ کے بیرونی بھوسے کو اتار کر اسے ''پرل بارے'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جو پروٹین اور وٹامن بی کمپلیکس کا بہترین ذریعہ ہے جو کی پروٹین کی کوالٹی انتہائی اعلیٰ درجے کی مانی جاتی ہے اور اسی لئے بیماروں کی کمزوری رفع کرنے کے لئے اسے بہترین دوا اور غذا کا درجہ دیا جاتا ہے اور اسی لئے جو کا پانی بچوں اور مریضوں کی عمومی غذاؤں میں شامل کیا جاتا ہے بازار میں دستیاب آب جو جزوی طور پر پکے اور خشک جو سے تیار کیا جاتا ہے۔
جو گرمی کے موسم میں بہت ذوق وشوق سے پیا جاتا ہے۔

دودھ اور اس کی افادیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ بہت پسند فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دودھ میسر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بصد شوق نوش فرمایا۔ اس لئے دودھ کا استعمال سنت نبوی ہے۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرفہ کے دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے تو میں نے ایک برتن میں آپ کی خدمت میں دودھ بھیجا جو آپ نے نوش فرمایا۔ دودھ کی افادیت درج ذیل ہے۔

دودھ کی افادیت:

دودھ عمدہ خون پیدا کرتا ہے۔ خشک بدن کو شاداب کرتا ہے۔ بہترین غذائیت مہیا کرتا ہے۔ اگر اس میں شہد ملا کر پیا جائے تو اندرونی زخموں کو متعفن اخلاط سے بچاتا ہے

شکر کے ساتھ پینے سے رنگ نکھرتا ہے تازہ دودھ جماع کے ضرر کی تلافی کرتا ہے۔ سینے اور پھیپھڑے کے لئے موافق ہوتا ہے۔

دودھ کا ذکر قرآن میں:

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

ترجمہ: اور بے شک تمہارے لئے چوپاؤں میں سمجھنے کا مقام ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے۔ اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں۔ اور ان میں سے تمہاری خوراک ہے۔

(پ:۱۸، المومنون:۲۱)

دودھ کا ذکر حدیث میں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت خالد بن الولید تھے۔ لوگ دو بھنی ہوئی گوہ دو لکڑیوں پر رکھ کر لائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوکا۔ حضرت خالد نے کہا میرا خیال ہے آپ کو ان سے گھن آرہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا تو آپ نے پی لیا۔ آپ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی شخص کھانا کھائے تو یہ دعا کرے۔

"اے اللہ ہمیں اس میں برکت دے اور دودھ عطا فرما۔"

کیونکہ کھانے پینے کی چیزوں میں دودھ کا بدل کوئی چیز نہیں۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۳۰، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۴۵۵)

حضرت [illegible] نے ارشاد فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے جو بیماری رکھی ہے۔ اس کے لئے شفاء بھی رکھی ہے۔ تم گائے کے دودھ کو لازم رکھو۔ (مسند احمد رقم الحدیث: ۱۹۰۳۶)

دودھ کا کیمیائی تجزیہ:

دودھ انسان کے لئے بہترین غذا ہے۔ اس میں گوشت، خون اور ہڈی پیدا کرنے کے تمام اجزاء توازن کے ساتھ موجود ہیں۔ سو گرام...... گائے کے دودھ میں...... ۶۵ حرارے ۳٫۳...... گرام پروٹین، ۳٫۸...... گرام چکنائی، ۱۲۰ گرام کیلشیم، ۰٫۰۵...... ملی گرام، فولاد، ۰٫۰۴...... ملی گرام وٹامن بی، ۰٫۰۴...... ملی گرام وٹامن سی، وٹامن اے...... ۳۵ ملی گرام، فولک ایسڈ...... ۵ مائیکروگرام۔

دودھ کی اہمیت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِّنْهُ وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ فَاِنِّيْ لَا اَعْلَمُ مَا يُجْزِئُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَّا اللَّبَنَ ○

ترجمہ: جسے خدا کھانا کھلائے اسے یہ کہنا چاہئے کہ اے اللہ اس میں ہمارے لئے برکت فرما اور اس میں سے بہتر رزق ہمیں دے اور جس کو خدا دودھ پلائے اسے کہنا چاہئے کہ اے اللہ اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اس کو زیادہ کر۔ اس لئے کہ میں دودھ کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں جانتا۔ جو کھانے پینے دونوں کے لئے کافی ہو۔

دودھ ایک بنیادی غذا ہے:

انسانی جسم کی نشوونما کے لئے دودھ بنیادی غذا ہے۔ بچے کی پیدائش کے وقت اس کی سب سے پہلی غذا دودھ ہی ہوتی ہے۔ ماں اپنے بچے کی پرورش دودھ سے کرتی ہے۔ دودھ سے بے شمار امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔

جو خواتین اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلاتیں ان کو دوسری خواتین کی نسبت چھاتی کا کینسر زیادہ ہوتا ہے۔

دودھ پینے کے بعد کلی کرنا:

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر پانی طلب فرمایا پھر فرمایا کہ دودھ میں چکنائی ہے۔ (صحیح بخاری ۱/۲۷۰، صحیح مسلم ۳۵۸)

بہترین دودھ کون سا ہے:

بہترین دودھ تھن سے نکالا ہوا تازہ دودھ ہوتا ہے جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے اس میں نقص پیدا ہوتا جاتا ہے۔ تھن سے نکالنے کے بعد اس میں برودت کم ہوتی ہے اور رطوبت زیادہ نہیں ہوتی۔ ترش دودھ اس کے برخلاف ہوتا ہے۔ پیدائش کے چالیس دن کے بعد والا دودھ سب سے عمدہ ہوتا ہے۔ جس دودھ میں بہت زیادہ سفیدی ہو وہ بہت خوب ہوتا ہے اور اس کی بو بھی خوشگوار ہوتی ہے۔ اور لذیذ ہوتا ہے۔ اس میں معمولی شیرینی پائی جاتی ہے اور معتدل چکنائی ہوتی ہے۔

دودھ سے مندرجہ ذیل امراض کا علاج کیا جا سکتا ہے:

☆ اگر کوئی شخص تیزاب پی لے تو اسے فوراً دودھ پلایا جائے
☆ بخار کی حالت میں نیم گرم دودھ پینا فائدہ مند ہے
☆ دودھ پینے سے بھوک کی کمی ختم ہوتی ہے
☆ جسم سے صفراوی مادوں کا اخراج ہوتا ہے
☆ جگر کو تقویت دیتا ہے
☆ دل کو طاقت ملتی ہے
☆ [illegible] کے مریضوں کے لئے دودھ پینا فائدہ مند ہے

[illegible]

[illegible] کو بھی نقصان دیتا ہے۔ دماغ اور

کمزور سر کیلئے تکلیف دہ ہے۔ جوڑوں میں درد اور سدے پیدا ہوتے ہیں۔ شہد اور سونٹھ کے مربے سے اس کی اصلاح کی جاتی ہے۔ یہ تمام بیماریاں اس کو لاحق ہوتی ہیں جو اس کا عادی نہ ہو۔

فائدہ:

دودھ ایک بہت ہی اچھی غذا ہے۔ یہ ہمارے جسم کو تقویت بخشتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت پسند تھا اور اس میں بہت ساری بیماریوں کا علاج ہے۔ اس لئے دودھ کثرت سے استعمال کرنا چاہئے۔

کھجور اور اس کی افادیت

عرب میں بکثرت پایا جانے والا پھل کھجور ہے۔ یہ پھل حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت استعمال کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرعوب تھا۔ کھجور کا غذا میں استعمال کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ قرآن میں بھی کھجور کا ذکر بیس مرتبہ آیا ہے۔ کھجور کی افادیت درج ذیل ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

کھجور کا ذکر قرآن میں:

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

ترجمہ: اس پانی سے تمہارے لئے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل، بیشک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کے لئے۔

(پ:۱۴، النحل:۱۱)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ

ترجمہ: اور کھجور کے درخت کو اپنی طرف ہلاؤ۔ وہ تجھ پر تروتازہ کھجوریں

گرائے گا۔ پھر اسے کھاؤ اور پانی پیو۔ اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔

(سورۃ مریم پارہ 16، آیت ۲۵، ۲۶)

کھجور کی اہمیت

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر برکت نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی ۲/۱۶۲)

دوسری حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے۔ اگر وہ نہ ہوتی تو چھوہارے کھالیتے تھے اور اگر وہ بھی نہ ملتے تو چند چلو پانی پی لیتے۔

(ابوداؤد ۲/۲۹۴)

کھجور کی افادیت

زہر کے اثر کا خاتمہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عجوہ کھجور جنت سے ہے۔ اس میں زہر سے شفاء ہے۔ (ترمذی ۴/۱۷)

دوسری حدیث پڑھئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہار منہ کھجور کھاؤ اس سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔ (الجامع الصغیر ص ۲۹۸)

کھجور سے افطاری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے اور اگر کھجوریں نہ ہوتیں تو چھوہارے سے روزہ افطار کرتے تھے اور اگر چھوہارے نہ ملتے تو چند چلو پانی سے افطاری کرتے تھے۔

(ابوداؤد رقم الحدیث ۵۶۔ ترمذی رقم الحدیث ۶۹۶۔ مسند احمد بن حنبل ۳/۱۶۴)

کھجور سے روزہ افطار کرنے میں حکمت:

کھجور سے روزہ افطار کرنے میں بہت ہی لطیف حکمت ہے۔ اس لئے کہ روزے کی وجہ سے معدہ غذا سے خالی ہوتا ہے۔ اب جگر کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں رہ جاتی جس کو وہ جذب کر کے قوی اور اعضاء کو بدل ما یتحلل کے طور پر دے۔ شیریں چیز جگر کو بہت زیادہ مرغوب ہے۔ اس لئے جگر کی طرف بہت جلد سرایت کر جاتی ہے اور اگر تازہ کھجور ہے تو جگر اسے اور بھی جلدی قبول کرتا ہے اور پھر اس کے بعد کھانے کی خواہش بڑھتی ہے اور پھر پوری رغبت سے کھانا کھایا جاتا ہے۔

بکثرت استعمال کا نقصان:

اگر کوئی اس کا عادی نہ ہو اور وہ بکثرت استعمال کرے تو اس کے بدن میں بہت تیزی سے تعفن پیدا کرتی ہے اور اس سے خراب خون پیدا ہوتا ہے اور اس کے بکثرت استعمال سے خراب خون بھی پیدا ہوتا ہے اور سر درد بھی ہوتا ہے۔

کھجور سے علاج

قوت باہ میں اضافہ کیلئے:

خشک کھجوریں پکا کر کھانے سے قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

جسمانی کمزوری کو ختم کرنے کے لئے:

نہار منہ کھجور کھانا جسم کو تقویت دیتا ہے اور جسمانی کمزوری کو ختم کرتا ہے۔

جگر کی تقویت کے لئے:

اس کا باقاعدہ استعمال جگر کو تقویت بخشتا ہے۔

مردانہ کمزوری کے لئے:

مردانہ کمزوری کے مریض کو اس کا استعمال مسلسل جاری رکھنا چاہئے تو اس کو فائدہ ہو گا۔

کھجور کے طبی فوائد

پیٹ کی بیماریوں کا خاتمہ:

نہار منہ کھانے سے پیٹ کے کیڑے اور دوسری بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

بلغم کا خاتمہ:

کھجوریں بلغم کے مریض کے لئے بھی فائدہ مند ہیں۔ یہ بلغم کا اخراج آسانی سے کرتی ہیں۔

گردوں کی سوزش کا خاتمہ:

گردوں کی سوزش میں کھجوروں کا شربت یا پانی بنا کر پینا افاقہ کرتا ہے۔

قبض کا خاتمہ:

کھجوریں کھانے سے پرانی قبض دور ہو جاتی ہے۔

صفراوی مریض کے لئے:

کھجور کو اچھی طرح ابال کر جوشاندہ کی شکل میں بنا کر پینے سے سوزاک اور صفراوی طبیعت کے لئے اس سے شافی کوئی علاج نہیں۔

جادو اور زہر سے حفاظت:

مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَّمْ يَضُرُّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ

جس نے سات عجوہ کھجوروں سے اپنی صبح کا آغاز کیا تو اسے اس دن جادو اور زہر نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۵۴۴۵)

☆☆☆

شہداوراس کی افادیت

حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری غذاؤں میں شہد کا استعمال بھی کثرت سے نظر آتا ہے۔آپ کوشہد بہت ہی پسند تھا اوراس کا شمار مرغوب غذاؤں میں ہوتا ہے۔ پینے والی چیزوں میں آپ کوشہد بہت پسند تھا۔

آپ نے اپنی زندگی میں شہد کا استعمال کیا۔شہد بہت ہی زیادہ افادیت کا حامل ہے۔

شہد کا معنی ومفہوم:

شہدکوعربی زبان میں عسل اورانگریزی میں (Honey) کہتے ہیں۔

شہد کا ذکرقرآن میں:

اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں ارشادفرمایا:

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝

ترجمہ: اورڈال دی آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات کہ بنایا کر پہاڑوں میں (اپنے) چھتے اور درختوں (کی شاخوں) میں اوران چھپروں میں جولوگ بناتے ہیں پھراس کو چوسا کر ہرقسم کے پھلوں سے پس چلتی رہا کراپنے رب کی آسان کی ہوئی راہوں پر۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جوغوروفکر کرتے ہیں۔

شہد کا ذکرحدیث میں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے شہد میں ہر بیماری کی شفاء ہے اور

قرآن اس کے لئے شفاء ہے جو بیماری سینوں میں ہوتی ہے۔

(تفسیر طبرانی، زیر آیت ہذا، ۱۴/۱۶۶)

شہد کی فضیلت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر ماہ تین صبح شہد چاٹے گا اسے بڑی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ (سنن ابن ماجہ مع شرح ۴/۱۰۲۔ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۹۳۱)

دوسری حدیث پاک پڑھئے۔

ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے بھائی کو استطلاق بطن کی بیماری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اسے شہد پلاؤ۔ اس نے شہد پلایا۔ پھر آیا اور عرض کی شہد نے تو بیماری میں اضافہ کر دیا ہے۔ فرمایا جاؤ اور اسے شہد پلاؤ۔ اس نے شہد پلایا تو بیماری اور بڑھ گئی۔

پھر آیا اور عرض کی یا رسول اللہ شہد نے تو اس کی بیماری بڑھا دی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ تو جا اور اسے شہد پلا، وہ گیا۔ اس نے شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الطب باب الشفاء ۵/۲۱۵۲، داؤد ابن کثیر دمشق)

شہد کے طبی فوائد

شہد کے طبی فوائد درج ذیل ہیں۔

دل کی خرابی کے لئے فائدہ بخش:

جس فرد کو قلب اختلاج کا عارضہ ہو وہ شہد کا استعمال کرے۔ اسے دل کی بے ترتیب حرکت کو درست کرنے اور مریض کو طاقت دینے والی ایک حیرت انگیز مقوی دوا پایا گیا ہے۔

نزلہ و زکام میں مفید:

نزلہ اور زکام کی حالت میں ایک کپ گرم پانی میں ایک چمچہ شہد اور آدھا لیموں نچوڑ

کر پینے سے افاقہ ہوتا ہے۔نزلہ اور زکام میں اس کا استعمال مفید ہے۔

بلغمی دمے کے مریض کے لئے فائدہ بخش:

شہد بلغمی دمے کے مرض میں فائدہ دیتا ہے۔ سینے میں موجود بلغم اس سے دور ہو جاتا ہے۔اس سے بلغمی کھانسی سے آرام آجاتا ہے۔تنگی سے سانس لینے کی کیفیت دور ہو جاتی ہے۔

شہد کی خصوصیات

شہد کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

چربی کا خاتمہ:

شہد چربی کو ختم کرنے کے لئے بہت مفید چیز ہے۔اس کے مسلسل استعمال سے جسم میں موجود تمام زائد چربی ختم ہو جاتی ہے۔

آنکھوں کے امراض کا خاتمہ:

آنکھوں کے امراض میں بھی اس کا استعمال فائدہ دیتا ہے۔ اگر آنکھوں میں خراش، چبھن دھندلا پن اور نگاہ کی کمزوری ہے تو کچھ عرصہ شہد کا استعمال کرنے سے یہ تمام امراض ختم ہو جاتے ہیں۔

جسمانی کمزوری کا خاتمہ:

جسمانی کمزوری کو دور کرنے اور قوت باہ میں اضافہ کی غرض سے شہد کا استعمال نہایت مفید ہے۔ اس مقصد کے لئے شہد کو انڈے پیاز اور گاجر کے ساتھ استعمال کیا جائے تو کمزوری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

شہد سے مختلف بیماریوں کا علاج

شہد سے مختلف قسم کی بیماریوں کا علاج کیا جاسکتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔

اسہال کا علاج:

ایک شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے بھائی کو اسہال چل رہے ہیں۔ فرمایا اسے شہد پلاؤ۔ اس نے جا کر شہد پلایا تو الٹا مرض میں اضافہ ہو گیا۔ اس نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی اس کا اسہال بڑھ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے شہد پلا دو۔ اس نے واپس جا کر پھر شہد پلا دیا لیکن مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی۔ عرض کی یا رسول اللہ اس کا اسہال بڑھتا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اس کے پیٹ میں جھوٹ ہے۔ جا اسے شہد پلا۔ وہ واپس گیا اور اسے شہد پلا دیا۔ وہ ایسے صحیح ہو گیا جیسے اونٹ سے نکیل دور کی جائے تو خوش ہو کر بھاگتا ہے۔ (سنن ترمذی کتاب الطب ۷/۴۲۳، رقم الحدیث: ۲۰۰۸)

ہاضمے کی خرابی کا علاج:

چھوٹے بچوں اور بوڑھے افراد کو اکثر ہاضمے کی شکایت رہتی ہے۔ اس کے لئے دودھ اور شہد کا استعمال برابر مقدار میں آمیزہ بنا کر استعمال کرنا مفید ہے۔

شہد سے زہر کا علاج:

شہد کو گرم پانی میں ملا کر پینے سے زہر اتر جاتا ہے۔ باؤلے کتے کے کاٹے ہوئے کو شہد کا لعوق چاٹنا فائدہ دیتا ہے۔

شہد میں شفاء ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلَاثٍ: شَرْبَةِ عَسَلٍ، وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ، وَكَيَّةِ نَارٍ، وَاَنْهٰی اُمَّتِیْ عَنِ الْكَيِّ۔

ترجمہ: شفا تین چیزوں میں ہے۔ (۱) شہد پلانے میں (۲) سینگی لگانے والے نشتر کے چیرے میں (۳) آگ سے داغنے میں۔

لیکن میں اپنی اُمت کو آگ سے داغ کر علاج کرنے کی ممانعت کرتا ہوں۔
(صحیح البخاری رقم الحدیث:۵۶۸۰، زاد المعاد ۴/۵۰۔۶۲ صحیح بخاری کتاب الطب ۵/۲۱۵۲)

عمدہ شہد کون سا ہے:

وہ شہد سب سے عمدہ ہے جس میں حدت کم ہو، سفید ہو، صاف اور شیریں ہو، پہاڑوں اور درختوں سے حاصل کیا جانے والا شہد، میدانوں سے حاصل کئے جانے والے شہد سے بہتر ہوتا ہے۔ یہ شہد کی مکھیوں کے رس چوسنے کے مقام اور جگہ کے اعتبار سے عمدہ اور بہتر ہوتا ہے۔

اصلی اور نقلی شہد کی پہچان:

اصلی شہد کو شناخت کرنے کے بے شمار طریقے ہیں۔ مثلاً

(۱) پانی سے بھرے شیشے کے برتن میں شہد کے چند قطرے ٹپکائیں۔ اگر یہ قطرے پانی میں جوں کے توں سیدھے جا کر تہہ میں بیٹھ جائیں تو شہد خالص ہے اور اگر پھسل کر پانی میں مل جائیں تو یہ نقلی ہے۔

(۲) شہد کے قطرے لٹھے کے ایک کترن پر ایک دو لمحوں کے لئے رہنے دیں اگر اٹھانے پر کترن سے بغیر دھبے کے پارے کی طرح اٹھ جائیں تو یہ شہد خالص ہے۔

(۳) آنکھ میں لگانے سے شہد کم لگے تو شہد ملاوٹی اور زیادہ لگے یعنی آنکھ میں زیادہ جلن پیدا کرے تو یہ شہد اصلی ہے۔

حضور کی بارگاہ میں شہد کی مکھی کی حاضری:

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگی سفر پر روانہ ہوئے۔ دوران سفر کھانا کھانے لگے۔ تمام صحابہ کرام سے فرمایا اگر کسی کے پاس سالن ہے تو لے آئے۔ تا کہ سب مل کر کھانا کھالیں۔ تمام صحابہ کرام نے عرض کی کسی کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اسی اثناء میں ایک مکھی کان کے پاس گھوں گھوں کرتی سنائی دی۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ یہ مکھی کیا کہتی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کہتی ہے ہمارے پاس بہت سا شہد ہے لیکن ہم

اٹھا نہیں سکتے۔ آپ دو آدمی بھیجیں تا کہ وہ شہد لے آئیں۔

آپ نے فرمایا اس مکھی کے پیچھے جاؤ۔ مکھی صحابہ کرام کو ایک غار کے دروازے پر لے گئی۔ جہاں ایک بہت بڑا چھتا تھا۔ حضرت علی نے اپنی مرضی کے مطابق شہد حاصل کیا اور حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ وہی مکھی پھر سرکار کے سر پر منڈلانے لگی۔ صحابہ کرام نے پوچھا اب یہ کیا کہتی ہے آپ نے فرمایا میں نے اسے سوال کیا یہ شہد کیسے اکٹھا کرتی ہے؟

اس نے بتایا کہ ہم میں سے ایک سردار مکھی ہوتی ہے۔ تمام مکھیاں اس کے حکم سے پھلوں اور پھولوں کا رس چوس کر چھتے میں لاتی ہیں تو ہم اس پر درود پڑھتی ہیں۔

اس سے پھلوں اور پھولوں کی تاثیر تبدیل ہو کر مٹھاس میں بدل جاتی ہے۔

(شفاء القلوب ۲۳)

درسِ عمل:

شہد کی مٹھاس کا فلسفہ ہی پڑھ لیں تو ہم بھی اپنی بے مزہ زندگی میں وہ بہار لا سکتے ہیں جس کے جھونکے یہاں بھی اور اگلے جہان میں بھی ہماری روحوں کو معطر کرتے ہیں۔ آیئے آج سے عہد کر لیں کہ ہم اپنی زبانوں کو ذکر الٰہی اور درود شریف سے تر رکھیں گے چند دنوں میں ہی کڑوی کسیلی زندگی میں مٹھاس پیدا ہو جائے گی جس کی حلاوت ہم خود اور ہمارے گرد اگرد بسنے والی مخلوق بھی محسوس کرے گی۔

قرآن روحانی بیماریوں کی شفا ہے...... شہد جسمانی بیماریوں کی:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَلْعَسَلُ شِفَآءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ، وَالْقُرْآنُ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہد جسمانی مرض کے لئے شفاء ہے اور قرآن مجید فرقان حمید ہر روحانی مرض کے واسطے شفاء ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۱۳۹، الرقم ۳۰۰۱۰)

بلاؤں سے حفاظت:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلَاثَ غَدَوَاتٍ، كُلَّ شَهْرٍ، لَمْ يُصِبْهُ عَظِيْمٌ مِّنَ الْبَلَاءِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر ماہ تین روز صبح شہد چاٹا کرے گا اسے کوئی بھی بلائے عظیم ایذا نہیں دے سکتی۔ یعنی کوئی بڑا مرض لاحق نہیں ہو سکتا۔

(سنن ابن ماجہ: الرقم: ۳۴۵۰، مشکوٰۃ المصابیح، الرقم: ۴۵۷۰)

فائدہ:

قرآنی آیات مبارکہ اور جگہ جگہ احادیث مبارکہ سے شہد کی شفاء بخش قوت کی توثیق ہوتی ہے۔ جسمانی قوتیں بحال کرنی ہوں یا امراض کا علاج کرنا ہو شہد کا استعمال شفاء اور برکت کا باعث ہے کیونکہ فرمانِ الٰہی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جہاں رب کائنات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سند آ جائے وہاں تو شفا ہی شفاء چھم چھم برستی ہے۔

روٹی کی افادیت واہمیت

غذا کے طور پر سب سے زیادہ مستعمل سفید گیہوں کی روٹی ہے۔ یہ دیر سے ہضم ہوتی ہے کیونکہ اس میں بھوسی کم ہوتی ہے اور روٹی کی اعلیٰ ترین قسم وہ ہے جو خمیری اور عمدہ گوندھی ہوئی ہو۔ پھر تنور کی پکی ہوئی روٹی کا درجہ ہے۔ روٹی سب سے بہترین غذا ہے اور اس کی افادیت درج ذیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

ترجمہ: کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو، بے شک حد سے بڑھنے والے

اسے پسند نہیں۔(پ:۸،سورۃ اعراف،آیت:۳۱)

سرکار کی نظر میں روٹی کی اہمیت:

كَانَ اَحَبُّ الطَّعَامِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ الثَّرِيْدُ مِنَ الْخُبْزِ وَالثَّرِيْدُ مِنَ الْحَيْسِ ۝

ترجمہ: رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے مرغوب غذا روٹی سے بنی ہوئی ثرید اور گھی، کھجور اور ستو سے تیار کی ہوئی ثرید تھی۔(ابوداؤد،رقم الحدیث:۳۷۸۳)

روٹی کا احترام کرنے کا حکم:

گری ہوئی روٹی کو اٹھا کر کھا لینا سنت ہے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں تشریف لائے۔روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا تو اس کو لے کر پونچھا پھر کھا لیا۔اور فرمایا:اے عائشہ اچھی چیز کا احترام کرو۔یہ چیز روٹی ہے جب کسی قوم سے بھاگ جاتی ہے تو لوٹ کر نہیں آتی۔(ابن ماجہ۴/۵۰،رقم الحدیث:۳۳۵۳)

روٹی کی توقیر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَكْرِمُوا الْخُبْزَ وَمِنْ كَرَامَتِهٖ اَنْ لَّا يُنْتَظَرَ بِهِ الْاِدَامُ

ترجمہ: روٹی کا اعزاز کرو،اس کا اکرام یہ ہے کہ اس کے ساتھ شوربے کا انتظار نہ کیا جائے۔

ایک اور جگہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان اور زمین کی برکات سے ہے۔

جو شخص دستر خوان سے گری ہوئی روٹی کو کھالے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(الجامع الصغیر ص۸۸،رقم الحدیث:۱۴۲۶)

درسِ ہدایت:

کریم آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے کس قدر روٹی کا اکرام کرنے کی تلقین فرمائی ہے جبکہ موجودہ معاشرے میں روٹی کی قدر نہیں کی جاتی۔ اس پاک رزق کو پیروں تلے روندا جاتا ہے بڑی بڑی محفلوں اور پروگراموں میں کھانے کی بے حرمتی کی جاتی ہے اور حضور علیہ السلام کے فرمان کو فراموش کر دیا جاتا ہے۔

گرے ہوئے ٹکڑے کی قدر کرنے کا صلہ:

☆ حدیث پاک میں ہے جو کھانے کے گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر کھائے وہ فراخی کی زندگی گزارتا ہے اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں کم عقلی سے حفاظت رہتی ہے۔ (کنز العمال ۱۵/۱۱۱ رقم الحدیث: ۴۰۸۱۰)

☆ حضرت سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔ روٹی کے ٹکڑوں اور ریزوں کو چن لیجئے۔ انشاء اللہ خوش حالی نصیب ہوگی۔ بچے صحیح اور بے عیب ہوں گے اور وہ ٹکڑے حوروں کا مہر بنیں گے۔ (احیاء العلوم ۲/۷)

دعوتِ عمل:

دستر خوان پر جو دانے وغیرہ گر گئے انہیں مرغیوں چڑیوں، گائے یا بکری وغیرہ کو کھلا دینا جائز ہے یا ایسی جگہ احتیاط سے رکھ دیں کہ چیونٹیاں کھالیں۔

غربت کا بہترین علاج:

حضرت سیدنا ہدبہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ بغداد مامون رشید نے اپنے ہاں دعوت پر مدعو کیا۔ طعام کے آخر میں کھانے کے جو دانے وغیرہ گر گئے تھے۔ محدث موصوف چن چن کر تناول فرمانے لگے۔ مامون نے حیران ہو کر کہا اے شیخ کیا آپ کا ابھی تک پیٹ نہیں بھرا؟ فرمایا کیوں نہیں! دراصل بات یہ ہے کہ مجھ سے حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے جو شخص دستر خوان کے نیچے

گرے ہوئے ٹکڑوں کو چن چن کر کھائے گا وہ تنگدستی سے بے خوف ہو جائے گا۔
(ثمرات الاوراق ۱/۸)

درسِ عبرت:

آج کل ہر ایک بے برکتی اور تنگدستی کا رونا رو رہا ہے۔ کیا بعید کہ روٹی کا احترام نہ کرنے کی یہ سزا ہو۔

آج شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو جو روٹی کی بے قدری نہ کرتا ہو۔ ہر طرف کھانے کی بے حرمتی کے دلسوز نظارے ہیں۔ شادی کی تقریبات ہوں یا بزرگوں کے نیاز کے تبرکات۔ کھانا ہر جگہ ضائع کیا جاتا ہے برتن اچھی طرح سے صاف نہیں کیے جاتے۔

کھانا برتنوں میں ایسے ہی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور کھانے کو ضائع کرنا گناہ ہے۔
آیئے عہد کرلیں کہ آئندہ کھانا ضائع نہیں کریں گے۔

☆☆☆

دہی (Curd)

اگرچہ دہی میں تازہ دودھ سے مشابہ غذائی اجزا پائے جاتے ہیں لیکن اس میں وسیع طور پر طبی اعتبار سے خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ دہی کی افادیت درج ذیل ہے۔

دہی......جلد کو چمکدار بناتا ہے:

باقاعدگی سے دہی کھانے والے افراد جاذب نظر ہوتے ہیں بلکہ یہ جلد اور اعصاب کو صحت مند اجزا فراہم کرتا ہے اور جلد کو دھوپ کے منفی اثرات سے محفوظ رہنے کی صلاحیت دیتا ہے۔ دہی میں موجود بیکٹیریا جلد کو ملائم اور چمک دار بناتے ہیں۔ دہی میں لیموں یا سنگترہ ملا کر چہرے پر لگایا جائے تو چہرہ صاف اور چمک دار ہو جاتا ہے۔ ایک کپ دہی میں لیموں یا سنگترے کا رس ملا کر 10 منٹ تک منہ پر لگا کر رکھیں پھر دھولیں۔ چہرہ صاف اور چمکدار ہو جائے گا۔

جوکا دلیہ......اور دہی کا استعمال:

جوکا دلیہ اور دہی ملا کر استعمال کرنا جلد کو زیادہ بہتر انداز میں صاف اور ملائم بناتا ہے۔ اس مغلوبے کو چہرے پر پندرہ منٹ تک لگا رہنے دیں اور پھر نیم گرم پانی سے دھولیں۔

دہی......بالوں کی نشوونما کے لئے کارآمد ہے:

دہی بالوں کی نشوونما کے لئے بہت مفید ہے۔اس سے بال ملائم، لمبے اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔دہی بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح لگانا اور پھر دھونا چاہئے۔اس سے بال خوبصورت ہوتے ہیں۔

دہی سے......نیند کا علاج:

دہی بے خوابی یعنی نیند نہ آنے کے مرض کا آسان علاج ہے۔مریض کو کافی مقدار میں دہی کھانے کے ساتھ ساتھ سر پر اس کا مساج بھی کرنا چاہئے۔یہ مساج کرنے سے نیند آسانی سے آجاتی ہے۔

حصہ ہشتم
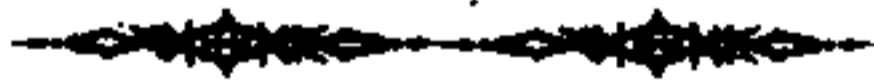
بیماریاں اوران کا علاج

صحت وتندرستی اللہ کریم کی بہت بڑی نعمت ہے۔دین و دنیا کے سارے کام اسی سے انجام پاتے ہیں جو شخص اس دولت سے محروم رہتا ہے وہ بہت سے دوسرے وسائل کے باوجود زندگی کی حقیقی لذت اور مسرت سے بے بہرہ رہتا ہے۔اس کے لئے سرشاری اور فکر وعمل کے تمام مواقع ختم ہو جاتے ہیں۔جو اسے روحانی مسرت عطا کرسکیں۔

صحت کی نعمت سے محروم شخص اپنی ذاتی قوت و صلاحیت کے استعمال سے معاشرے کی صلاح وفلاح کے لئے خدمات انجام دینے کے قابل نہیں ہوتا۔ایسا شخص اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کے باوجود خیر وسعادت کی دولت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔

صحت کا فقدان صرف جسم ہی نہیں بلکہ دل و دماغ،خیالات وافکار اعمال وافعال سب کو متاثر کرتا ہے۔اس لئے اسلام کی تعلیمات میں وہ ساری چیزیں وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان کردی گئی ہیں جو حفظانِ صحت کے لئے ضروری ہیں۔

تحفہ دولہا کے اس حصے میں صحت مند زندگی کے لئے صحت مند خوراک پر بحث کی گئی ہے۔مختلف بیماریاں اوران کے علاج دوا،دم اور دعا سے بیان کئے گئے ہیں۔بیماری میں مبتلا شخص کو چاہئے کہ وہ وقت پر اپنے مرض کی تشخیص کروائے اور بروقت علاج سے اپنی صحت کو یقینی بنائے۔اس میں مکمل رہنمائی موجود ہے تاہم اگر مرض بڑھتا چلا جائے تو کسی اسپیشلسٹ ڈاکٹر سے رجوع کر کے مکمل رہنمائی حاصل کریں۔

صحت مند زندگی کے لئے صحت مند خوراک

بہترین خوراک ہی بہترین زندگی کی علامت ہوتی ہے۔ صبح سے شام تک محنت و کوشش کرنے والا انسان جب تک اچھا کھانا نہ کھائے اس کی طاقت اور ہمت اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ صحت مند زندگی کے لئے صحت مند خوراک بہت ضروری ہوتی ہے۔

گلی سڑی چیز یا باسی چیز کھانے سے بیماری لگ سکتی ہے۔ بجائے اس کے کہ بعد میں علاج کراتے پھریں صحت مند رہنے اور بیماریوں سے بچنے کے لئے ہمیشہ اچھی اور متوازن غذا کا استعمال کریں۔

ناشتہ اور صحت مند خوراک:

☆...... پراٹھا اور حلوہ پوری کی بجائے سادہ روٹی کھائیں۔

☆...... بالائی اور سالن کی بجائے بالائی اترے دودھ سے بنے دہی کا استعمال کریں۔

☆...... دودھ ہمیشہ بالائی کے بغیر استعمال کریں۔

☆...... انڈا زردی کے بغیر کھائیں۔

☆...... پھل اور پھلوں کا رس ناشتے میں ضرور استعمال کریں۔

☆...... کارن فلیکس اور سیریل یعنی دلیا کا استعمال سالن روٹی سے بہتر ہے۔

☆...... چائے میں چینی کا استعمال کم سے کم کریں۔

ناشتے اور لنچ کے درمیان کچھ کھانا ہو تو

☆...... چنے کی چاٹ (کم نمک کے ساتھ) لال لوبیے کی چاٹ پھل یا فروٹ چاٹ یا کٹی ہوئی سبزیاں (گاجر، مولی، کھیرا وغیرہ) کھائیں سموسوں، پکوڑوں سے کہیں بہتر ہے۔

☆...... چائے ہلکی چینی کے ساتھ لیں یہ صحت کے لئے مفید ہے۔

دوپہر اور رات کا صحت مند کھانا

☆...... سفید آٹے کا استعمال کم سے کم کریں۔

☆...... ایک وقت میں دو پھلکے یا ایک پلیٹ ابلے ہوئے چاول سے زیادہ مت کھائیں۔

☆...... آدھی پلیٹ سبزیوں کی یا ایک پلیٹ سلاد ہر کھانے میں شامل کریں۔

☆...... اگر گوشت کھائیں تو اعتدال سے (دو بوٹیاں مرغی کا آدھا سینہ، ایک ٹانگ یا ایک ٹکڑا مچھلی کا کھائیں) کھانے کے بعد میٹھے کی بجائے پھلوں کا استعمال کریں۔

ذیابیطس کے مریضوں کے لئے ہدایات

مندرجہ بالا ہدایات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ چند نکات پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ایسے تمام پھلوں اور سبزیوں سے پرہیز کریں جن میں میٹھا زیادہ پایا جاتا ہے مثلاً انگور، کھجور، خربوزہ، چقندر اور شکر قندی وغیرہ۔

چینی سے بنی تمام اشیاء میٹھے، حلوے، مٹھائیاں اور دیگر بیکری کے سامان سے پرہیز کریں۔

کھانا پکانے کا صحیح طریقہ

کوکنگ آئل مناسب مقدار میں استعمال کریں کیونکہ اس کی زیادہ مقدار صحت کے لئے مضر ہے۔

☆...... سبزیوں کو ہلکا پھلکا کر کے طور پر پکائیں، زیادہ گھی، تیل ڈالنے سے نہ صرف غذائیت ضائع ہو گی بلکہ سبزیاں کھانے کا مقصد بھی فوت ہو جائے گا۔

☆...... سبزیاں مناسب مقدار میں پکائیں بجائے زیادہ پکائیں کیونکہ اس طرح ان

کی غذائیت متاثر ہوگی۔

☆...... دال کو ابالنے کے بعد تھوڑی مقدار میں تیل کا تڑکا لگائیں۔

☆...... بناسپتی گھی کا تڑکا نہ لگائیں یہ صحت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے۔

☆...... کھانے میں نمک کم استعمال کریں کیونکہ اس سے بلڈ پریشر بڑھتا ہے گوشت کم سے کم استعمال کریں اور اس پر سے چربی ہٹادیں۔

☆...... مچھلی تل کر استعمال نہ کریں بلکہ اسے بھاپ میں یا کوئلے پر پکائیں، مچھلی دل کی صحت کے لئے مفید ہے لیکن گھی یا تیل میں نہیں۔

اچھی صحت کے لئے......خوراک کی اہمیت وضرورت:

اچھی صحت کے لئے غذا کی اہمیت وضرورت مسلمہ ہے۔ غذا صاف وستھری اور اصلی ہونی چاہیے۔ آج کی اس ملاوٹ والی دنیا میں بیماریاں کثرت سے پھیلتی جارہی ہیں۔ ان کی ایک اہم وجہ ناقص اور ملاوٹ والی خوراک ہے۔

اس لئے غذا کے استعمال میں احتیاط کرنی چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ اصل غذا کے ساتھ امدادی غذا کا استعمال ضرور کرنا چاہیے۔ اس سے صحت منداور تندرست وتوانا رہنے میں کافی مدد ملے گی۔

اصل غذائیں اور امدادی غذائیں:

دنیا کے بیشتر حصوں میں بیشتر لوگ تقریباً ہر کھانے میں ایک اصلی سستی غذا کھاتے ہیں علاقہ کی مناسبت سے یہ اصل غذا چاول......مکا......مکی......دالیں...... گندم......آلو یا کیلا ہوتی ہیں یہی اصل غذا عام طور پر جسم کی بیشتر غذائی ضرورتیں پوری کرتی ہے۔

لیکن صرف یہ اصل غذائیں انسان کو تندرست رکھنے کے لئے کافی نہیں ہوتیں۔ بعض امدادی غذاؤں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر کوئی بچہ پیٹ بھرنے کے لئے اصل غذا کافی مقدار میں کھاتا بھی ہے تو وہ دبلا

اور کمزور ہو سکتا ہے وجہ یہ ہے کہ اصل غذا میں اکثر پانی اور ریشہ اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ بچے کو بڑھنے کے لئے کافی توانائی ملنے سے پہلے ہی اس کا پیٹ بھر جاتا ہے ایسے بچوں کی توانائی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے دو اہم کام کر سکتے ہیں۔

بچوں کو کئی مرتبہ کھلائیں جب بچہ بہت کم عمر اور بہت دبلا ہو اور اس کی نشو و نما ٹھیک نہ ہو تو اسے دن میں کم از کم ۵ مرتبہ کھانا کھلانا چاہئے اور بیچ کے وقت میں کوئی ہلکی پھلکی چیز بھی کھلانا چاہئے۔ زیادہ توانائی والی امدادی غذائیں مثلاً تیل...... شکر...... شہد اصل غذائیں ملا دینا چاہئے۔ سب سے اچھی بات یہ ہوگی کہ اصل کھانے میں کھانے کا تیل جو پودوں سے حاصل کیا جاتا ہے یا تیل والی غذائیں مثلاً مونگ پھلیاں...... لوکی...... اور تل کے بیج شامل کئے جائیں۔

زیادہ توانائی والی غذائیں:

توانائی سے بھرپور غذائیں اگر اصل غذا میں شامل کر دی جائیں تو بچہ کو فاضل توانائی مل جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اصل غذا میں دو اور امدادی غذائیں شامل کرنی چاہئیں۔ جب ممکن ہو تو جسم بنانے والی غذائیں مثلاً پھلیاں...... دودھ...... انڈے...... مونگ پھلی ...... اور گوشت بھی انتہائی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اصل غذاؤں کے ساتھ حفاظتی غذائیں مثلاً نارنگی...... سنگترہ...... کینو...... پیلے رنگ کے پھل...... سبزیاں...... گہرے ہرے رنگ کی ترکاریاں بھی دینی چاہئیں حفاظتی غذاؤں سے جسم کو اہم وٹامن اور معدنیات ملتے ہیں۔

تندرست رہنے کے لئے صحیح غذا:

آپ کا گھرانہ جو اصل غذا کھاتا ہے اس سے جسم کی توانائی اور غذا کی بیشتر ضرورتیں [illegible] ہو جاتی [illegible] سب پوری نہیں ہوتیں۔ اصل غذا میں امدادی غذا شامل کر کے آپ [illegible] والے کھانے تیار کر سکتے ہیں۔

معالجین/ادویہ ساز اداروں اور ادویات کی خرید وفروخت کرنے والوں کیلئے اسلامی احکامات وہدایات

اسلامی احکامات کی روشنی میں ایک ڈاکٹر، معالج، ادویہ ساز اداروں اور ادویات کی خرید وفروخت کرنے والے اداروں کے لئے بے شمار ہدایات موجود ہیں اگر ان ہدایات کو نظر انداز کر دیا جائے تو انسانی قدریں پامال ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ چند اہم ہدایات درج ذیل ہیں۔

علاج کی فضیلت ذہن میں رکھی جائے:

اگر کوئی شخص بہت زیادہ بیمار ہے اس کو بہت زیادہ تکلیف ہے۔ اگر وہ بیماری کی وجہ سے مر رہا ہے تو اس کا علاج کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ اور اس کا علاج کرنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ط

ترجمہ: تو جس کسی نے کسی شخص کو مرنے سے بچا لیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچا لیا۔ (پ:۶، المائدہ ۳۲)

تشریح وتوضیح:

جس شخص نے ایک انسان کو مرنے سے بچا لیا اس نے گویا تمام انسانوں کو بچا لیا مثلاً کوئی شخص آگ میں جل رہا ہو یا دریا میں ڈوب رہا ہو بھوک سے مر رہا ہو۔ شدید سردی میں ٹھٹھر کر مرنے والا ہو اس کو اس مصیبت سے نکال کر یا کسی بیماری میں مبتلا تھا تو اس کی جان بچا لی تو اللہ کے نزدیک اس کی یہ نیکی اتنی عظیم ہے جیسے کسی شخص نے تمام انسانوں کو موت کے چنگل سے آزاد کرا دیا۔

یہ حقیقت ہمیشہ یاد رکھیں

مال آزمائش ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتْنَۃً وَّفِتْنَۃُ اُمَّتِی الْمَالُ

ترجمہ: یعنی ہر امت کا کوئی فتنہ ہے اور میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب الزہد،۴/۱۵۰، رقم الحدیث:۲۳۴۳)

مال آزمائش ہے یہ جاننے کے باوجود آج ہمارے معاشرے میں اکثر لوگوں کے ذہنوں پر دولتوں اور خزانوں کے انبار جمع کرنے کی دھن سوار ہے۔ اور اس راہ پر خار میں کتنی ہی تکالیف سے دوچار ہونا پڑے، پرواہ نہیں، بس! ہر وقت دولت دنیا جمع کرنے کی حرص ہے۔

انسان اور لوگوں کی دولت کو دیکھ خود بھی دولت جمع کرنے کی فکر میں رات دن گھلتا ہے۔ اسے دولت حاصل کرنے کا اس قدر جنون ہوتا ہے کہ وہ دولت حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی صحیح و غلط تدبیروں میں لگے رہنے کے پیچھے حرص ولالچ کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے اور یہ حقیقت انسان کی پیدائشی خصلت ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جوں جوں ابن آدم کی عمر بڑھتی ہے تو اس کے ساتھ دو چیزیں بھی بڑھتی رہتی ہیں۔

(۱) مال کی محبت

(۲) لمبی عمر کی خواہش۔ (صحیح البخاری۴/۲۲۲، رقم الحدیث:۶۴۲۱)

اخلاص کی ضرورت:

اسلام نے اس بات کی تعلیم دی ہے کہ انسان کسی بھی پیشے سے تعلق رکھتا ہو اس میں [illegible] ایک معاشرے میں خلوص کا ہونا انتہائی لازمی ہے کیونکہ وہ دکھی

خیر خواہی کے جذبات:

معالج چاہے وہ ڈاکٹر ہو یا حکیم، سرجن ہو یا فزیشن اس کے دل میں مریض کے لئے خیر خواہی کے جذبات ہونے چاہئیں۔ دوا یا نسخہ یا مشورہ دیتے وقت کسی تساہل، غفلت یا جان چھڑانے والا رویہ اختیار نہ کریں۔ یہ بات اخلاق کے بھی خلاف ہے اور شریعت اسلامیہ کے بھی۔

مریض کی حیثیت کے مطابق اُجرت اور فیس کی وصولی:

اپنی اُجرت اور فیس وصول کرتے وقت مریض کی مالی حیثیت کو مدنظر رکھا جائے ایسا نہ ہو کہ مریض مرض کی شدت میں ہو اور معالج کا ذہن اس بنیاد پر کام کر رہا ہو کہ اس سے کتنی دولت کما سکتا ہے۔ (جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے)

علاج میں بلاضرورت تاخیر نہ کریں:

مریض کے مرض کا معائنہ کرنے کے بعد ایسا علاج تجویز کیا جائے جس میں بلاضرورت تاخیر نہ ہو تاکہ محض مریض سے پیسے وصول کرنے کی خاطر علاج کو طویل کرنے کا طریقہ ختم ہو جائے اگر بندہ سوچے کہ اس مریض کی جگہ میں ہوتا اور میرے ساتھ ایسا ہوتا تو......؟ میرے خیال میں یہ احساس ساری منفی سوچیں بدل دے گا۔

مریض کی جان سے نہ کھیلیں:

اگر مریض کے مرض کے بارے میں یا تشخیص کے بارے میں معالج کا ذہن مطمئن نہ ہو تو پھر وہ کسی اپنے سے بہتر معالج کے پاس بھیج دے۔ محض معاصرانہ چپقلش کی بناء پر مریض کی جان سے نہ کھیلیں۔

معالج نئے انکشافات اور ایجادات سے باخبر رہے:

معالج کو چاہئے کہ اپنے میدان کے مطالعہ کو تازہ رکھے۔ جدید حالات و تحقیقات اور دنیائے طب میں ہونے والے نئے نئے انکشافات اور ایجادات سے باخبر رہے۔

اپنے فرض سے آگاہی:

ایک مثالی مسلمان معالج وہ ہوتا ہے جو اپنے فرض سے بخوبی آگاہ ہو اور اس کے بجا لانے میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔

رزق حلال کا خیال رکھے:

یاد رہے کہ رزق حرام جہنم میں لے جانے کا سبب بنتا ہے۔ کئی معالجین قومی خزانوں سے تنخواہ لیتے ہیں جہاں ان کی ڈیوٹی ہوتی ہے وہاں مریضوں کی قطاریں معالج کے انتظار میں ہوتی ہیں۔ وہاں ان کو دوائی لینے میں گھنٹوں کے گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ اس تاخیر سے مریض کے دکھ اور اذیت میں اضافہ ہوتا ہے اور معالج کے لئے رزق حلال کے حصول میں رکاوٹ بھی ہے۔

اپنی آخرت تباہ نہ کرے:

بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ معالج حضرات اپنی ڈیوٹی والی جگہ میں مریض پر توجہ نہیں دیتے اور مختلف طریقوں سے اپنے پرائیویٹ کلینک میں آنے پر مجبور کرتے ہیں۔ شرعی نقطہ نظر سے یہ زیادتی ہے۔ اس غیر اخلاقی رویئے سے وہ دنیا میں عیش وعشرت کا سامان تو کر لیتے ہوں گے لیکن آخرت داؤ پر لگ جاتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے کہ

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ۝

خوف خدا اور خشیت الٰہی:

معالج کو مریض کا علاج کرتے وقت خوف خدا اور خشیت الٰہی دل میں رکھنا چاہئے۔ [illegible] تعالیٰ کے مطابق جو انسان تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے مشکل [illegible] شفا دینے والا اللہ عزوجل معالج کے نسخے میں بھی شفا [illegible]

شیریں بیانی اور حسن خلق:

مریض انتہائی دکھی انسان ہوتا ہے اور دکھی ہونے کی وجہ سے انتہائی حساس ہوتا ہے۔مرض انسان کو چڑچڑا بنا دیتا ہے۔اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ معالج کی طرف سے ناگوار رویئے کا سامنا کرنا پڑتا ہے اگر وہ اس سے جلد بازی میں اکتاہٹ کا اظہار کر دے تو وہ کامیاب معالج نہیں ہو سکتا اگر مریض کے چڑچڑے پن کا جواب جھنجھلاہٹ سے دے گا تو گویا وہ خود مریض ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق انسان کے بیان میں جادو کا سا اثر ہوتا ہے۔معالج اپنی شیریں بیانی اور حسن خلق سے مریض کا آدھا مرض ٹھیک کر سکتا ہے۔

دکھی انسانیت کی خدمت کا جذبہ:

سورۃ حشر میں اللہ نے ایثار کرنے والوں کا تذکرہ فرمایا:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

ترجمہ: اور ترجیح دیتے ہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو اور جس کو بچالیا گیا اپنے نفس کی حرص سے وہی لوگ بامراد ہیں۔

(پ۲۸،الحشر۹)

بہترین انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو خسارے میں رکھ کر دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دے۔ایک معالج کو اپنا آرام وراحت قربان کر کے دکھی انسانیت کی خدمت کرنا پڑتی ہے۔معالج کلینک یا ہسپتال سے آیا ابھی آرام سے بیٹھا بھی نہ تھا کہ کسی سنجیدہ کیس کی اطلاع آجاتی ہے یہ لمحہ معالج کے لئے انتہائی صبر آزما ہوتا ہے اور یہی ایثار کا موقع ہوتا ہے۔

اخلاقی تقاضے اور اسلامی آداب:

یہ اخلاقی تقاضے اور آداب اسلامی دواساز اداروں کے لئے بھی بہت اہم ہیں

ان اداروں کو بھی اخلاقی اقدار کا پاس کرنا چاہئے کہ وہ دوا سازی میں زیادہ منافع خوری سے اجتناب کریں اور مریض کے لئے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آسانی پیدا کریں۔

دورِ حاضر کا انتہائی سنگین مسئلہ:

دور حاضر کا انتہائی سنگین مسئلہ جعلی ادویہ بنانے کا ہے جس سے مریض خرچ کرنے کے باوجود دکھ اور تکلیف سے نجات نہیں پاتا یہاں تک کہ یہ ادویہ مریض کی موت کا ذریعہ بن جاتی ہیں لہٰذا ایسے دوا ساز اداروں کے ساتھ معالج کو بھی رابطہ نہ رکھنا چاہئے نہ ان کی ادویات لکھ کر دینی چاہئیں اگر کوئی جعلی ادویہ بناتا ہے تو پھر بنانے والا، بیچنے والا، اور وہ معالج جو نسخہ تجویز کرتا ہے سب گنہگار ہوتے ہیں۔

علاج معالجہ میں کمیشن کا مسئلہ:

افسوس! صد افسوس! آج کل ادویہ ساز ادارے کئی معالجین کو بڑے بڑے گفٹ دیتے ہیں۔ کمیشن دیتے ہیں کہ ہماری دوائیاں تجویز کی جائیں اور کمیشن کا سارا بوجھ مریض پر پڑتا ہے جو اچھی دوائی ہوگی خود بخود چلتی رہے گی کمیشن والا معاملہ نہیں ہونا چاہئے۔

☆☆☆

احتلام، جریان اور اس کا علاج

احتلام نوجوان مردوں کو ہوا کرتا ہے۔ اس مرض میں بلا ارادہ اعضائے تناسل یعنی نائزہ سے منی خارج ہوتی ہے۔ یہ عموماً رات کے وقت نیند میں ہوتا ہے۔

اسباب (Causes)

کثرت مجامعت:

مرض میں کثرت مجامعت، اعضائے تناسل کا ذکی الحس ہونا اور قبض ہونا احتلام کی [illegible] کثرت مجامعت میں اعضائے تناسل پر زور پڑتا ہے دوران نیند

معمولی سی حرکت سے احتلام ہو جاتا ہے۔

قبض:

قبض سے ہاضمے کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ تمام متعلقہ شریانوں اور نالیوں میں گڑ بڑ ہوتی ہے۔ قبض سے گیس پیدا ہوتی ہے جس کا دماغ پھیپھڑے اور اعضائے تناسل پر پریشر بڑھتا ہے اور جمع ہوتا رہتا ہے۔ رات کو نیند کے دوران معمولی سی تحریک سے نائزہ سے منی خارج ہو جاتی ہے۔

فحش خیالات:

اس کے علاوہ فحش خیالات مرد کے ذہن میں آتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی خواہشات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے غلط طریقے استعمال کرتا ہے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اس کے دماغ پر عشقیہ تصورات قبضہ کر لیتے ہیں۔

علامات: Clinical Features

(1) کثرت جماع کی وجہ سے مریض میں سستی، کاہلی کمر درد اور سر چکراتا ہے۔ جسم ٹوٹتا ہے اور سارے اعضاء میں تناؤ آجاتا ہے۔

(2) پیشاب کثرت سے بار بار آتا ہے۔ پیشاب کرتے وقت جلن ہوتی ہے۔

(3) دماغ اور پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں کھانا ہضم نہیں ہوتا۔

(4) پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہوتی ہے۔

خون کھولتا ہے۔

یہ ساری وجوہات مریض کے ذہن پر دباؤ بڑھاتی ہیں۔

احتلام کا نقصان:

اگر احتلام ہفتے میں ایک بار ہو جائے اور اعضاء میں کمزوری وغیرہ محسوس نہ ہو تو اس سے کوئی نقصان نہیں۔ جوان اور تندرست آدمی کو مہینے میں ایک دفعہ احتلام ہونا صحت کے

لئے اچھا ہوتا ہے۔ اس سے اس کے فاسد مادے اور اعضائے تناسل پر سے کثرت جماع کا دباؤ کم ہو جاتا ہے اگر احتلام ہر دوسرے تیسرے دن یا ہر روز ہو جائے تو صحت پر برا اثر ڈالتا ہے جسم میں بہت کمزوری ہو جاتی ہے۔

☆ اگر احتلام کثرت سے آئے تو جریان کی بیماری ہو جاتی ہے۔ پاخانہ کرتے وقت دباؤ سے معمولی سی سفید رنگ کی رطوبت خارج ہوتی ہے۔ بعض اوقات مثانہ، گردہ اور یوریتھرا کی خراش اور بواسیر جریان منی کا سبب بنتی ہے۔

خطرات:

گرم اشیاء کا استعمال اس مرض کو زیادہ کرنے کا سبب بنتا ہے۔ مریض کی صحت گر جاتی ہے۔ وہ لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کا کسی کام کے کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ بار بار منی خارج ہونے سے مریض کے بچہ پیدا کرنے والے جراثیم خارج ہو جاتے ہیں۔ وہ بانجھ پن کا شکار ہو جاتا ہے۔ بار بار احتلام اور جریان کی منی خارج ہونے سے مریض کئی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

Treatment علاج

Treatment with Medicine دوائی سے علاج

سب سے پہلے مریض کو قبض دور کرنے کے لئے دوائی دی جائے۔ مریض کو گرم اشیاء مصالحے وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اسے بیسا کوڈائل گولیاں دو صبح و شام دیں۔

پرہیز سے علاج:

مریض کو فحش خیالات اور عشقیہ قصے کہانیوں کو دل سے نکال دینا چاہئے۔

شہوانی خیالات دل سے نکال دے۔

رات کو سوتے وقت اگر پیشاب آ جائے تو فوراً کر لینا چاہئے پیشاب جمع ہونے سے [illegible] اعضائے تناسل پر اثر پڑتا ہے۔

تلاوت قرآن سے علاج:

مریض کو سورۃ حجرات تین بار پانی پر دم کر کے اکتالیس روز تک پلایا جائے۔ انشاء اللہ آرام آجائے گا۔

احتلام و جریان کا کامیاب نسخہ:

تالمکھانہ دو تولہ، کونچ سفید دو تولہ، شاور دو تولہ

طریقہ استعمال:

تینوں ادویات کو کوٹ کر پیس کر گولیاں بنالیں۔ یا درمیانے سائز کے کیپسول میں بھرلیں۔ صبح و شام ایک ایک کیپسول استعمال کریں۔

احتلام سے حفاظت:

بعض مرتبہ احتلام کی کثرت سے صحت برباد ہوتی ہے اور نماز کا معاملہ بھی گڑ بڑ ہو جاتا ہے اور گرم اشیاء کھانے سے تو یہ مرض بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ سورۃ معارج پارہ ۲۹ اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا کریں اور سونے سے پہلے وضو کر لیا کریں اور ایک مرتبہ سورۃ والسماء والطارق پڑھ کر ہاتھ پر دم کر کے ہاتھ اپنے جسم پر پھیر لیں۔ چالیس دن یہ عمل کریں انشاء اللہ جلد ہی مرض جاتا رہے گا اور اگر اس عمل کو معمول بنالے تو بہتر ہے۔

مٹی کے جراثیم اور ان کا علاج

مٹی میں کھیلنا بچوں کی عادت و فطرت میں شامل ہے۔ یاد رکھیں کہ بچوں کا زیادہ دیر مٹی میں رہنا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے مٹی کے جراثیم سے بچنے کے لئے بچوں کو مٹی میں کھیلنے سے منع کرنا چاہئے۔

مٹی میں کھیلنے سے منع کرنے کی وجہ:

مٹی میں کھیلنے سے منع کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے اور وہ وجہ جراثیم ہیں۔ خاص

طور پر وہ جراثیم جو ہمیں بیمار کرتے ہیں جب ہم اپنے دونوں چھوٹے ہاتھوں میں مٹی لیتے ہیں تو ہمارے دونوں ہاتھوں میں جتنی مٹی ہوتی ہے جس میں کئی کروڑوں بیکٹیریا یا کئی لاکھ فنجائی اور کئی لاکھ الجی چھپے ہوتے ہیں۔ یہ جراثیم انسانی آنکھ سے نظر نہیں آتے بلکہ ان کو دیکھنے کے لئے خوردبین استعمال کرنا پڑتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان کو خوردنامئے کہا جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ تمام کے تمام ہی بیمار کرتے ہیں ان میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مٹی میں دبے ہوئے پودوں اور مردہ جانوروں کو تباہ و برباد کر کے مٹی کو زرخیز بناتے ہیں لیکن کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو زائد مقدار میں ہمارے جسم میں داخل ہو جائیں تو ہمیں بیمار کر سکتے ہیں۔ پولیو، پیچش، تشنج اور دیگر کئی بیماریاں لگ سکتی ہیں۔

وائرس کا شکار بچہ:

مثال کے طور پر ہمارا وہ ساتھی جو گھر سے باہر باغ تک وہیل چیئر پر جاتا ہے اور وہ دوڑ کر سرخ پھولوں سے پہلے پھولوں والی کیاری تک نہیں جا سکتا وہ کسی معصوم شرارت کے بعد کسی پیڑ کے پیچھے چھپ نہیں سکتا۔ یقیناً وہ پولیو کے وائرس کا شکار ہے جو مٹی میں کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

رہنے کی جگہ (Living Place)

یہ آلودہ پانی میں بہت زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔

جسم میں داخلہ:

آلودہ غذا کے استعمال سے یہ جراثیم کافی تعداد میں جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ غذا کے ساتھ یہ آنتوں میں پہنچتے ہیں اور آنتوں سے خون میں جذب ہو جاتے ہیں۔

جسم میں قوت مدافعت کی کمی سے جراثیم کا حملہ:

اگر جسم میں قوت مدافعت نہ ہو تو یہ جراثیم خون کے ذریعے ان عصبی دھاگوں میں [illegible] جسم کے مختلف حصوں تک جاتے ہیں اور جسم کی حرکت کو

کنٹرول کرتے ہیں۔

پولیو وائرس ان عصبوں کو تباہ کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے زیادہ تر پیر اور کبھی کبھار ہاتھ بھی مفلوج ہو جاتے ہیں۔

مٹی کے جراثیم کے نقصانات:

اگر کھیلتے ہوئے چوٹ لگ جائے تو ممکن ہے وہ اس میں زہریلے مادے خارج کرنا شروع کر دیں یہ زہریلے مادے خون میں شامل ہو کر دماغ تک پہنچتے ہیں دماغ پر ان کا حملہ شدید اور خوفناک ہوتا ہے۔

اس کی وجہ سے تقریباً پورا جسم مفلوج ہو جاتا ہے اور منہ سختی سے بند ہو جاتا ہے۔ یعنی دونوں جبڑے سختی کے ساتھ ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔ یعنی ایک دوسرے پر جم جاتے ہیں اس علامت کی وجہ سے اس بیماری کو Lock Jaw بھی کہا جاتا ہے۔

کھیلتے ہوئے چوٹ لگ جانے کا علاج:

اگر کبھی کھیل ہی کھیل میں ایسی چوٹ لگ جائے جس میں جسم پر خراش یا زخم آ جائے تو فوراً ایسے جراثیم کش محلول مثلاً ڈیٹول سے دھونا چاہئے۔ ایسا نہیں ہے کہ مٹی میں کھیلنے والے بچوں کو اگر خارش آ جائے یا جسم چھل جائے اور اس پر زخم آ جائے تو اس میں تشنج کے جراثیم ضرور ہی داخل ہوں۔ زیادہ تر اس قسم کی خراشوں میں خوردنامیوں کی ایک قسم فنجائی داخل ہو جاتے ہیں خراش معمولی سی سوج جاتی ہے۔ اور خوردنامیے اس جگہ پر سبزی مائل پیلا مواد تیار کرتے ہیں اگر کسی بھی جراثیم کش مثلاً الکوحل، پایوڈین اور ڈیٹول وغیرہ کا استعمال کیا جائے تو جلد نارمل ہو جاتی ہے اور اگر کسی جراثیم کش چیز کا استعمال نہ کیا جائے تو یہ سوجن اور مواد کئی مہینوں تک ختم ہوتا ہے۔

مٹی کھانے کا علاج:

بعض بچوں کو مٹی کھانے کی عادت ہوتی ہے جبکہ مٹی میں بہت سارے جراثیم

ہوتے ہیں جس کے کھانے سے بچے مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اکثر دفعہ پیٹ میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ اور خطرناک قسم کی بیماریاں جنم لیتی ہیں اس کا بہتر علاج یہ ہے کہ جو بچہ مٹی کھاتا ہو اسے مندرجہ ذیل آیت بتائے گئے طریقہ پر لکھ کر کھلائیں۔ انشاءاللہ مٹی کھانا چھوڑ دے گا۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

طریقہ:

خالص گندم کے آٹے کی روٹی پر مذکورہ آیت لکھ کر کھلائیں انشاءاللہ بچہ مٹی کھانا چھوڑ دے گا۔

اسہال اور اس کا علاج

(Diarrhoea and its Treatment)

مریض کو بار بار پتلے پاخانے آنے کو اسہال کہتے ہیں جب کسی کو پتلے یا پانی جیسے دست آنے لگیں تو اسے اسہال کہتے ہیں۔ اسہال کے جراثیم کنوؤں، نہروں اور جوہڑوں کے پانی کے ذریعے انسان تک پہنچتے ہیں۔ یہ Infection دیر کے بعد عمل کرتی ہے۔ یہ اسہال بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ جراثیم آنت میں جمع ہوتے ہیں اور Infection کرتے ہیں۔

اسہال چھوٹے بچوں کو اور خاص طور پر ان افراد کے لئے جو ناقص غذائیت کا شکار ہوتے ہیں زیادہ عام اور خطرناک ہوتا ہے۔

وجوہات (Causes)

ان کا [illegible] قسم کے جراثیم (Rate Virus) وبائی اسہال اور دوسرے

اسہال پھیلانے کی وجہ بنتے ہیں۔اگر دست ایک دو ہفتوں سے زیادہ عرصے تک رہیں تو ان کو Chronic Diarrhoea کہتے ہیں۔دست ہر عمر کے لوگوں کو لگ جاتے ہیں لیکن وائرس سے ہونے والے دست زیادہ تر چھوٹے بچوں کو ہوتے ہیں۔جن کی عمر 5 سال سے کم ہو۔

اسباب: (Causes of Diarrhoea)

اسہال کے آنے کے کئی اسباب ہیں۔جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) وائرسز کی وجہ سے ہونے والے اسہال: (Virusus Diarrhoea)

وائرسز میں کئی قسم کے وائرسز شامل ہیں۔ان کو Reovirsus کہتے ہیں لیکن سب سے نمایاں وائرس Rotavirus ہے۔جو چھوٹی (5 سال سے کم) عمر کے بچوں میں دست پھیلاتا ہے۔

علامات: (Clinical Features)

اس کے Infection سے ایک دم پانی کی طرح اسہال آنے شروع ہو جاتے ہیں...... بچے کے پیٹ کے نچلے حصے میں درد ہوتی ہے...... اس کا دل خراب ہوتا ہے...... قے آتی ہے......اور بخار بھی ہوتا ہے...... بار بار دست آنے سے بچے کے جسم کے اندر پانی اور نمکیات کی کمی ہو جاتی ہے......جس کی وجہ سے بچے کے چہرے کا رنگ پیلا پڑ جاتا ہے......مریض بہت کمزور ہو جاتا ہے......

مدت:

یہ حالت 5 سے 6 دن تک رہتی ہے......علاج کروانے سے حالت بہتر ہو جاتی ہے۔

موسم:

یہ بیماری زیادہ تر موسم برسات اور موسم خزاں میں ہوتی ہے۔

(2) بیکٹیریا یا ٹاکسن کی وجہ سے اسہال: (Diarrhoea Toxin Diarrhoea)

مختلف کھانوں مثلاً دودھ، دہی، چاول وغیرہ میں بیکٹیریا یا Staphylococcus شامل ہو جاتے ہیں۔ جو دست کی وجہ سے بنتے ہیں۔

علامات: (Clinical features)

مریض کو متلی اور قے آتی ہے۔ پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ Infection کے چند گھنٹوں بعد پتلے پاخانے شروع ہو جاتے ہیں۔

(3) ہیضہ کی وجہ سے اسہال آنا: (Cholera Diarrhoea)

وجوہات:

ہیضہ خطرناک مرض ہے۔ اس سے جسم کے سارے عضلات درد کرتے ہیں۔

علامات: (Clinical Features)

مریض کے جسم میں الٹیوں (Vomting) کی وجہ سے پانی اور نمکیات کی زبردست کمی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہیضے کا فوری علاج کرنا چاہئے۔

(4) بلغمی اسہال: (Billious Diarrhoea)

اس قسم کے اسہال بچوں کو زیادہ ہوتے ہیں۔

وجوہات:

گرم غذا اور خراب موسم کی وجہ سے اور موسم خزاں میں زیادہ پھیلتے ہیں۔

علامات: (Clinical Features)

☆ پیٹ میں بدہضمی ہونے سے طبیعت خراب ہوتی ہے...... پھر اچانک قے آتی ہے اور اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔

☆ دست کے ساتھ صفرا یعنی بلغم بھی آتی ہے۔

☆ دست پتلے اور تیزی سے آتے ہیں۔

☆ سبز رنگ کے دست ہوتے ہیں۔

نقصانات:

ان دستوں سے چھوٹے دودھ پینے والے بچوں کے جسم میں پانی ونمکیات کی کمی ہو جاتی ہے۔

بچے کے چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے...... جسم کا درجہ حرارت کم پڑ جاتا ہے...... اور بچے پر غنودگی چھا جاتی ہے...... پیاس شدت سے لگتی ہے...... مریضوں کی قے میں صفراء خارج ہوتا ہے...... پیٹ میں ہوا بھر جاتی ہے...... اور جلدی جلدی سانس آتی ہے...... بوڑھوں اور بچوں کے لئے ایسے اسہال خطرے سے خالی نہیں ہوتے...... اس لئے ان کا فوری علاج کیا جانا چاہئے۔

(5) دستوں میں خون آنا: (Melaena)

یہ اسہال مردوں اور عورتوں میں عام ہوتا ہے۔ عورتوں کو ماہواری بند ہونے سے خونی دست آنے لگ جاتے ہیں۔

وجوہات:

یہ اسہال آنتوں کی سوزش، بواسیر، خون کی کمی اور قبض کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

علامات: (Clinical Features)

دست قدرے پتلے اور رک رک کر آتے ہیں۔

☆ اسہال کے ساتھ خون آتا ہے۔

☆ پاخانے کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔

نقصانات:

بار بار خون آمیزہ دست آنے سے خون کی کمی ہو جاتی ہے...... جسم میں کمزوری ہو جاتی ہے...... اسہال کے ساتھ پیٹ میں ہلکا سا درد ہوتا ہے...... ہاتھ پاؤں لاغر ہو جاتے

ہیں......مریض ہر وقت بے چینی محسوس کرتا ہے۔

علاج (Treatment)

دوائی سے علاج: (Treatment with Medicine)

☆ فلیجل 400 ملی گرام (Tab Flagyl 400 mg) دوپہر شام ایک ایک گولی اور امیوڈیم 2 ملی گرام (Imodium 2 mg) 2 cap کیپسول اکٹھے دیں۔

☆ مریض کو آرام کرنے دیں۔ گرم اور کھٹی چیزیں کھانے کو نہ دیں۔ ایک ایک گولی Tab. Furogone دن میں چار مرتبہ دیں۔

شہد سے علاج: (Treatment with Honey)

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اس کے بھائی کو اسہال ہو رہے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے شہد پلاؤ، کچھ دیر بعد وہ پھر حاضر ہوا اور کہا کہ اسہال میں زیادتی ہو گئی ہے۔ فرمایا شہد پلاؤ، کچھ دیر بعد پھر حاضر ہوا کہ مزید زیادتی ہو گئی ہے۔ فرمایا شہد پلاؤ۔ (چوتھی دفعہ) پھر حاضر ہوا اور شکایت کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہد پلاؤ۔ اس نے پھر شہد پلایا تو مرض اور بڑھ گیا۔ اس نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے بھائی کا مرض اور بڑھ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اِسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرِءَ ○

"جا بھائی کو شہد پلا دے اس لئے کہ اللہ کا فرمان سچا ہے اور تیرے بھائی کے پیٹ میں جھوٹ ہے۔ اس نے پھر شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔"

(سنن ترمذی، کتاب الطب عن رسول اللہ ۴۴۲/۲، الرقم الحدیث: ۲۰۰۸) صحیح بخاری رقم الحدیث: 5684

فائدہ:

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ شہد غذا بھی ہے اور علاج بھی حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کا اسہال کے مریض کو شہد تجویز کرنا حکمت سے خالی نہیں تھا۔

ایک مرتبہ مریض کو شہد پلانے سے جراثیم ختم نہیں ہو سکے۔ لیکن جب تین مرتبہ شہد پلایا گیا تو وہ جراثیم ہلاک ہو گئے اور چوتھی دفعہ شہد پلانے سے جراثیم اور دیگر زہریلا مواد اس کے پیٹ سے نکل گیا اور مریض صحت یاب ہو گیا۔

بہی سے علاج:

اسہال کے مرض میں بہی کا استعمال فائدہ مند ہے۔ دل کے مریض اپنی صحت کو درست رکھنے کے لئے اور دل کے دوروں سے بچنے کے لئے بہی کا استعمال کریں تو ان کے لئے انتہائی مفید پھل ہے۔

سفید، چقندر اور مسور کی دال سے علاج:

سفید چقندر، مسور کی دال کے ساتھ پکا کر کھانے سے اسہال کے مرض میں افاقہ ہوگا۔

سنگترے سے علاج: (Treatment with Citron)

سنگترہ (Citron) کھانے سے صفراوی اسہال دور ہو جاتے ہیں۔ قبض کی حالت میں صبح نہار منہ چند سنگترے کھا لینا فائدہ مند ہیں۔

دودھ سے علاج: (Treatment with Millk)

دودھ پیتے بچوں کے لئے ماں کا دودھ بہترین غذا ہے۔ یہ دستوں کی بیماری سے بچنے کے لئے اور اس سے صحت یاب ہونے میں مدد دیتا ہے۔

جب بچے کو اسہال ہو تو ماں کو اپنا دودھ پلاتے رہنا چاہئے۔

مشروبات سے علاج:

خوب سیال اور مشروبات کا استعمال کریں۔ یہ اسہال کے مریض کو فائدہ دیتے ہیں۔

مریض کی غذا:

جب مریض الٹی کر رہا ہو یا اتنی بیماری محسوس کر رہا ہو کہ کھانا نہ کھا سکے تو اس کے

لئے مندرجہ ذیل خوراک کا بندوبست کریں۔

- ☆ بہت پتلی کھچڑی یا چاول، مکئی کا آٹا یا آلو۔
- ☆ پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے مشروبات کا استعمال
- ☆ ماں کا دودھ (صرف دودھ پیتے بچوں کے لئے)
- ☆ توانائی والی غذائیں ☆ پپیتا
- ☆ گوشت ☆ کریکر (Crackers)

کانوں کی بیماریاں اور ان کا علاج:

(Diseases of the Ear and their Treatment)

کانوں کی بیماریوں کے بارے میں ذکر کرنے سے پہلے کان کی ساخت کا پتہ ہونا ضروری ہے۔ کان انسانی جسم کا اہم جز ہے۔ جس کے ذریعے آدمی ایک دوسرے کے حالات کے بارے میں سنتا ہے۔ سماعت کی قوت نہ ہو تو زندگی بدمزا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس نعمت خداوندی کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اور اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔

کان کا درد: (Ottalgia)

کان کا درد عصبی عضلات کے ورم وغیرہ سے ہوتا ہے۔ کبھی سردی لگ جائے یا کان کے اندرونی حصے میں سوزش ہو یا کسی دانت میں درد ہو تو کان میں درد شروع ہو جاتا ہے۔

علامات: (Clinical Features)

یہ شدید قسم کی درد ہوتی ہے۔ اس سے سر درد بھی ہوتا ہے...... اور آنکھوں تک اثر کرتا ہے...... یہ درد، ناک اور گلے کی بیماری سے ہوتا ہے...... بعض اوقات کئی دوسری بیماریاں جیسے جوڑوں میں درد وغیرہ، سے بھی کان درد کرنے لگتا ہے...... بعض اوقات کان کی اندرونی سوزش درد کا سبب بنتی ہے...... اچانک موسم کی تبدیلی خاص کر سردی کی وجہ سے کان میں درد ہوتا ہے...... بعض اوقات کان کا درد اتنا شدید ہوتا ہے کہ آدمی بے چین ہو جاتا ہے۔ اور رات بھر نیند نہیں آتی۔ دودھ پیتے بچوں میں کان کا درد کن پیڑے

کی وجہ سے ہوتا ہے۔

تشخیص: (Diagnosis)

اٹوسکوپی کے ذریعے کان کے درد کی وجہ کا پتہ چل جاتا ہے۔ چھوٹے بچوں کے کان میں درد ٹانسلز کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان کے گلے کا معائنہ کرنے سے درد کا پتہ لگ جاتا ہے۔

علاج (Treatment)

دوائی سے علاج: (Treatment with Medicine)

اپٹال ڈان (Optaldon) ایک یا دو گولی دن میں تین بار (صبح، دوپہر، شام) دیں۔ سپٹران دو گولیاں روزانہ دیں۔

تنبیہ:

چھوٹے بچوں کو گولیاں نہ دیں۔

شہد سے علاج: (Treatment with Honey)

خالص شہد یا تلسی کے تیل کے چند قطرے کان میں ٹپکانے سے انشاء اللہ عزوجل کان میں راحت ملے گی۔

ادرک سے علاج:

ادرک کے رس کے قطرے کان میں ٹپکانے سے انشاء اللہ عزوجل درد و کسک دور ہوں گے۔

سرسوں کے تیل سے علاج:

بعض اوقات کان میں کیڑا داخل ہونے کی وجہ سے درد ہوتا ہے۔ کان میں اگر کوئی کیڑا چلا جائے تو سرسوں کا تیل ہلکا سا گرم کرکے ڈالنے سے کیڑا مر جائے گا اور درد سے نجات مل جائے گی۔

بواسیر اور اس کا علاج:(Heamorrhoids and its Treatment)

ریکٹم کی اندرونی سطح کے اندر وریدیں ہوتی ہیں۔ان میں خون جمع ہوتا رہتا ہے۔
جب خون کا پریشر بڑھتا ہے تو یہ رگیں رفع حاجت کے وقت باہر نکل آتی ہیں۔
ان کو مسے کہتے ہیں۔ کچھ مسے اندر رہتے ہیں، ان میں سے خون نکلتا رہتا ہے۔
کچھ سے باہر نکل کر پھٹ جاتے ہیں جن کی وجہ سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے۔اس کو
بواسیر کہتے ہیں۔

اسباب: (Causes)

مریض کو جب سخت قسم کی قبض ہوتی ہے۔وہ رفع حاجت کے لئے زور لگاتا ہے۔
اس سے وریدوں پر پریشر بڑھتا ہے۔وہ پھول جاتی ہیں اور سائز میں بڑی ہو جاتی ہیں
جب یہ مقعد سے باہر نکل آتی ہیں تو ان سے بلیڈنگ ہوتی ہے۔
بعض اوقات جگر کی پورٹل وین (Portal Vein) میں خون بڑھ جاتا ہے تو
وریدیں پھول کر سائز میں بڑی ہو جاتی ہیں اور وہ مسوں کی طرح ہو جاتی ہیں۔عورتوں
میں بواسیر دوران حمل ہوتی ہے کیونکہ ان کو عموماً قبض رہتی ہے۔

وجوہات:

غذائیں بھی کچھ ایسی ہیں جن سے بواسیر کا ہونا لازمی امر ہے اور ہمارا معاشرہ بھی
کچھ ایسا ہو گیا ہے جس سے بواسیر نے ہونا ہی ہے۔

دور سابق اور دور حاضر کا تقابلی جائزہ

(الف) دور سابق:

سابق دور میں یہ بیماری بہت کم لوگوں کو ہوتی تھی۔اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ پہلے
[illegible] کرتے تھے اور فضلات خروج کے بعد اس کے اجزا
[illegible] حاجت کے بعد فوراً اٹھ کر کھڑے ہوتے استنجاء وغیرہ

دوسری جگہ بدل کر کرتے۔اس سے فضلات کے جراثیم کو مقعد سے چمٹنے کا موقع نہ ملتا اور شرعی حکم بھی یہی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ قضائے حاجت کے بعد فوراً اس جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اور کھڑے ہونے سے پہلے اپنا جسم ڈھانپے۔اس طرح بواسیر نہ ہوگی۔

(ب) موجودہ دور

موجودہ دور میں بواسیر کے لئے مواقع آسانی سے میسر ہیں مثلاً کمرہ بند یا کھلا لیکن پاخانہ کے لئے کھول دیا۔فلش کا استعمال عام ہے۔حوائج ضروریہ میں سے یہ ایک اہم ضرورت ہے۔بعد فراغت استنجاء بھی وہیں پر بیٹھ کر کرتے ہیں۔اس کیفیت میں کافی وقت بیت الخلاء میں گزرتا ہے۔پھر ڈھیلوں سے مقعد کو صاف کرنے کی سنت تو عرصہ سے دور حاضرہ کے لوگوں سے الوداع ہوگئی ہے۔

ظاہر ہے کہ اس سے فضلات کے جراثیم کا مقصد کو چمٹنا لازمی امر ہے۔

پھر بعد فراغت از قضائے حاجت پانی سے دھونا ہی ہے۔اس سے فضلات کا مقعد سے چمٹنا اور زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو جاتا ہے۔اس سے بواسیر کی کثرت ہوتی ہے۔

بواسیر کی اقسام: (Types of Haemorrhoids)

بواسیر کی مختلف اقسام ہیں لیکن مشہور اور زیادہ پائی جانے والی تین اقسام کو بیان کیا جاتا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) اندرونی (ii) درمیانی (iii) بیرونی

(1) اندرونی:

اندرونی بواسیر میں مسوں سے خون آتا ہے۔

(2) درمیانی:

درمیانی بواسیر میں خون بھی آتا ہے اور جریان بھی ہوتا ہے۔

(3)۔ بیرونی:

بیرونی بواسیر میں خون نہیں آتا لیکن درد ہوتا ہے۔

علامات: (Clinical Features)

☆ مقعد کے اندر اور باہر سے مسے بن جاتے ہیں جن کی وجہ سے خارش، جلن اور درد ہوتا ہے۔

☆ رفع حاجت کے وقت یہ مسے پریشر سے باہر نکل آتے ہیں اور بلیڈنگ کرتے ہیں۔

نقصانات:

متواتر بلیڈنگ سے مریض کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور خون کی کمی ہو جاتی ہے اور مریض کو انیمیا ہو جاتا ہے۔ مسے مقعد میں نکلتے رہتے ہیں ان سے اکثر خون نکلتا رہتا ہے۔ یہ بواسیر خونی بواسیر کہلاتی ہے۔

علاج (Treatment)

احتیاط سے علاج:

مریض کو متوازن غذا کھانی چاہیے۔ سبزیوں اور پھلوں کا استعمال زیادہ کرنا ہے۔ بادی اشیاء نہیں کھانی چاہئیں۔ چٹنی، اچار، مصالحہ، بینگن، چائے وغیرہ سے پرہیز کرے۔ صبح و شام چہل قدمی ضروری ہے۔ قبض کرنے والی سبزیاں اور کھانے نہیں کھانے چاہئیں۔

دوائی سے علاج: (Treatment with Madicine)

پائلز (Pies Pills) ایک کیپسول چینی کے شربت کے ساتھ شام کے وقت کھائیں۔

زیتون سے علاج:

حدیث پاک میں ہے کہ زیتون کا تیل کھاؤ اسے لگاؤ کہ یہ مبارک درخت سے ہے اور اس میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے جن میں جذام بھی ہے اس میں بواسیر سے شفاء ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ۸/۳۰۸، رقم الحدیث:۴۵۳۵)

انجیر سے علاج:

☆ اگر تکلیف زیادہ ہو تو شہد کے شربت کے ساتھ روزانہ نہار منہ پانچ عدد انجیر کھا لیجئے۔ مسلسل اس طریقے پر عمل کرنے سے انشاءاللہ چار ماہ سے لے کر دس ماہ تک بواسیر کے مسے خشک ہو جائیں گے۔

☆ پانچ انجیر کے ٹکڑے کاٹ کر مناسب مقدار میں دودھ میں پکا لیجئے اور رات کو سوتے وقت ٹھنڈا کر کے کھا لیجئے۔ یہ خونی بواسیر کا مجرب علاج ہے۔ انشاءاللہ خون آنا بند ہو جائے گا۔

☆ 6 ماہ تک روزانہ تین انجیر اور اتنے ہی وزن کا ادرک کا مربہ نہار منہ کھا لیجئے۔ انشاءاللہ بواسیر میں فائدہ ہوگا۔

انار کے چھلکے سے علاج:

انار کا چھلکا خشک کر کے باریک پیس کر بوتل میں محفوظ کر لیں۔ اور صبح و شام چھ ماشہ (یعنی تقریباً 6 گرام) تازہ پانی سے نگل لیں۔ انشاءاللہ بواسیر درست ہو جائے گی۔

نبولیاں سے علاج:

نیم کے درخت سے جو پکی ہوئی "نبولیاں" گر پڑتی ہیں۔ روزانہ 12 عدد چھلکا اتار کر کھا لیا کریں۔ مسلسل کھاتے رہنے سے انشاءاللہ بواسیر میں فائدہ ہوگا اور خون بھی صاف ہوگا۔

کلونجی سے علاج:

بواسیر میں بھی کلونجی کا استعمال مفید ہے۔ سرکہ میں کلونجی پیس کر ملائیں اور متاثرہ حصے پر لگائیں اس سے مسے جھڑ جاتے ہیں۔ اگر کلونجی کو باریک پیس کر پانی میں جوش دے کر ٹھنڈا کر کے اس کو پئیں تو بواسیر کا مرض دور ہو جاتا ہے۔ اس کا استعمال نظام انہضام کو بھی درست رکھتا ہے۔ بدہضمی کی حالت میں بھی فائدہ دیتا ہے۔

نماز سے علاج:

اگر کسی کو بواسیر کی تکلیف ہو تو فجر کی دو سنتوں میں پہلی رکعت میں سورۃ الم نشرح اور دوسری رکعت میں سورۃ فیل پڑھے۔ تکلیف دور ہو گی۔

حفاظتی تدابیر:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ہر شعبے کے آداب وطریقے سکھائے ہیں اگر ان پر صحیح طور پر عمل ہو تو یقیناً دنیا میں زندگی تندرستی اور خوشحالی سے بسر ہو گی اور آخرت نے تو سنورنا ہی ہے۔

لیکن افسوس مسلمان بجائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی پر عمل کرنے کے اُلٹی چال چلتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ایسا مسلمان دارین میں پریشانی اٹھائے گا۔ جو سنت اور آداب سنت چھوڑے گا۔ اللہ کریم ہمیں سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

نزلہ، زکام اور اس کا علاج:

(Coryza (Common Cold) and its Treatment)

یہ ایک متعدی مرض ہے اس کا باعث ایک کیڑا ہے جسے Phimoviruses کہتے ہیں۔ اس کا تعلق Picronovirus گروپ سے ہے۔ اس مرض میں ناک کی لعاب دار جھلی متورم ہوتی ہے۔ ناک سے پانی بہتا ہے۔

وجوہات:

نزلہ کی چند وجوہات میں سردی لگنا، گرما گرم کھانا کھانا، کسی دوسرے مریض سے انفکشن ہونا اور زیادہ ٹھنڈا پانی پینا وغیرہ ہیں۔ نزلہ تقریباً پانچ دن بعد ٹھیک ہو جاتا ہے۔

[illegible]

اگر جلدی آرام نہ آئے تو اس سے چھاتی متورم ہو جاتی ہے۔ اور درد کرنے لگتی ہے

اوراس سے یرقان کا خطرہ ہوتا ہے۔اس لئے اس کے علاج میں سستی نہ کریں۔

علامات: (Clinical Features)

ابتداء میں تھکاوٹ، سر درداور پریشانی ہوتی ہے۔ناک میں خارش اور جلن ہوتی ہے...... ناک سے پانی بہتا ہے...... ناک کے کنارے پانی کی وجہ سے سرخ ہو جاتے ہیں...... آنکھوں میں سوزش ہو جاتی ہے...... حلق متورم ہوتا ہے...... درد کرتا ہے...... مرض کا حملہ شدید ہوتو سانس کی نالیوں میں خراش ہوتی ہے...... ناک سے بہنے والی رطوبت گاڑھی ہو جاتی ہے...... مریض کا کسی چیز کو کھانے کا دل نہیں کرتا...... چھینکیں بہت آتی ہیں...... مریض کو بدہضمی ہو جاتی ہے...... پیشاب تھوڑا اور سرخ رنگ کا آتا ہے۔

علاج (Treatment)

دوائی سے علاج: (Treatment with Madicine)

☆ مریض کو رونڈومائی سن کیپسول(Capsule Rondomycin)2 صبح اور دو شام کو 5 دن تک دیں۔

☆ ٹائی زین(Tyzine) ناک میں دن میں 4 بار ڈالیں۔

☆ انسیڈال گولیاں(Tab. Incidal) ایک ایک گولی صبح و شام اور دوپہر کھلائیں۔

احتیاط:

مریض کو ٹھنڈا پانی پینے سے پرہیز کرنا چاہئے آئس کریم وغیرہ نہیں کھانی چاہئے۔

تلاوت قرآن سے علاج: ۔

تین مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر نزلہ زکام کے مریض پر دم کیا جائے۔انشاءاللہ اچھا ہو جائے گا۔

سونف سے علاج: ۔

ایک تولہ سونف اور سات عدد لونگ دو کلو پانی میں ڈال کر چولہے پر خوب جوش

دیجئے۔ جب 250 گرام پانی رہ جائے تو ایک تولہ مصری ڈال کر چائے کی طرح نوش فرمائیں۔ دو تین بار کے استعمال سے آرام آ جائے گا۔

ہلدی سے علاج:

دہکتے ہوئے کوئلوں پر پسی ہوئی ہلدی ڈال کر دھونی لینے سے ناک کھل جائے گی۔ اور نزلے کی رطوبت بہنے لگے گی۔

مچھلی کے تیل سے علاج:

تیس دن تک روزانہ ناشتہ کے دو گھنٹے بعد مچھلی کا تیل (Cod Liver Oil) آدھی چمچی پئیں۔ سردیوں میں مزید آدھی چمچی استعمال کر سکتے ہیں۔ انشاءاللہ دائمی نزلے سے آرام مل جائے گا۔

☆ بچوں کو بار بار نزلہ ہوتا ہے۔ مچھلی کا تیل تین تین قطرے دن میں ایک یا دو بار 30 دن تک پلائیے۔ بچوں کے لئے خوشبودار تیل میڈیکل سٹور سے طلب کریں۔

بھنے ہوئے چنوں سے علاج:

روزانہ رات کو مٹھی بھر بھنے ہوئے چنے چھلکے کے ساتھ کھانا پھر ایک گھنٹہ تک پانی یا چائے وغیرہ کوئی سا مشروب نہ پینا نزلے کے لئے مفید ہے۔

☆☆☆

نکسیر پھوٹنا Epistaxis

ناک میں سے اچانک خون بہنا (Bleeding) نکسیر کہلاتی ہے۔ یہ معمولی اور وقتی طور پر ہوتی ہے۔ لوگ کسی ڈاکٹر کو نہیں دکھاتے لیکن بعض اوقات خون زیادہ مقدار میں بہہ جائے تو خطرناک ہوتا ہے۔

اسباب (Causes):

☆ ٹھنڈے اور خشک موسم میں ناک کی اندرونی سطح خشک ہو جاتی ہے۔ اری

ٹیشن ہوتی ہے اور پھر خون نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔

☆ بعض اوقات چوٹ لگنے سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے۔

☆ عورتوں کو حمل یا حیض کے دوران ناک سے خون بہنے لگتا ہے۔

☆ بچوں کے پیٹ میں کیڑے ہوں تو ان کی ناک سے خون نکلتا ہے۔

☆ کئی لوگ عادتاً ناک میں انگلی پھیرتے رہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے بھی خون نکلتا ہے۔

علاج: (Treatment)

مریض پہلے کوئی دوائیوں کا استعمال بند کرے تاکہ Reaction نہ ہو، شدت مرض میں مارفین کا استعمال کریں۔ تاکہ مریض تندرست ہو جائے۔

اختتامیہ

الحمدللہ آج مورخہ 3 ستمبر 2014ء تحفہ دولہا اپنے اختتام کو پہنچی۔ اللہ کی توفیق سے اس کتاب میں وہ تمام عنوان شامل کیے گئے ہیں جن کی روزمرہ زندگی میں ایک مرد کو ضرورت ہوتی ہے۔ امید واثق ہے یہ کتاب خاص و عام کے لئے مفید ہو گی۔ اللہ اسے مؤلف، معاونین، ناشر کے لئے ذریعہ مغفرت بنائے۔ آمین ثم آمین

غبارِ راہِ طیبہ

6 ذیقعد 1435ھ، 3 ستمبر 2014ء

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے

★ معاملاتِ شادی کی تصیل ★ بہترین بیوی کا انتخاب ★ طہارت اور پاکیز گی

★ نکاح کے فوائد وثمرات ★ رسومات کی اقسام اوران کا جائزہ

★ کامیاب زندگی گزارنے کے سنہری اصول

★ مہمان نوازی کے احکام وفضائل ★ طلاق کے احکام ومسائل

★ بچوں کی تعلیم واصلاح دینی تقاضوں کے مطابق

★ بیوی کے حقوق قرآن وحدیث کی روشنی میں ★ بیماریوں کے آسان علاج

★ حق مہراور اسکے اصلاح طلب پہلو

★ اور بھی بہت کچھ جوآپ کے پڑھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے
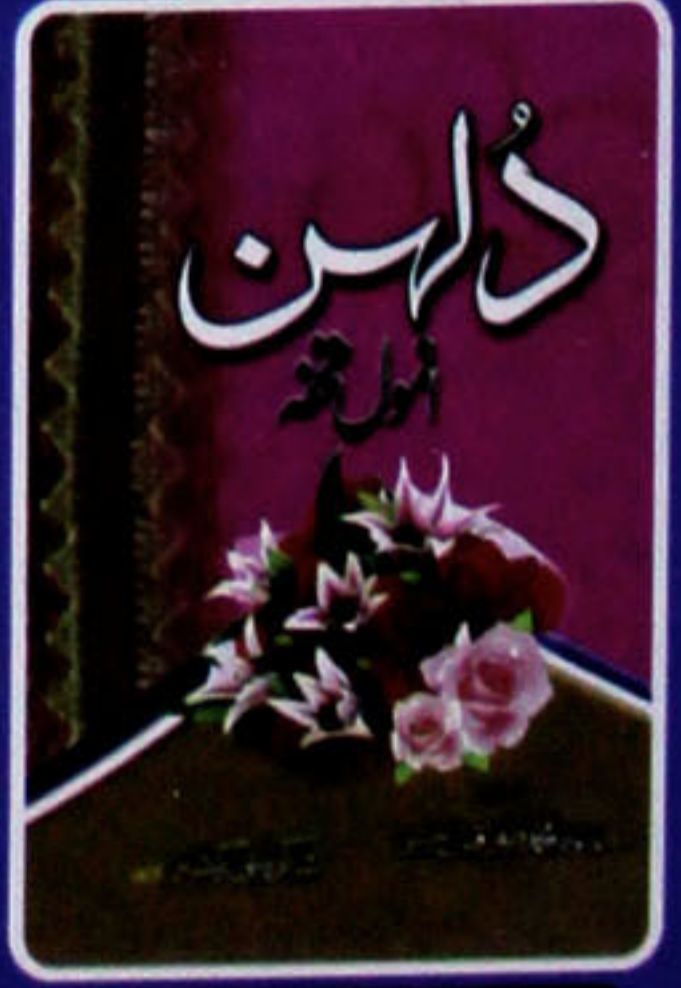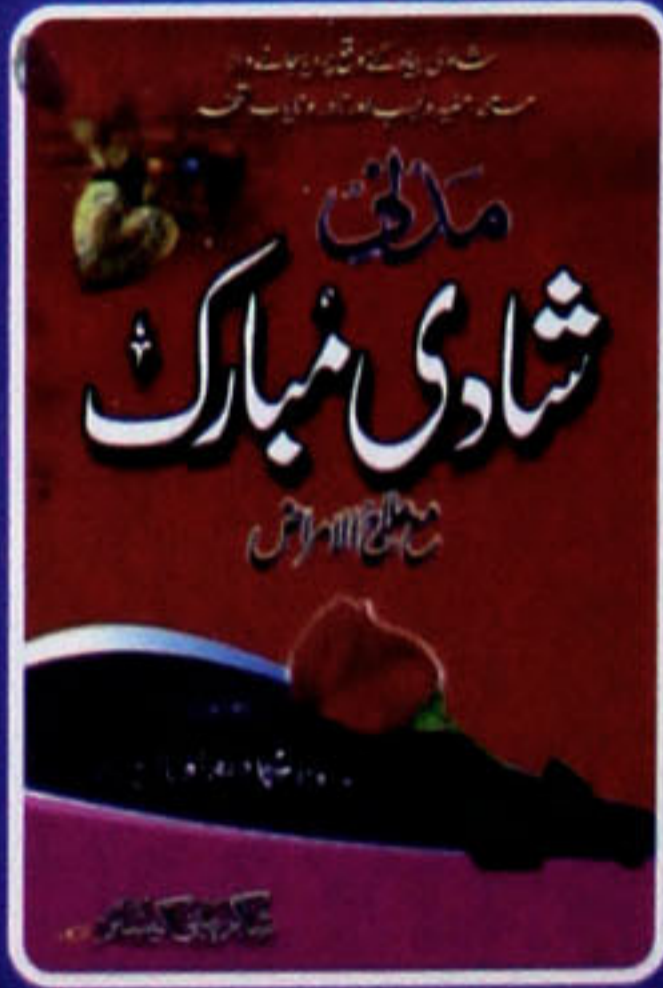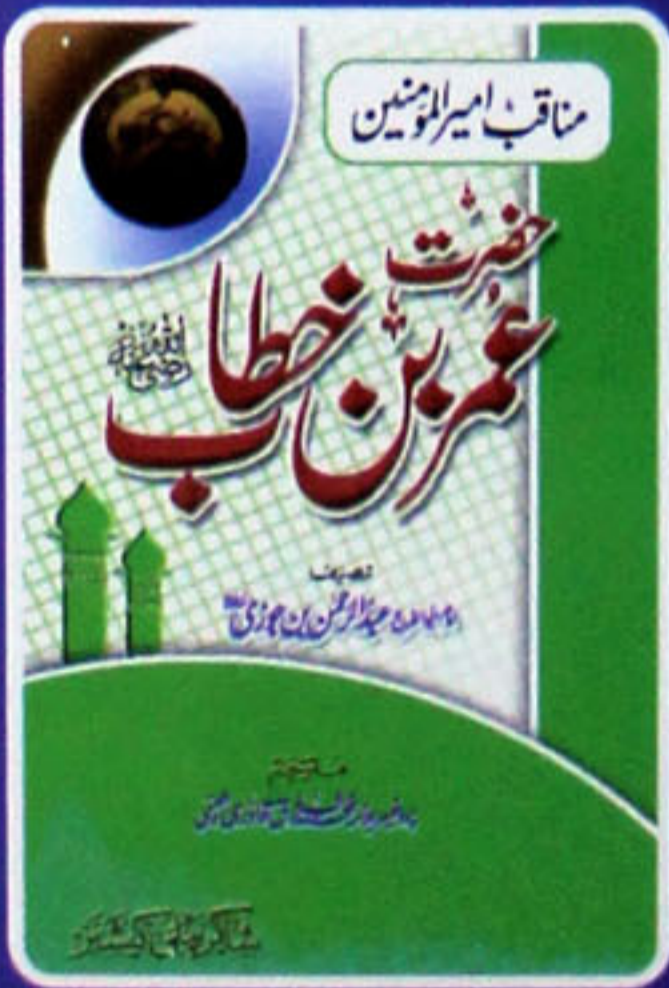
Shabbir 0322-7202212

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084